تسبیاں

(کلام عرفان)

ترا نام ہے مری تسبیوں میں
بکھر نہ جاؤں کہیں دانہ دانہ

عرفان علی

تسبیاں
(کلام عرفان)
عرفان علی

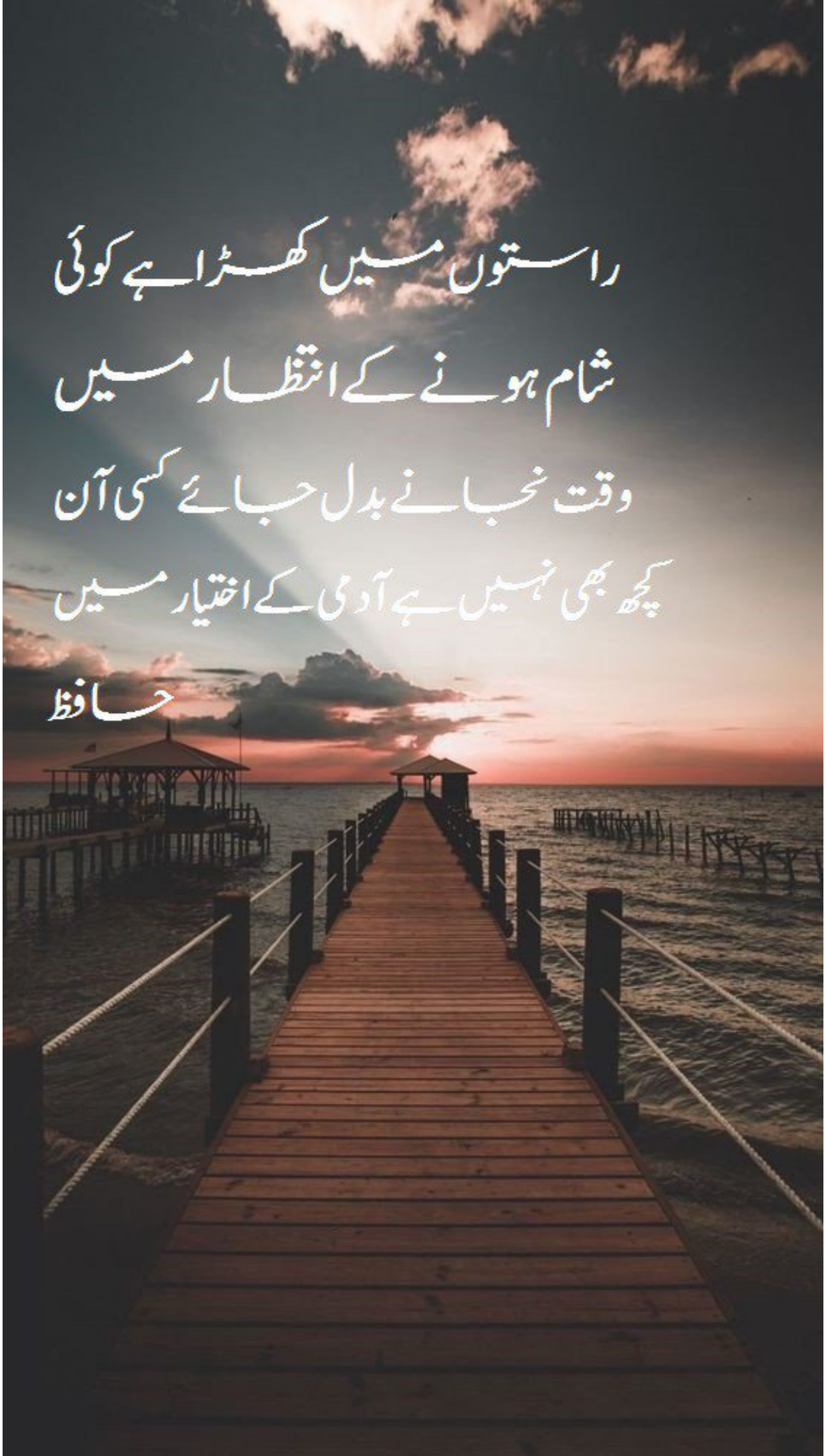
راستوں میں کھڑا ہے کوئی
شام ہونے کے انتظار میں
وقت نجانے بدل جائے کسی آن
کچھ بھی نہیں ہے آدمی کے اختیار میں
حافظ

کتاب عشق کے پہلے صفحے پہ لکھا تھا
دنیا پرستوں پر بے اثر ہوگا یہ کلام
حافظ

اب آرزو کا خیال نہیں ہے مجھے

میں محو گمان رہتا ہوں اب

حافظ

آدمی کا اختیار ہے بادلوں کے اوپر

پر مٹی کے شوق میں ہے نونہال

حافظ

حافظ

وہ خیال کی بے فکری وہ کمال بے نیازی
مرا بچپن مرے سارے ماہ سال کا نچوڑ ہے

میں تنہائی پسند ہو گیا ہوں

اپنی دنیا سے رضامند ہو گیا ہوں

بیٹھا ہوں جو سمندر کنارے

ساحل کے لیے فکر مند ہو گیا ہوں

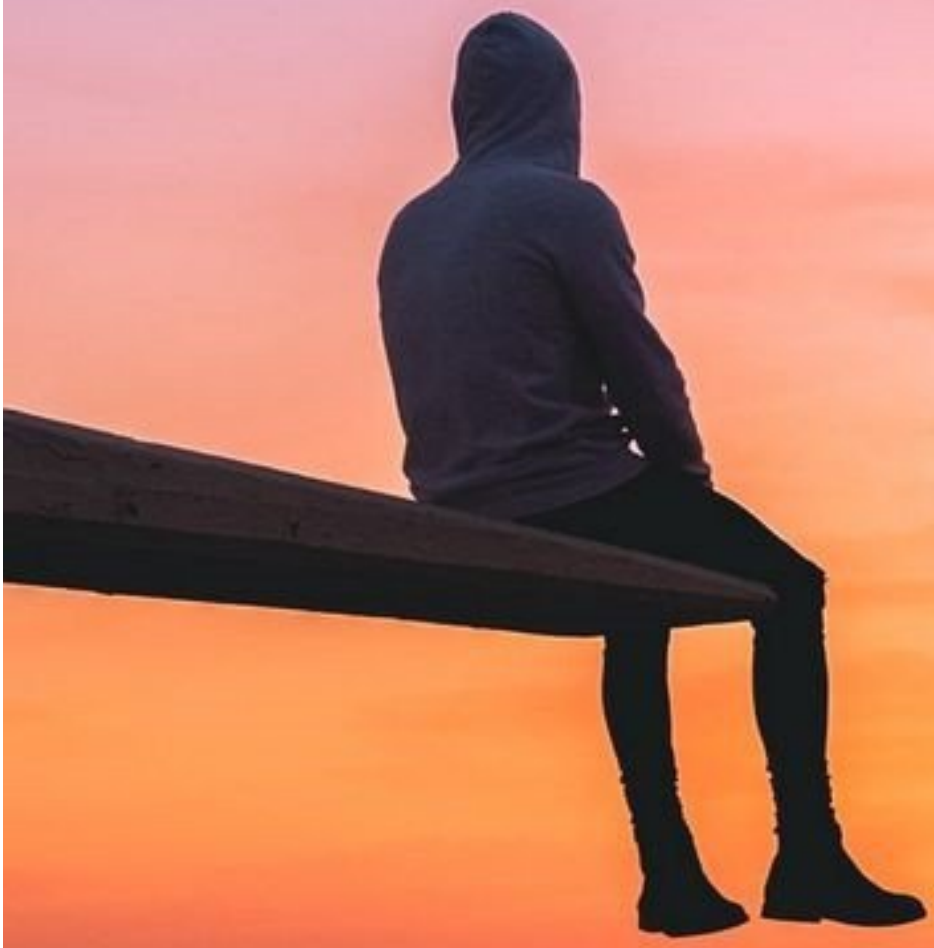

حافظ

دل میں امید زندہ ہے زندگی کی نوید لیے
ٹوٹے چراغوں میں ٹم ٹماتی روشنی ہو جیسے

حافظ

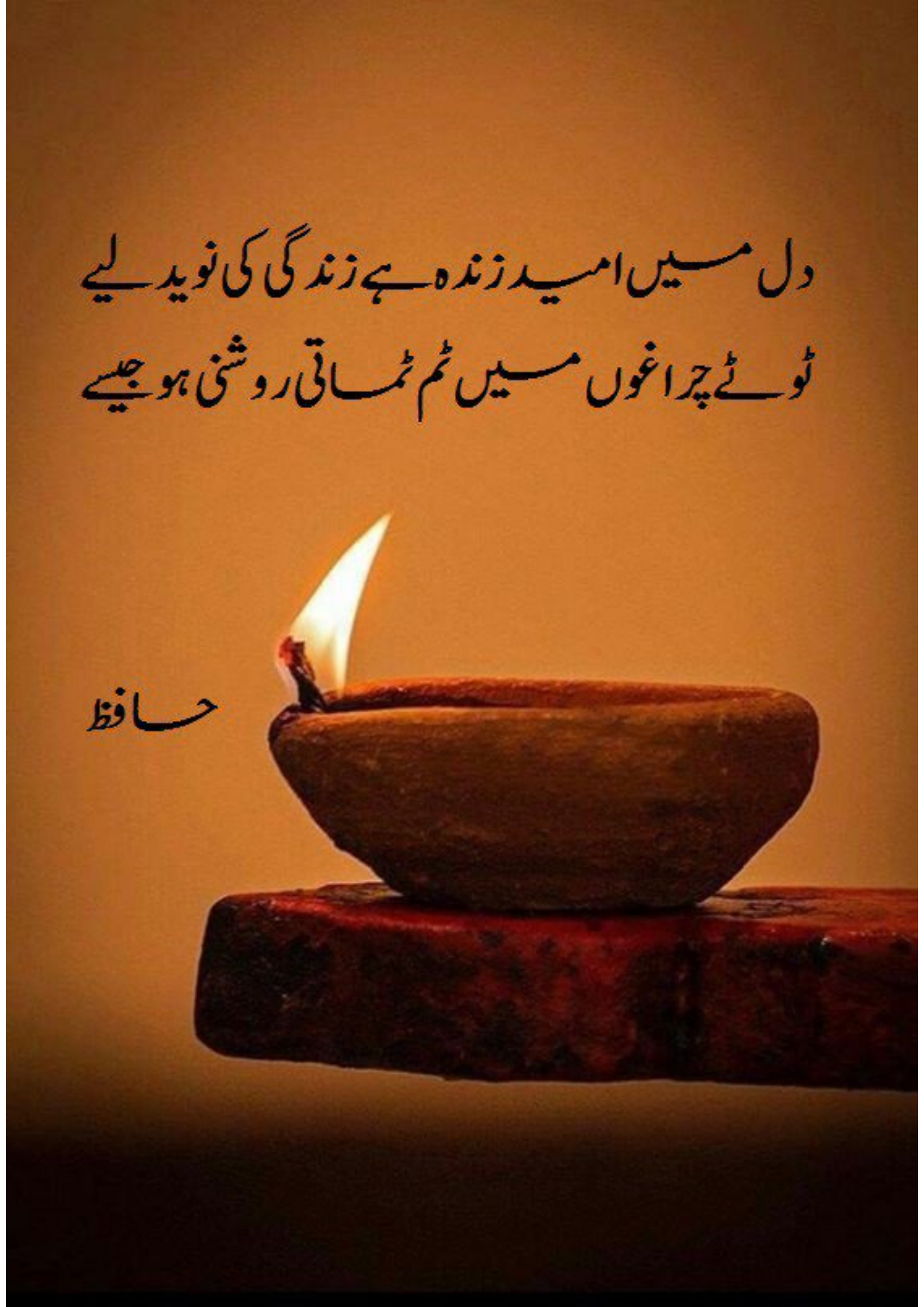

حافظ
بندوں کے معاملات میں بگاڑ آگیا ہے
خدایا آباد بستیوں میں اجاڑ آگیا ہے
کون دشمن نسل انسانی کا قاتل ہے
انسانیت کی صفوں میں کوئی غدار آگیا ہے

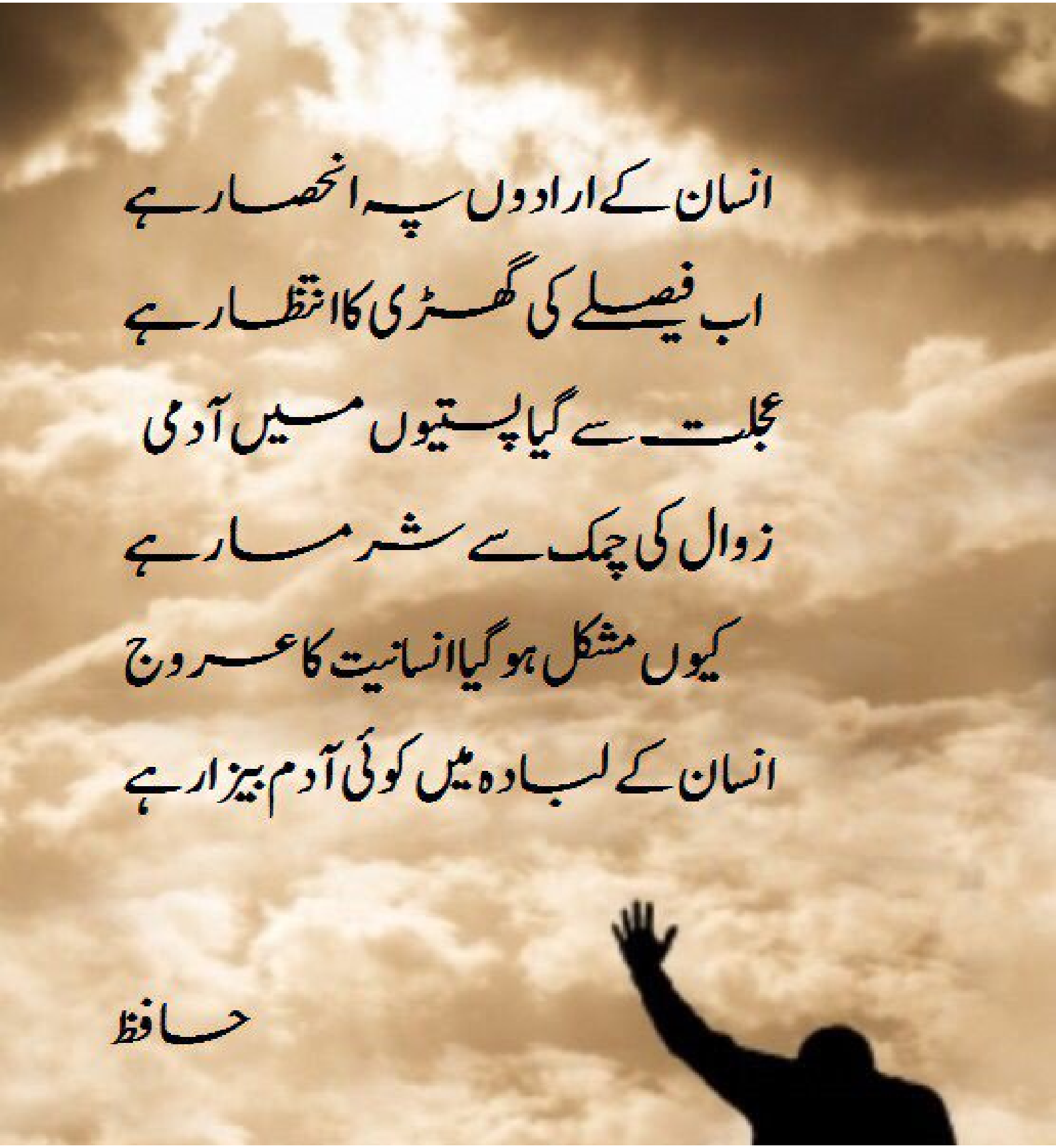
انسان کے ارادوں پہ انحصار ہے
اب فیصلے کی گھڑی کا انتظار ہے
عجلت سے گیا پستیوں میں آدمی
زوال کی چمک سے شرمسار ہے
کیوں مشکل ہو گیا انسانیت کا عروج
انسان کے لبادہ میں کوئی آدم بیزار ہے
حافظ

آنکھ نے جو دیکھا اس کی اتنی سکت تھی
جا کے ڈھونڈ لا چشمِ بینا دیدار کے لیے
حافظ

وہ کس طرح پامال کر سکتا ہے مجھے
ابن آدم کی دعاوں کا ہوں میں ثمر
حافظ

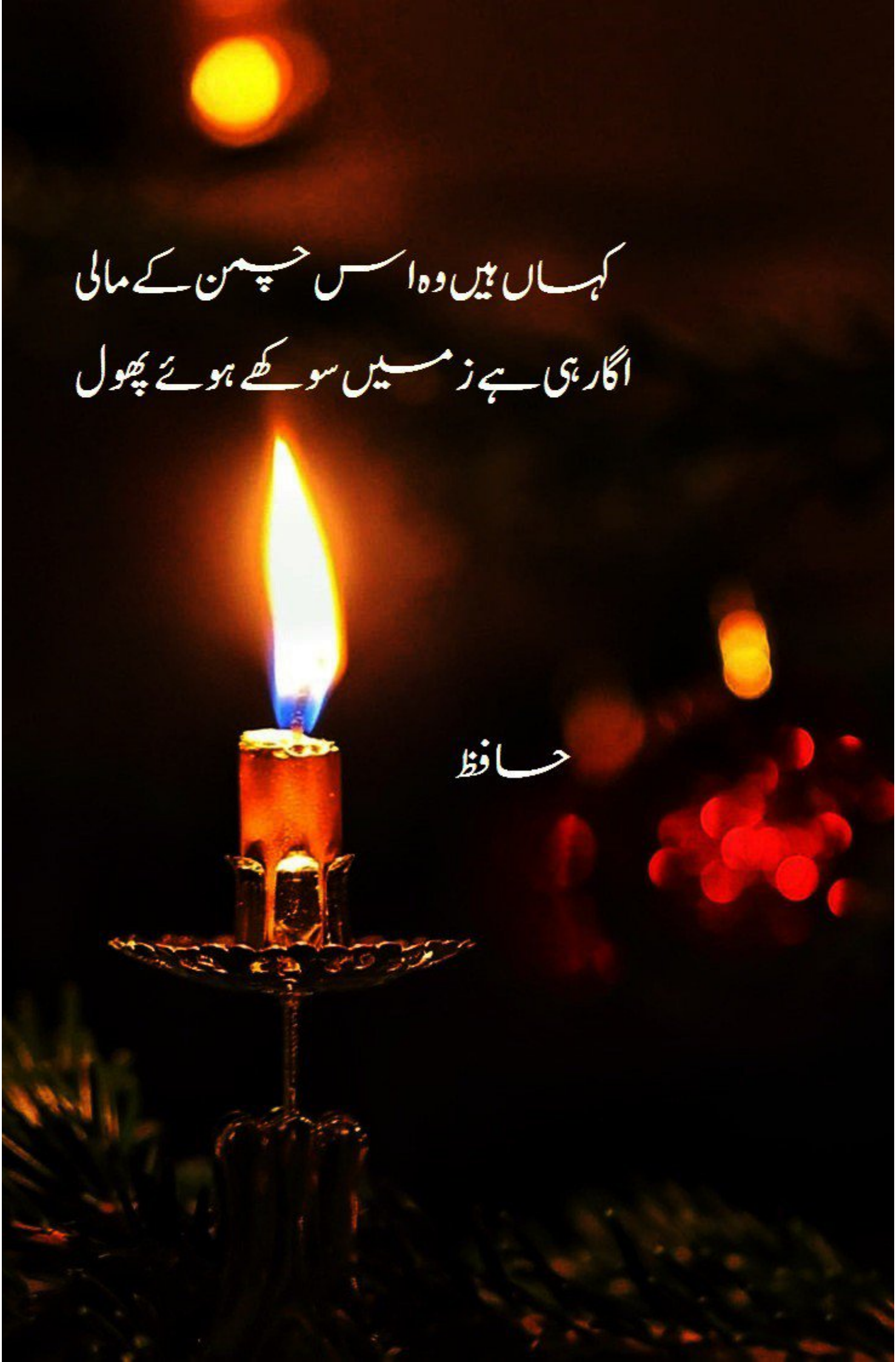
کہاں ہیں وہ اس چمن کے مالی
اگار ہی ہے زمیں سوکھے ہوئے پھول
حافظ

حافظ
ترے سجدوں سے وہ مانے گا کیسے
خدا کو پسند ہے وہ دل نہیں تیرے پاس

حافظ

دلوں میں قرآں سے اجالا کر دے

مرے خدایا امت کو قرآن والا کر دے

پھر دیکھے زمانہ مسلماں کا عروج

پستیوں میں ہیں جو زیریں انہیں بالا کر دے

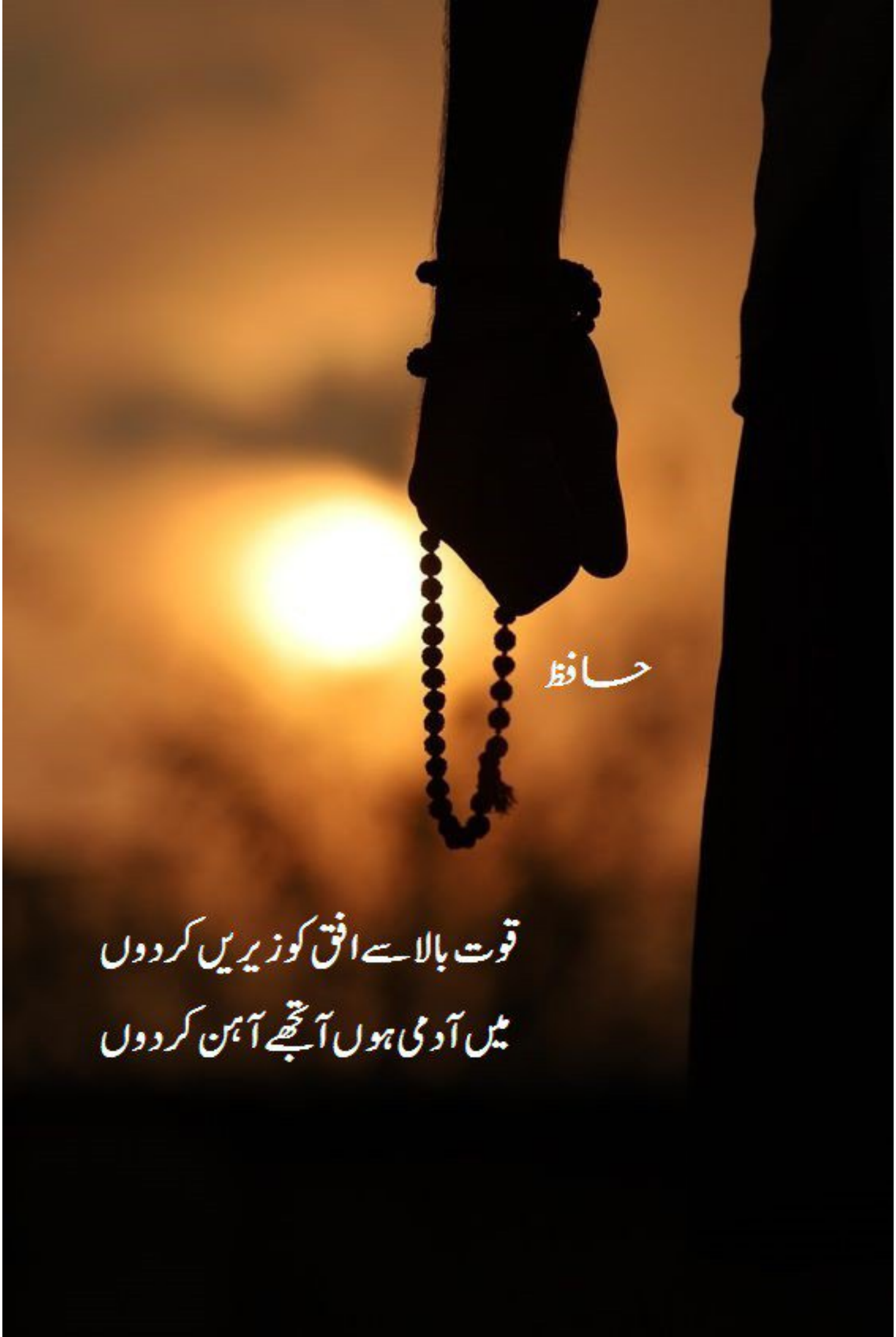
حافظ
قوت بالا سے افق کو زیریں کر دوں
میں آدمی ہوں آ تجھے آہن کر دوں

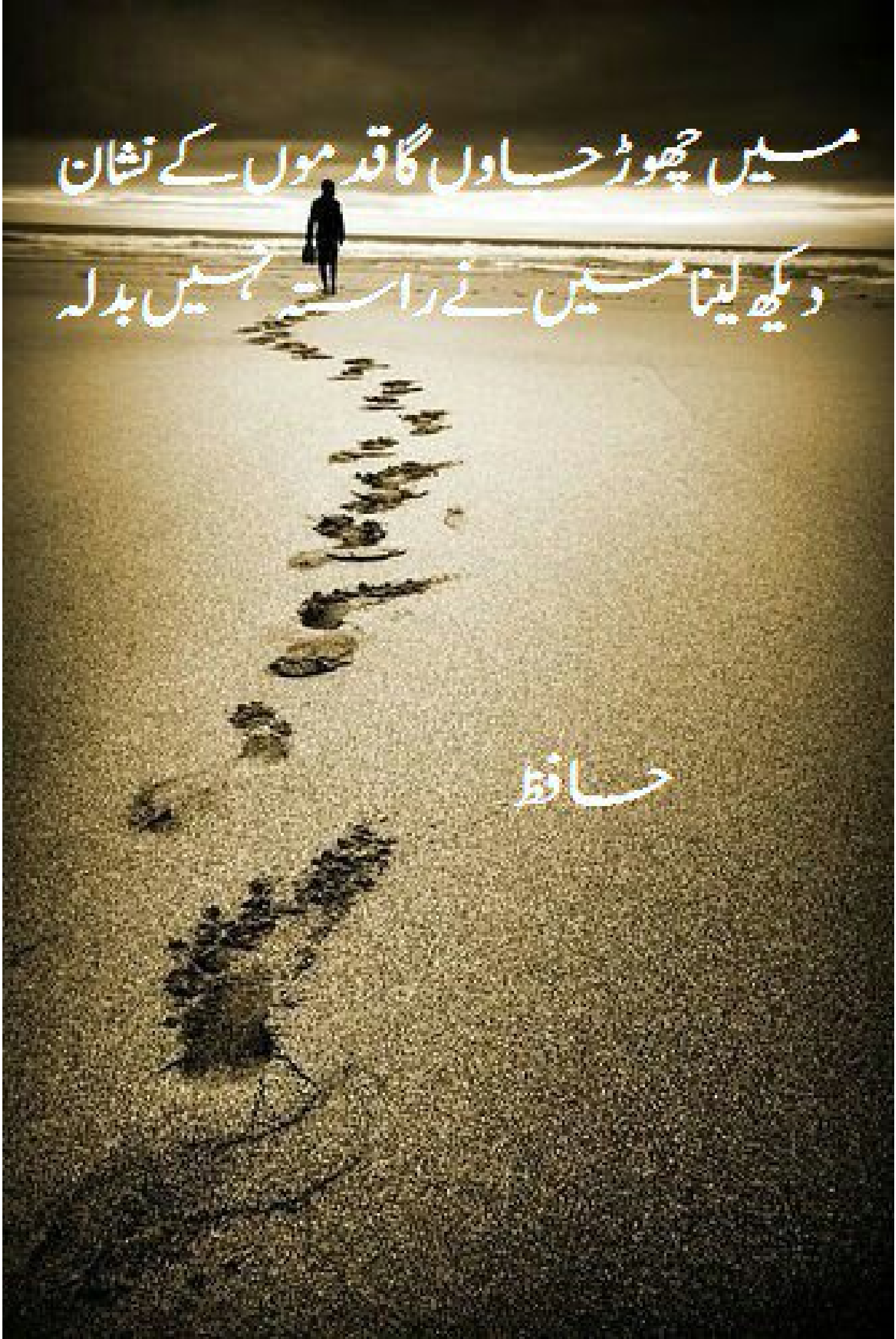
میں چھوڑ جاؤں گا قدموں کے نشان
دیکھ لینا میں نے راستہ نہیں بدلا
حافظ

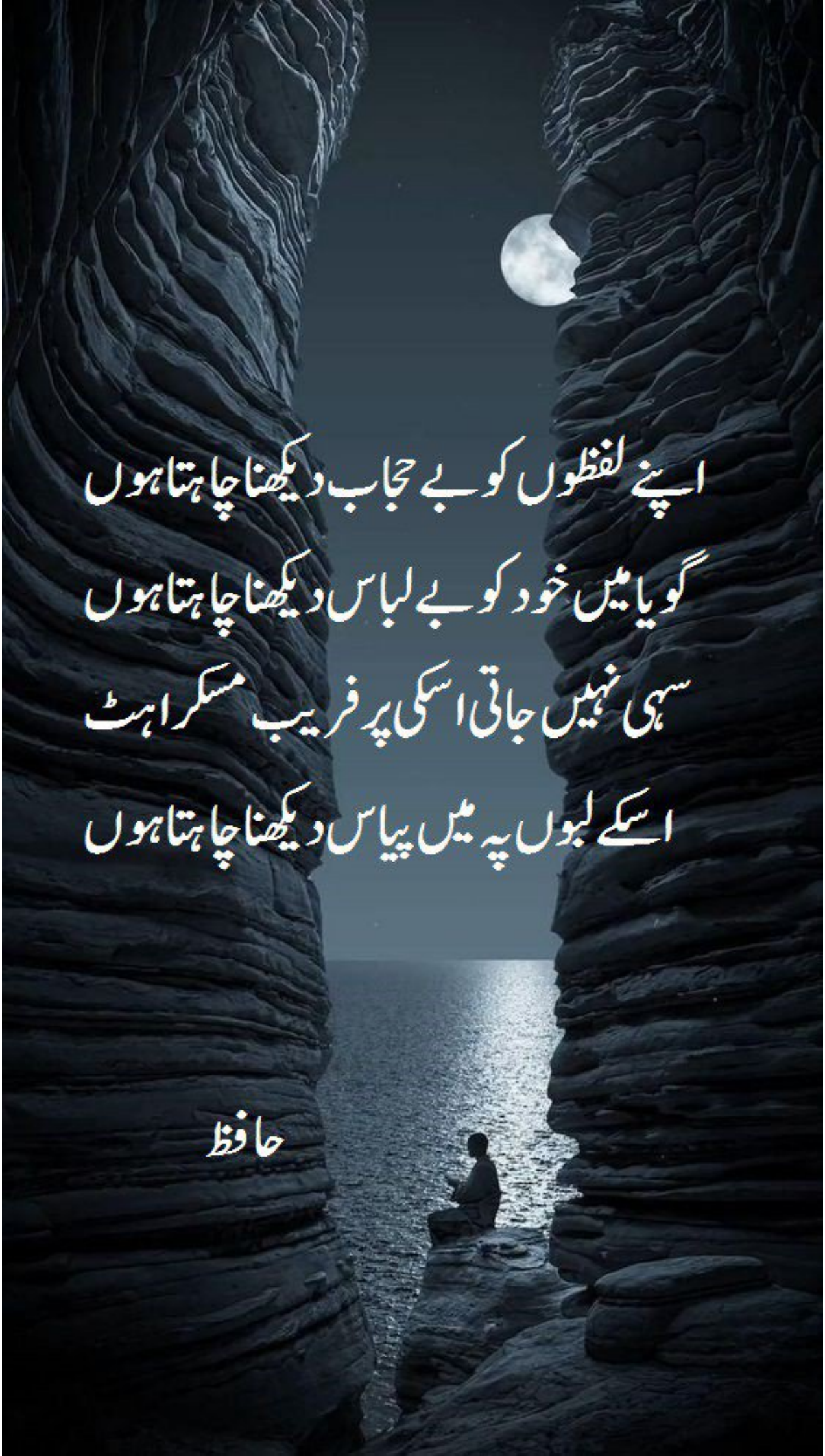
اپنے لفظوں کو بے حجاب دیکھنا چاہتا ہوں
گویا میں خود کو بے لباس دیکھنا چاہتا ہوں
سہی نہیں جاتی اسکی پر فریب مسکراہٹ
اسکے لبوں پہ میں پیاس دیکھنا چاہتا ہوں
حافظ

ہر رات کا سویرا دور نہ ہو

آزاد پرندوں کا بسیرا دور نہ ہو

مثل یہی ہے بے فائدہ شخص کی

جیسے چراغ سے اندھیرا دور نہ ہو

حافظ

بہت چھپانا چاہیں زمانے نے برا

میں اپنی ہی دعا کا وسیلہ نکلا

حافظ

بہت چھپانا چاہیں زمانے نے برا

میں اپنی ہی دعا کا وسیلہ نکلا

حافظ

جس کی چوٹوں سے ہوئے پہاڑ ریزہ ریزہ
آیات قرآنی سے ہوتے ہیں پتھر چورا چورا

حافظ

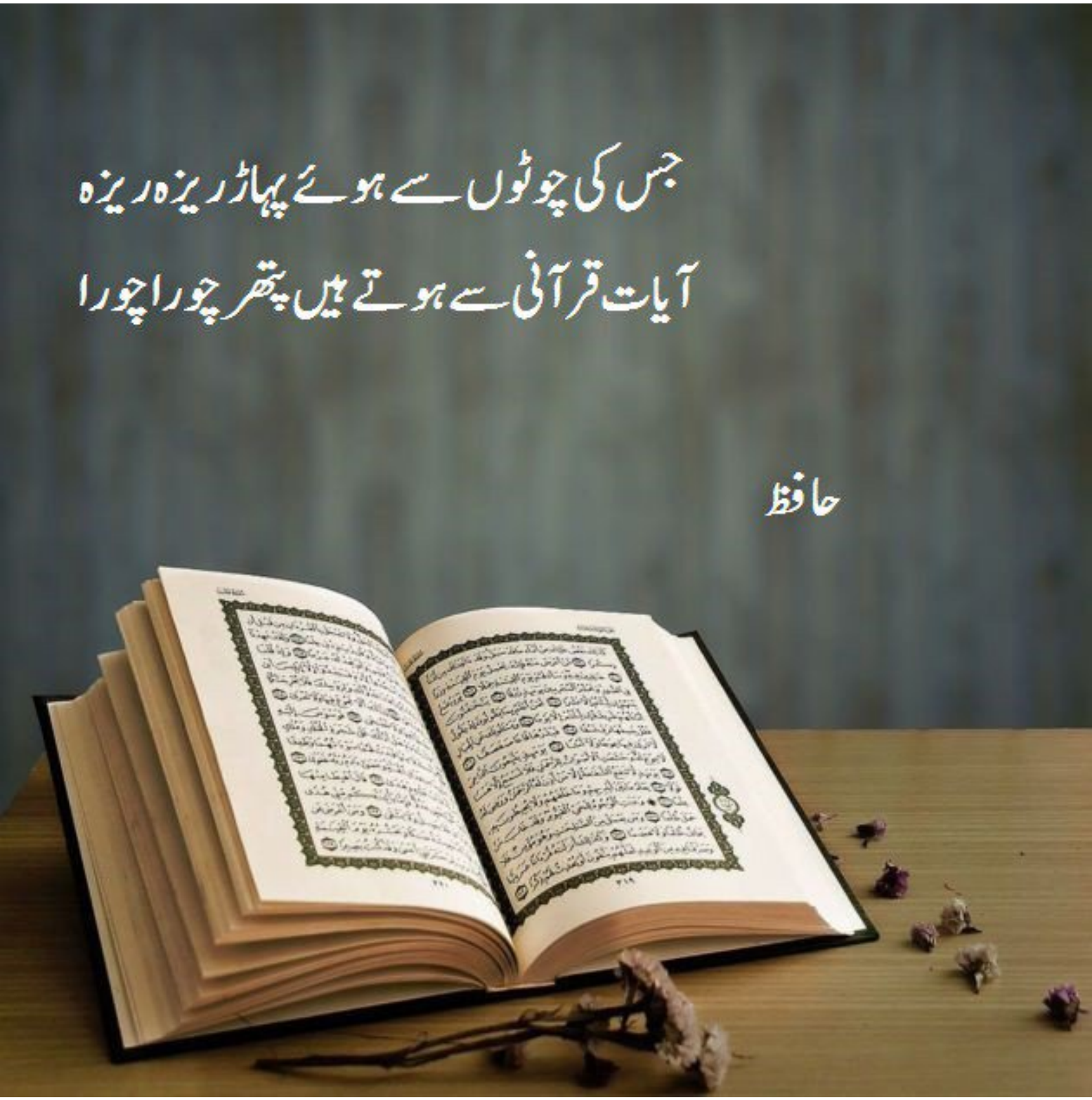

وگرنہ میں کیا میری اوقات کیا ہے
درود و سلام کی بدولت بڑھتے ہیں درجات
حافظ
Amani.a35

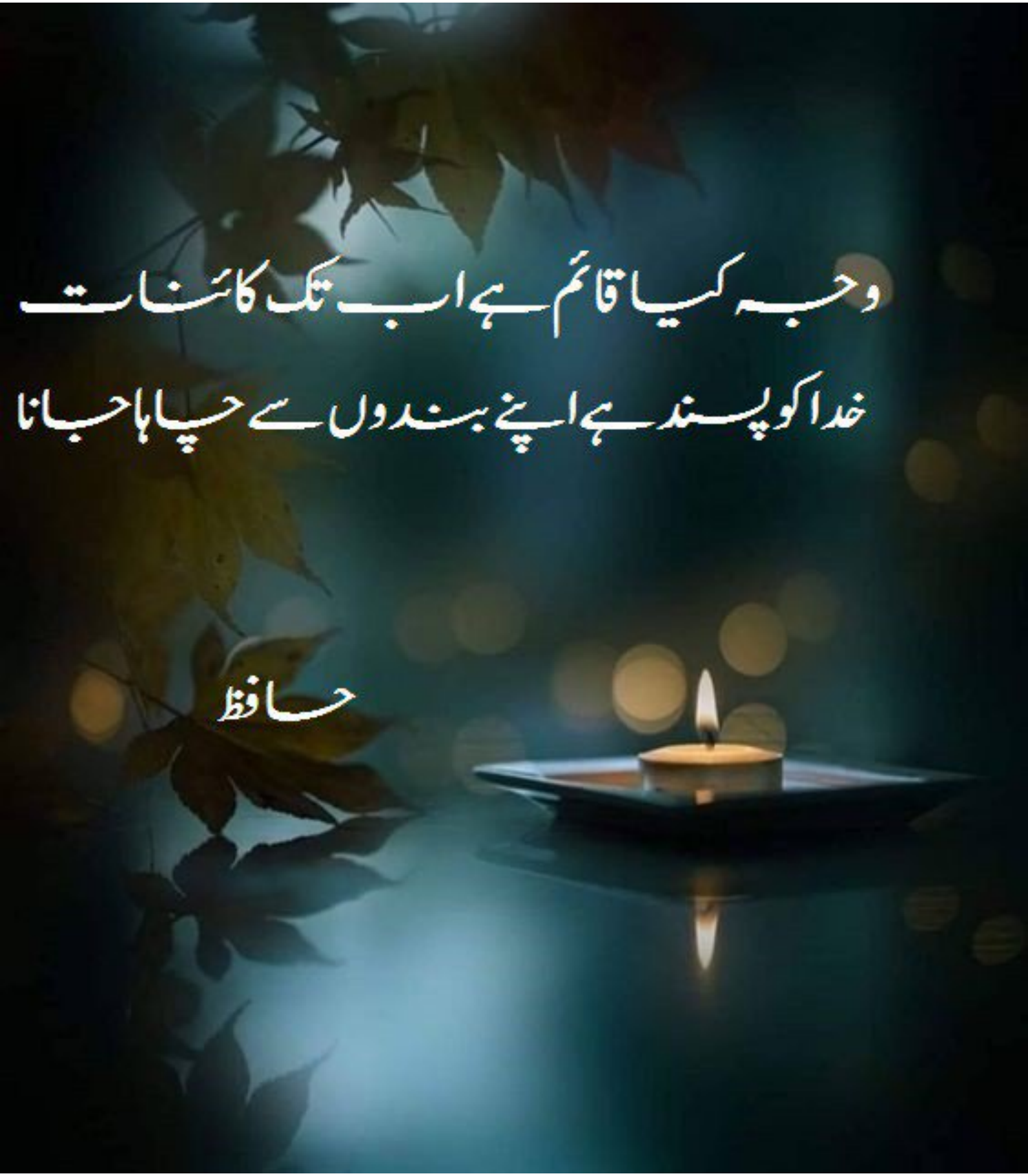
وجہ کیا قائم ہے اب تک کائنات
خدا کو پسند ہے اپنے بندوں سے چھپا ہا جانا
حافظ

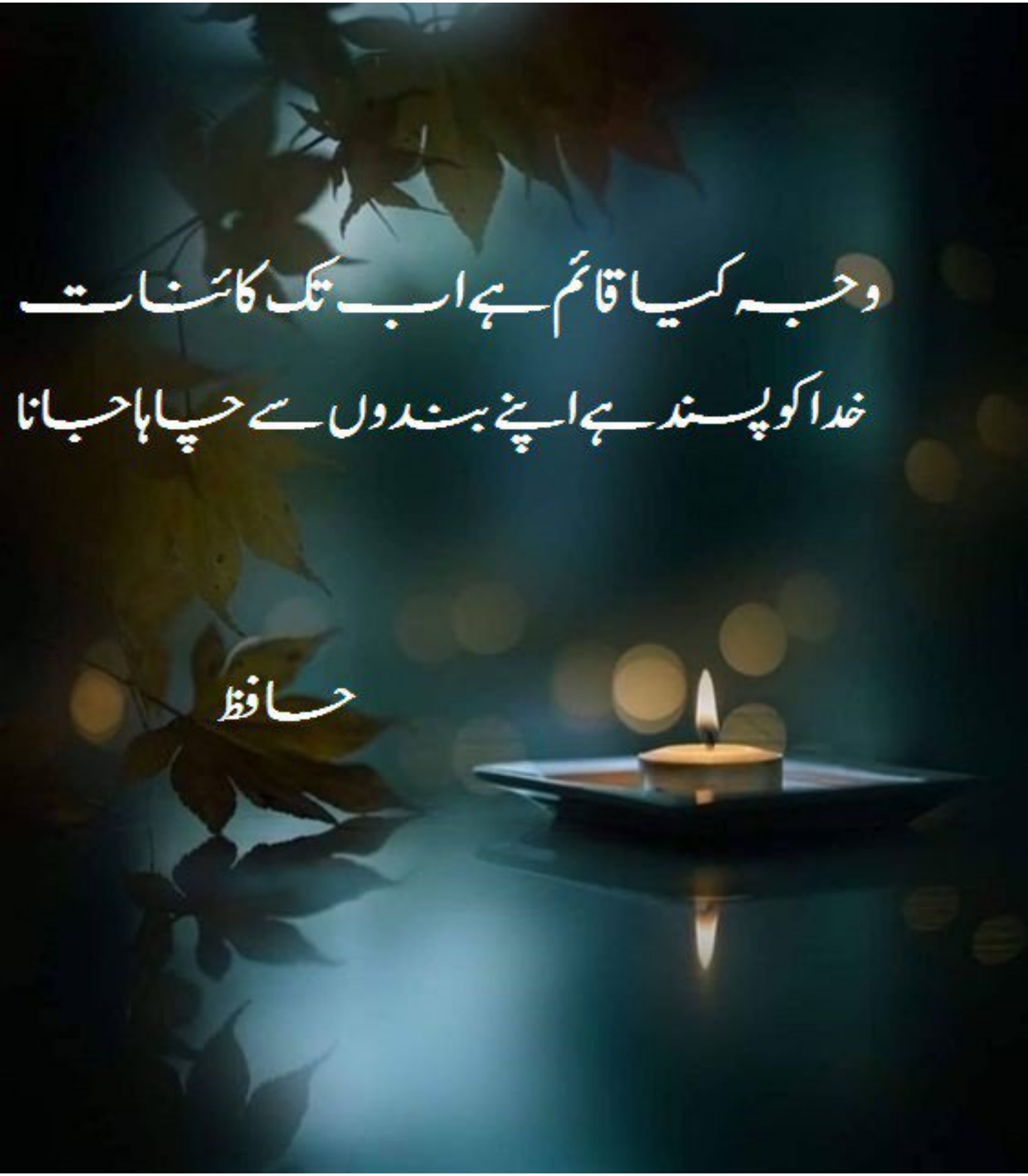
وجہ کیا قائم ہے اب تک کائنات
خدا کو پسند ہے اپنے بندوں سے چھپا ہا جانا
حافظ

تری مسکراہٹ سے پھر جی اٹھا ہوں
ناپید تھی زندگی دل مضمحل سے
حافظ

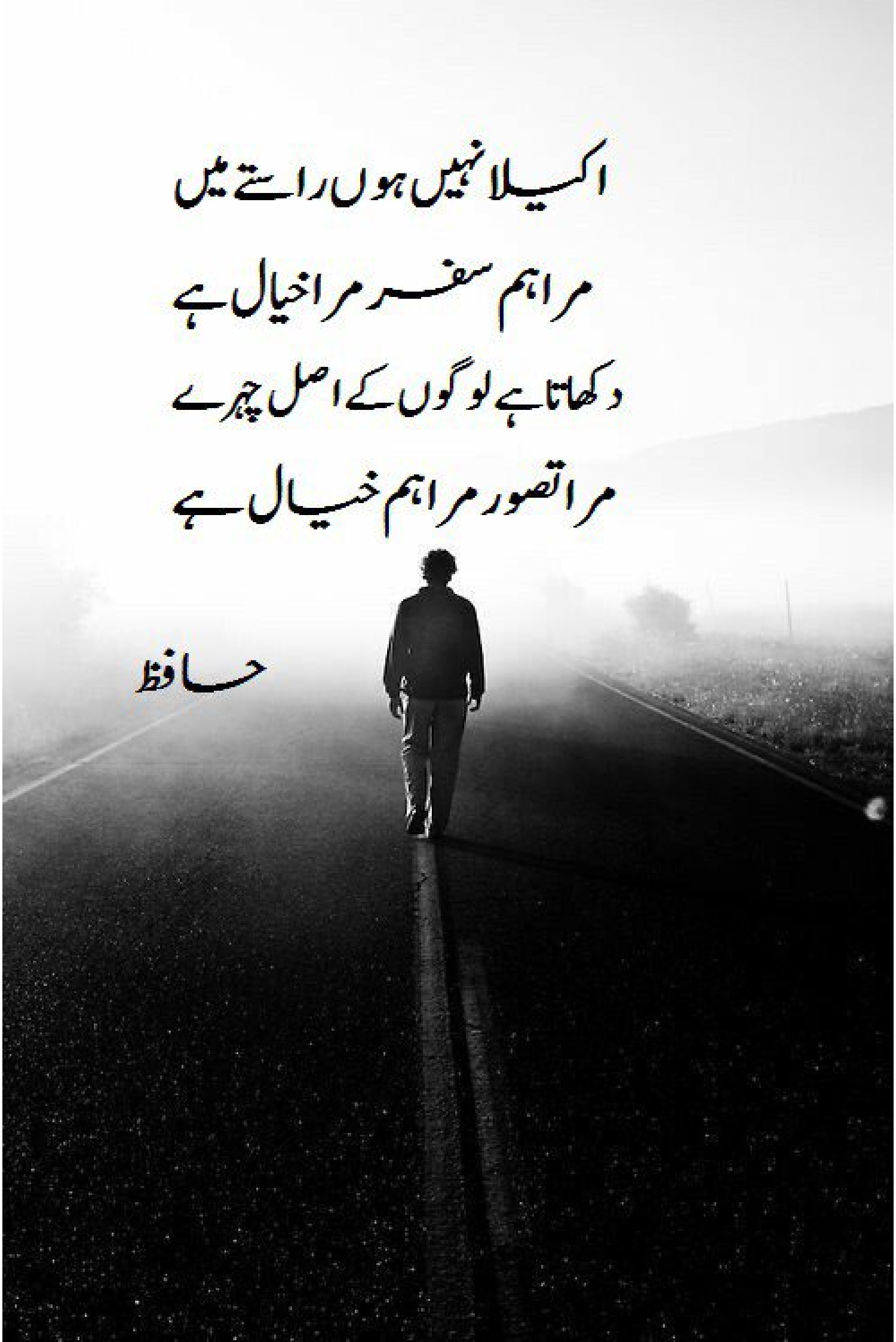
اکیلا نہیں ہوں راستے میں
مرا ہم سفر مرا خیال ہے
دکھاتا ہے لوگوں کے اصل چہرے
مرا تصور مرا ہم خیال ہے
حافظ

حافظ
مجھے ضمیر نے پریشاں رکھا ہے
کسی تحریر نے پریشاں رکھا ہے
میں ہوں آسماں کا اک پرندہ
کسی زنجیر نے پریشاں رکھا ہے

دیکھتے رہے لوگ تماشہ ہو کے مبہوت

مداری نے بنایا انہیں اس طرح بے عقل

حافظ

دیکھتے رہے لوگ تماشہ ہو کے مبہوت

مداری نے بنایا انہیں اس طرح بے عقل

حافظ

رگوں میں خون کھولتا ہے
تلخ لفظوں کی تپش سے
گر اپڑا ہے ہر آدمی
جذبوں کی کشش سے
مان لے تو اپنی ہار
کیا حاصل کسی کشمکش سے
خبر کیا سنبھل جائے دل
اس بے وجہ سرزنش سے

حافظ

جی چاہتا ہے چوم لوں افق کے یہ لب
مگر آدمی ہوں سجدہ ریزی ہے مرا وقار

حافظ

حافظ

بادلوں کا پردہ ہے آسمان پر

زمیں نے اوڑھی سبز چادر

بارش نے توڑا دونوں کا بھرم

ساون کو دیکھنے نکلے حرم سے خیمہ گر

پانی کی ٹپ ٹپ سے یہ سیکھا ہے ہم نے
جو بہا کر لے جاتا ہے اسے بھی گرنا پڑتا ہے
حافظ

پانی کی ٹپ ٹپ سے یہ سیکھا ہے ہم نے
جو بہا کر لے جاتا ہے اسے بھی گرنا پڑتا ہے
حافظ

حافظ
ہوش آنے کے لیے تیرا آنا ضروری ہے
میں انتظار میں ہوں تو بھی کر انتظار میرا

اپنے حصے کی روشنی کر دی میں نے
کسے خبر جلا ہوں میں کیسے کیسے

حافظ

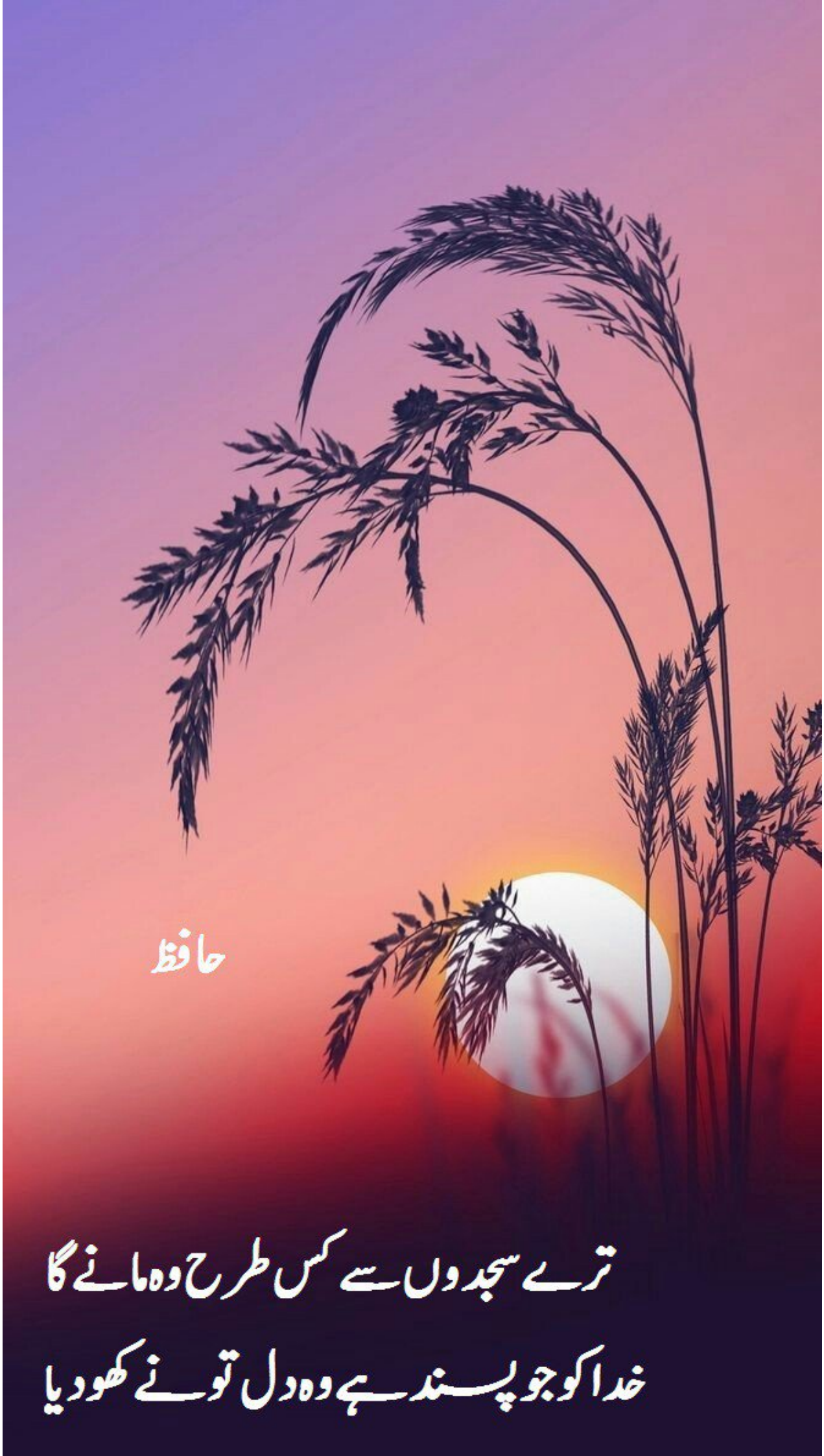
حافظ
ترے سجدوں سے کس طرح وہ مانے گا
خدا کو جو پسند ہے وہ دل تو نے کھو دیا

تسبیاں پڑھ پڑھ جئے رب نہ ملیا

کی پایا تو حیاتی تے کی کھٹیا

جا لبھدا پھر اسنوں چار وپاسے

مکی ہن تیری دال مکیا تیرا دلیا

حافظ

قانون سے بالا تر ہیں طاقت کے ستون

انسانیت کے گلے میں پھندا ہے اقتدار کا

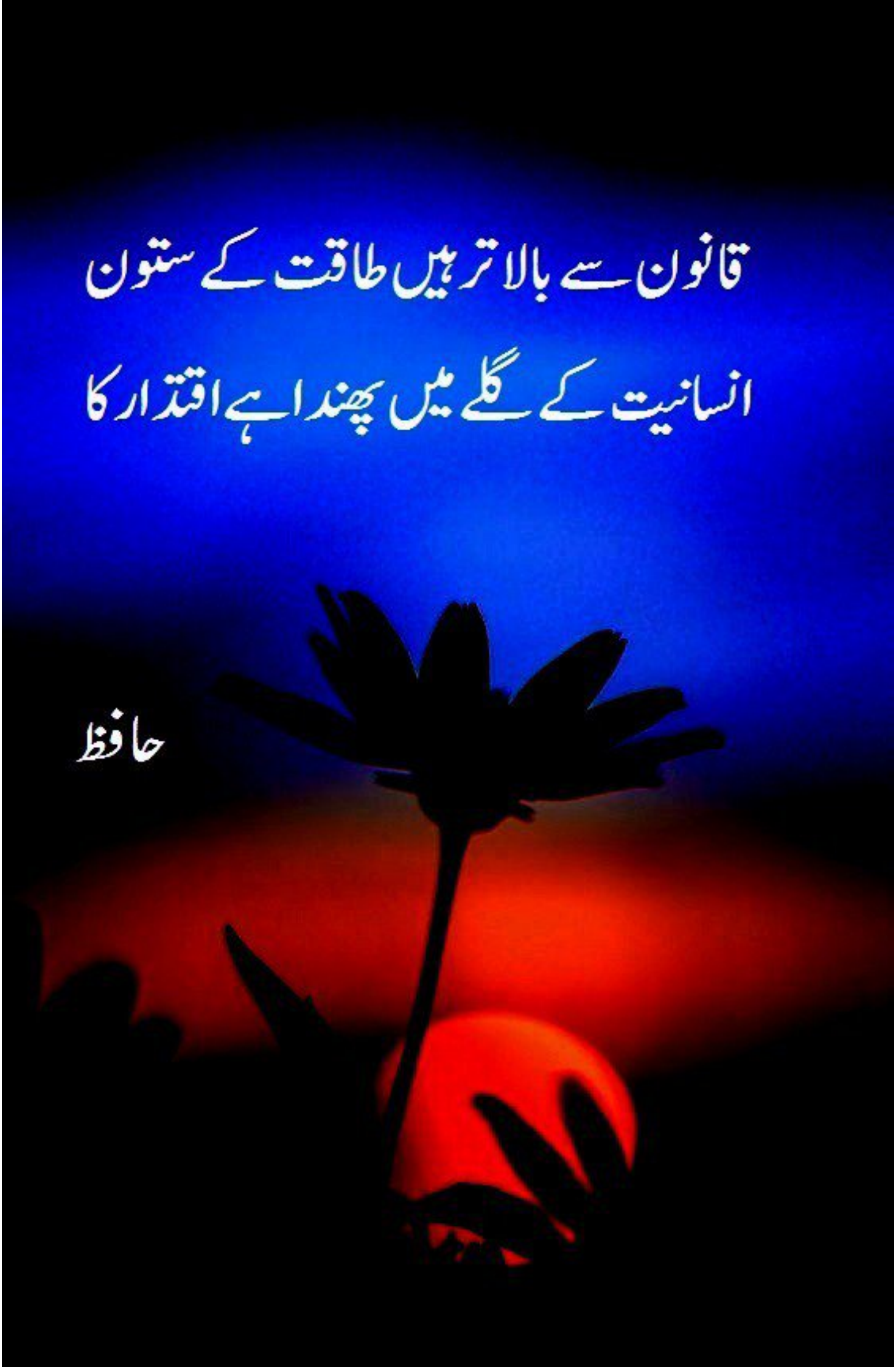

حافظ

اس رنگین دنیا میں رنگوں کی پہچان ہو گئی ہے

ہر آدمی نے دکھایا ہمیں اپنا ہی رنگ یہاں

حافظ

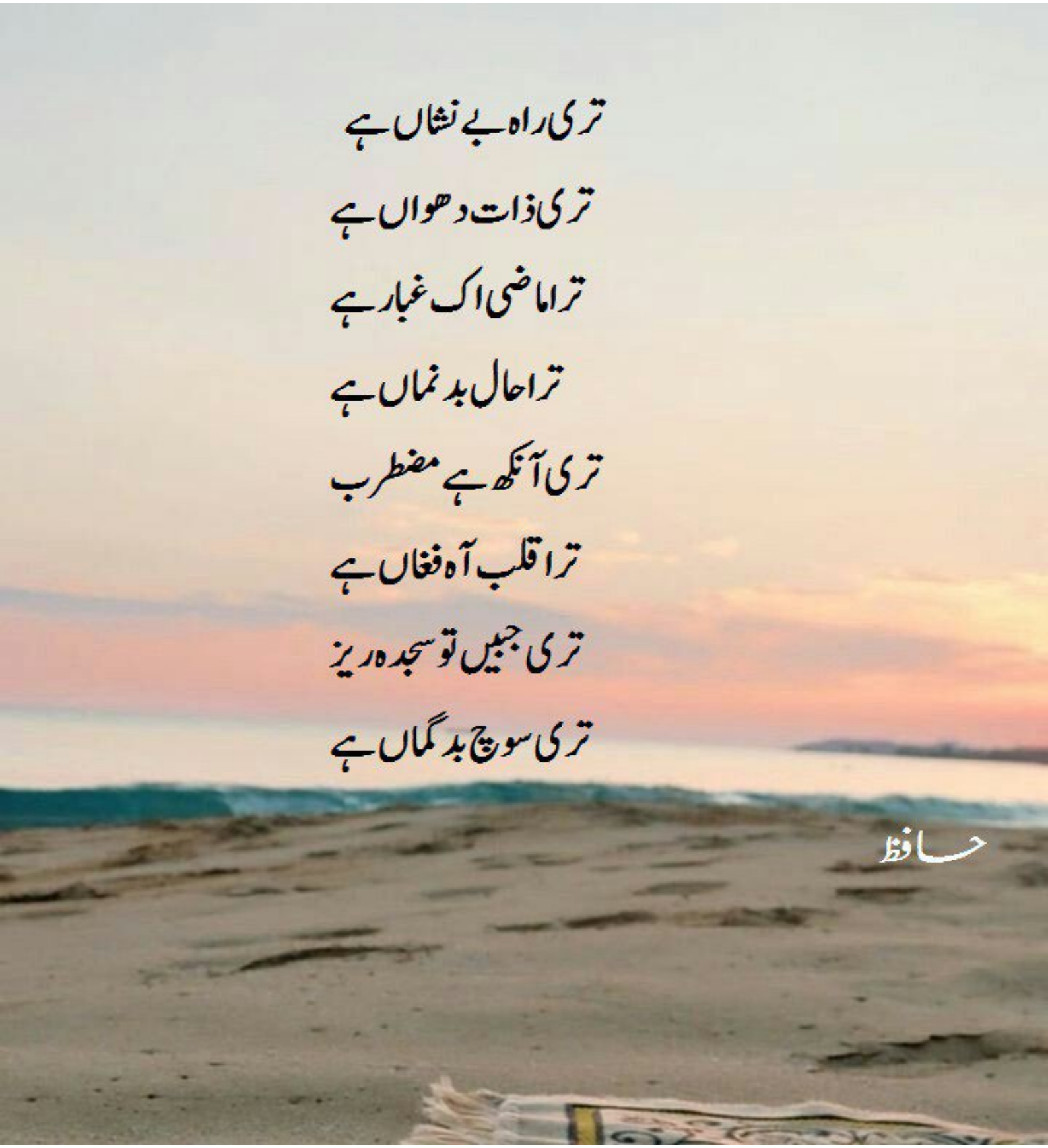
تری راہ بے نشاں ہے
تری ذات دھواں ہے
ترا ماضی اک غبار ہے
ترا حال بد نماں ہے
تری آنکھ ہے مضطرب
ترا قلب آہ فغاں ہے
تری جبیں تو سجدہ ریز
تری سوچ بد گماں ہے
حافظ

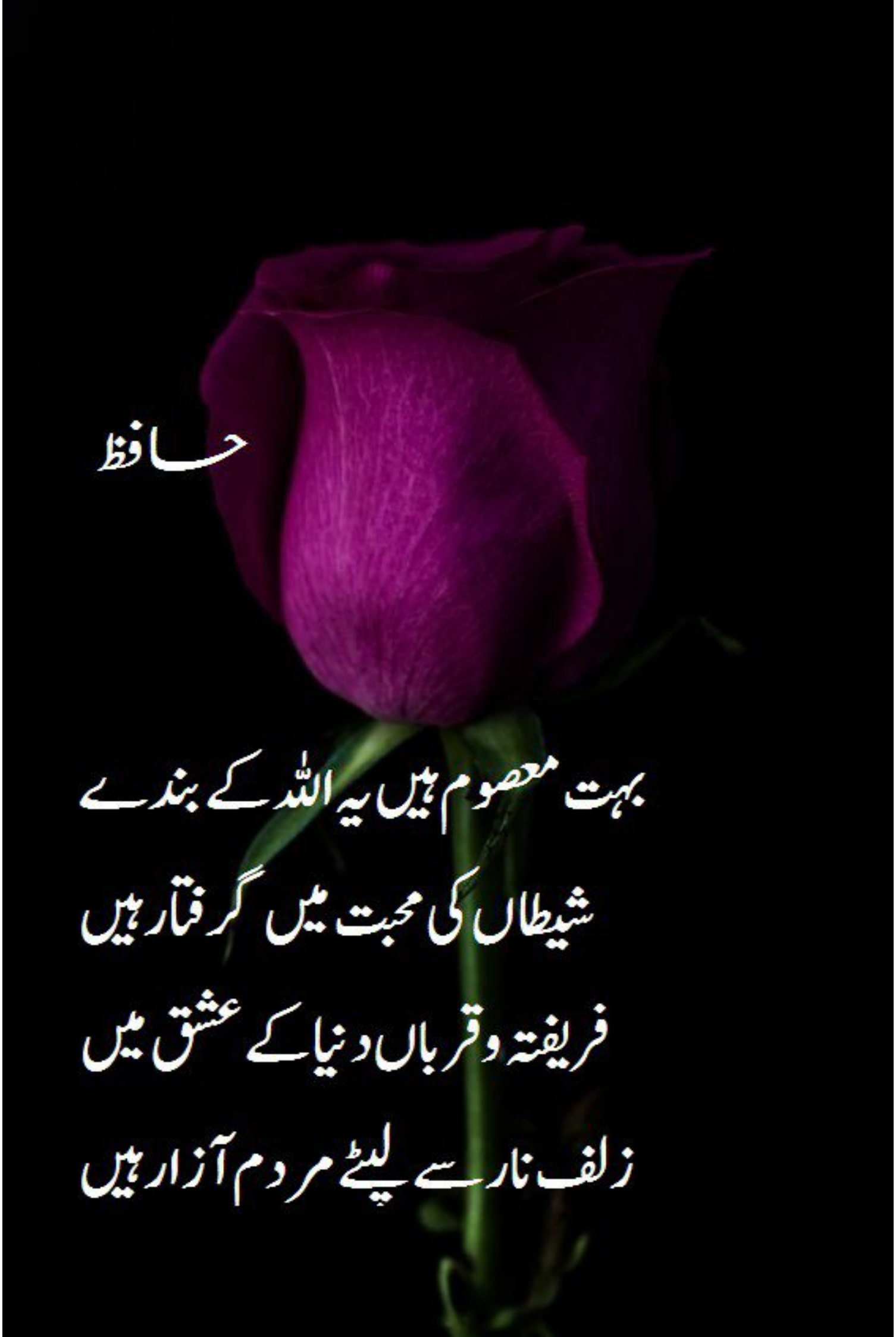
حافظ
بہت معصوم ہیں یہ اللہ کے بندے
شیطاں کی محبت میں گرفتار ہیں
فریفتہ و قرباں دنیا کے عشق میں
زلف نار سے لپٹے مردم آزار ہیں

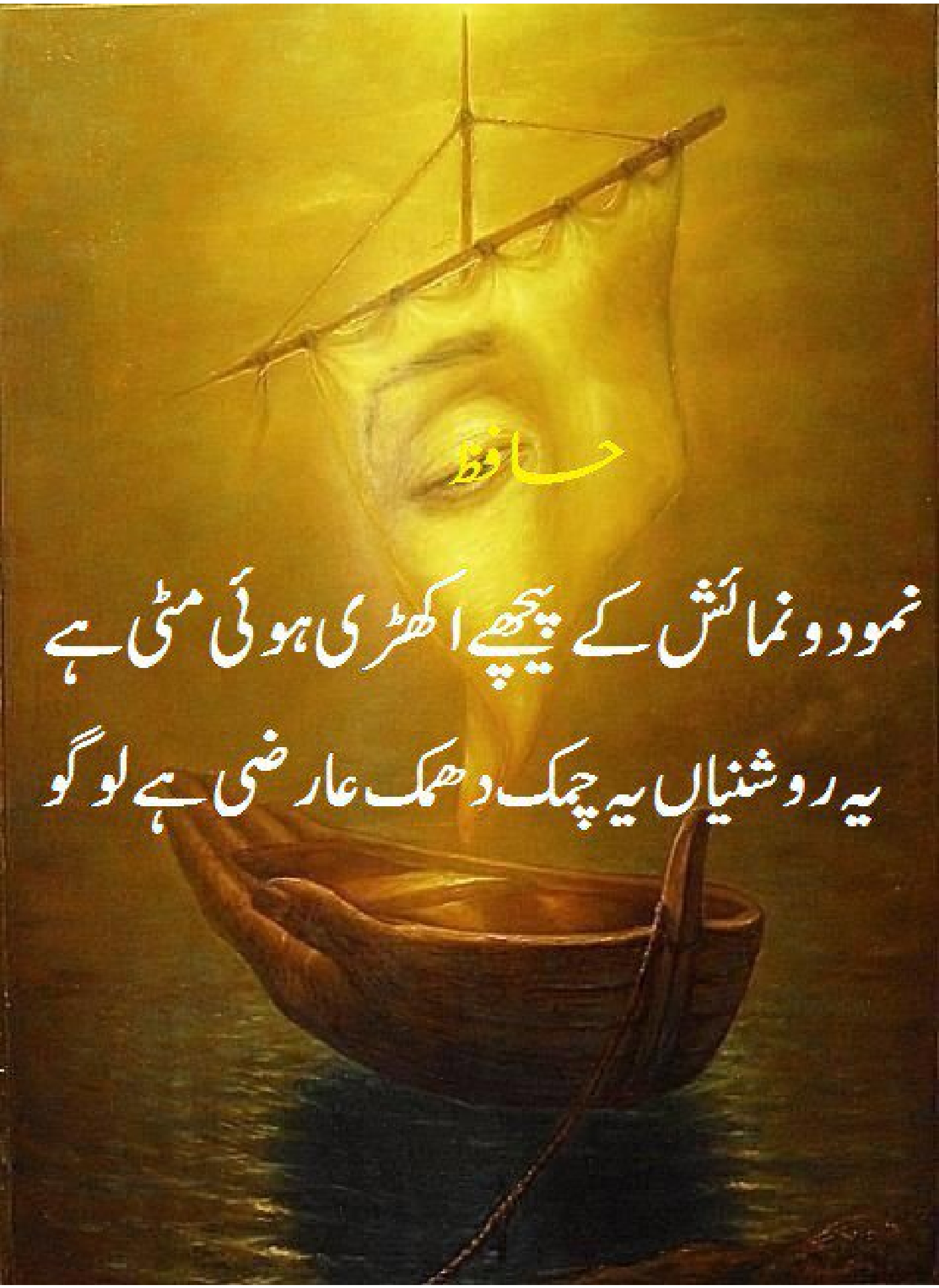
حافظ
نمود و نمائش کے پیچھے اکھڑی ہوئی مٹی ہے
یہ روشنیاں یہ چمک دھمک عارضی ہے لوگو

تو نے الجھائے رکھا اپنی تلاش میں انہیں
مر ہی نہ جائیں تجلیوں سے اسکے بندے
حافظ

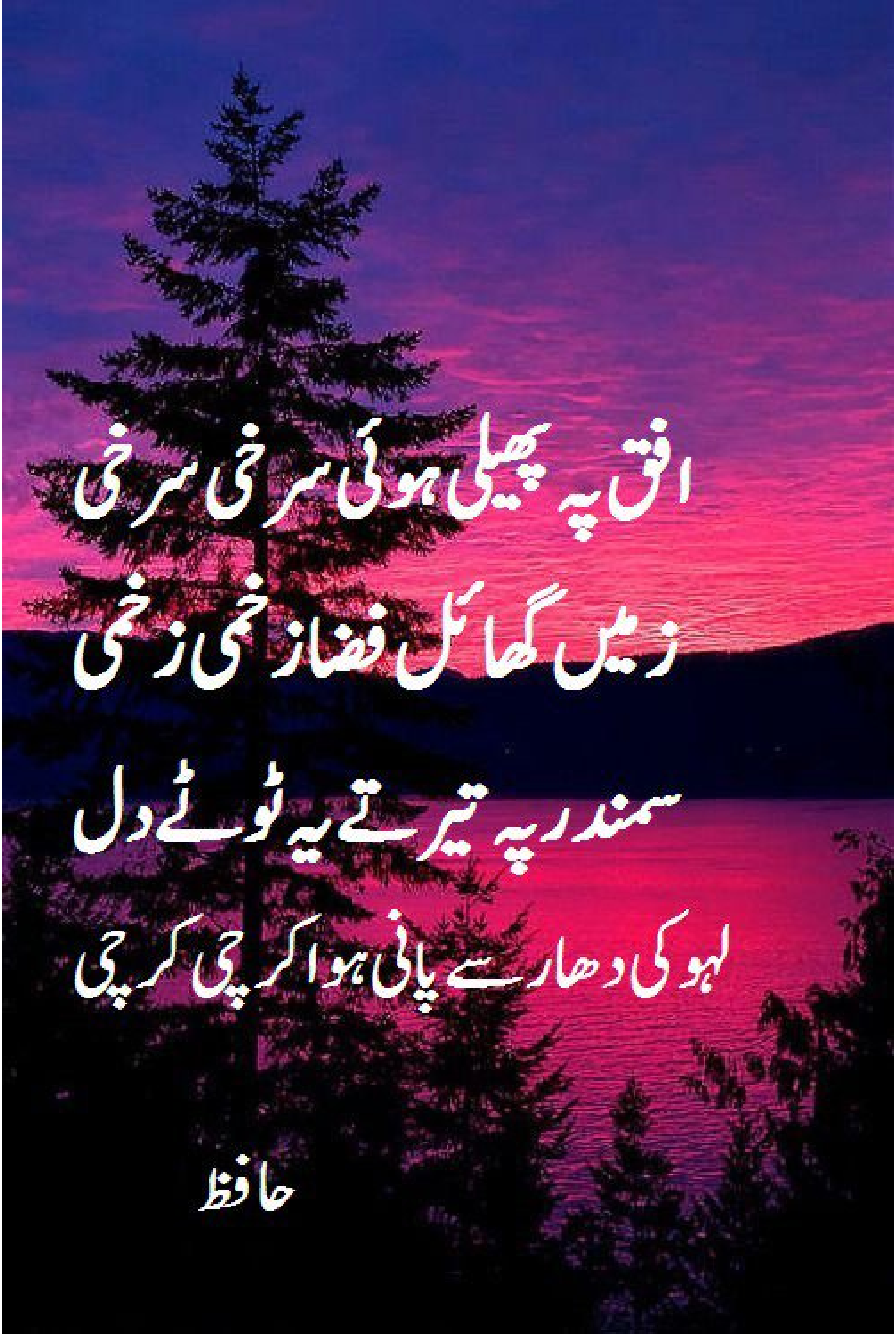
افق پہ پھیلی ہوئی سرخی سرخی
زمیں گھائل فضا زخمی زخمی
سمندر پہ تیرتے یہ ٹوٹے دل
لہو کی دھار سے پانی ہوا کرچی کرچی
حافظ

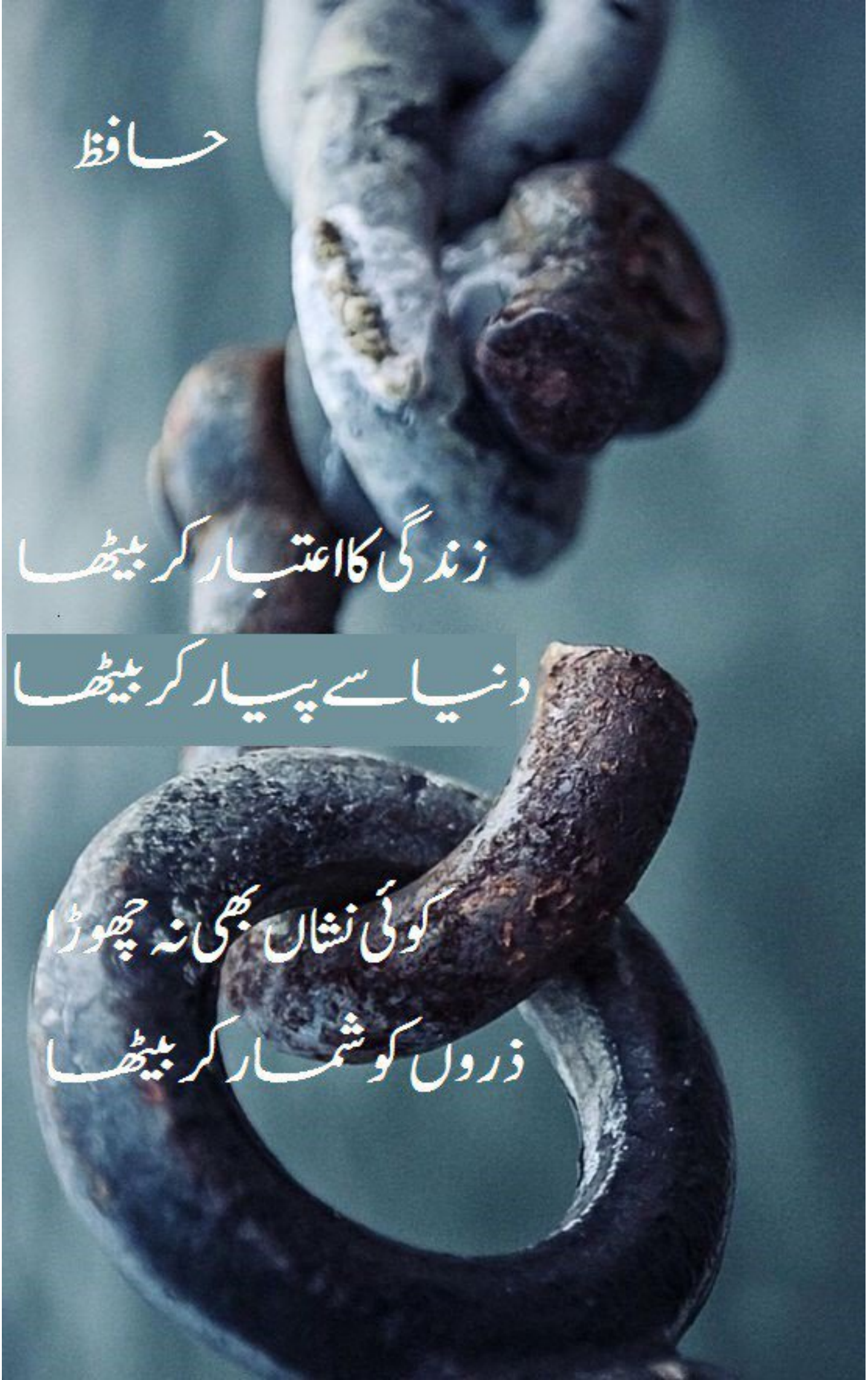
حافظ
زندگی کا اعتبار کر بیٹھا
دنیا سے پیار کر بیٹھا
کوئی نشاں بھی نہ چھوڑا
ذروں کو شمار کر بیٹھا

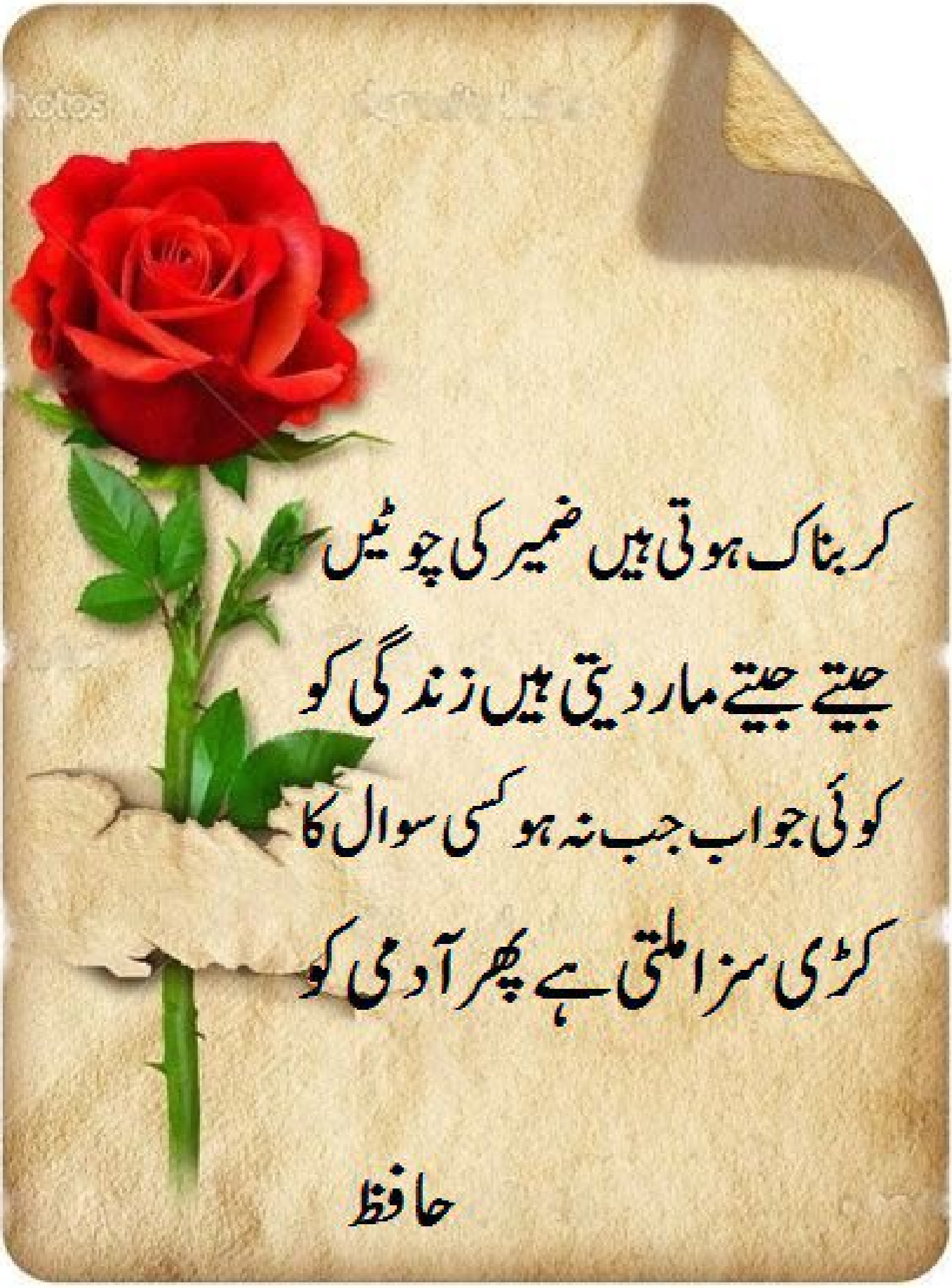
کربناک ہوتی ہیں ضمیر کی چوٹیں
جیتے جیتے مار دیتی ہیں زندگی کو
کوئی جواب جب نہ ہو کسی سوال کا
کڑی سزا ملتی ہے پھر آدمی کو
حافظ

You
BRING HAPPINESS TO MY LIFE
حافظ
خرابی زمانہ کی حقیقت کچھ بھی نہیں
اخلاق کی گراوٹ دلوں کا غبار ہے
قائم معاشرہ انصاف کے نظام پر
ظلم کی ترویج قاتلوں کا اختیار ہے

جھوٹ سچ پلنے والی زبانیں

بندوں کو کاٹنے کے ہیں آلات

گردش لہو میں لرزہ ہے طاری

فصیل مقتل پہ چسپاں ہیں ارشادات

حافظ

امیروں کی سلطنت میں غریبوں کی جگہ کیا ہے
غلامی و محکومی یا پیٹ کے زنداں میں
قابض ہیں چند لوگ طاقت کے تخت پہ
چلتے ہیں شطرنج کی چال اختیار کے گماں میں

حافظ

ڈوبتے ہوئے سورج کی طرح ہے آدمی کا عروج
تری حیات کا شروع ہے زوال کے بعد
حافظ

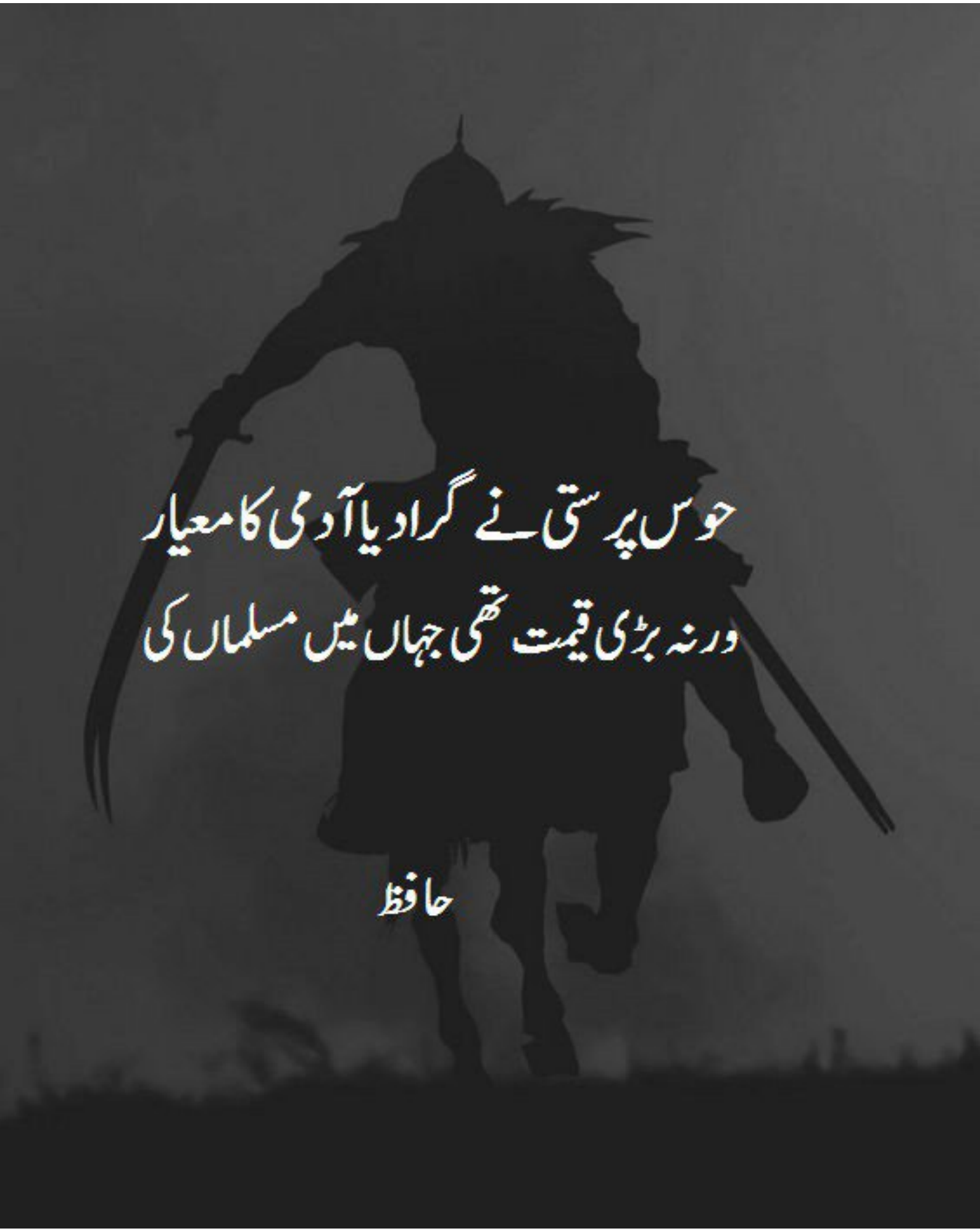
حوس پرستی نے گرادیا آدمی کا معیار
ورنہ بڑی قیمت تھی جہاں میں مسلماں کی
حافظ

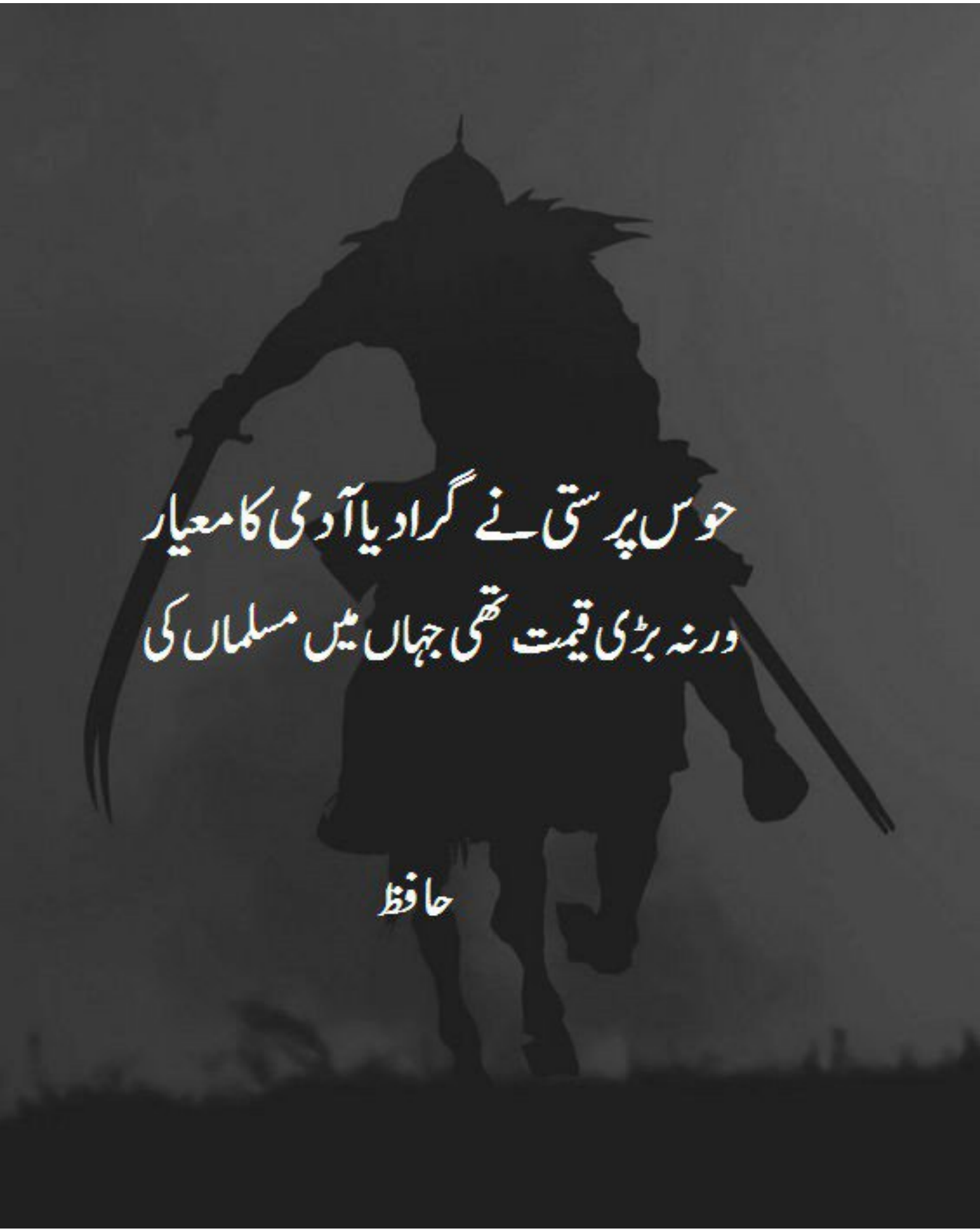
حوس پرستی نے گرادیا آدمی کا معیار
ورنہ بڑی قیمت تھی جہاں میں مسلماں کی
حافظ

نفرت سے مرا نہ ہو گا کوئی آج تک
یہ عشق زمانے میں بڑا قاتل نکلا

حافظ

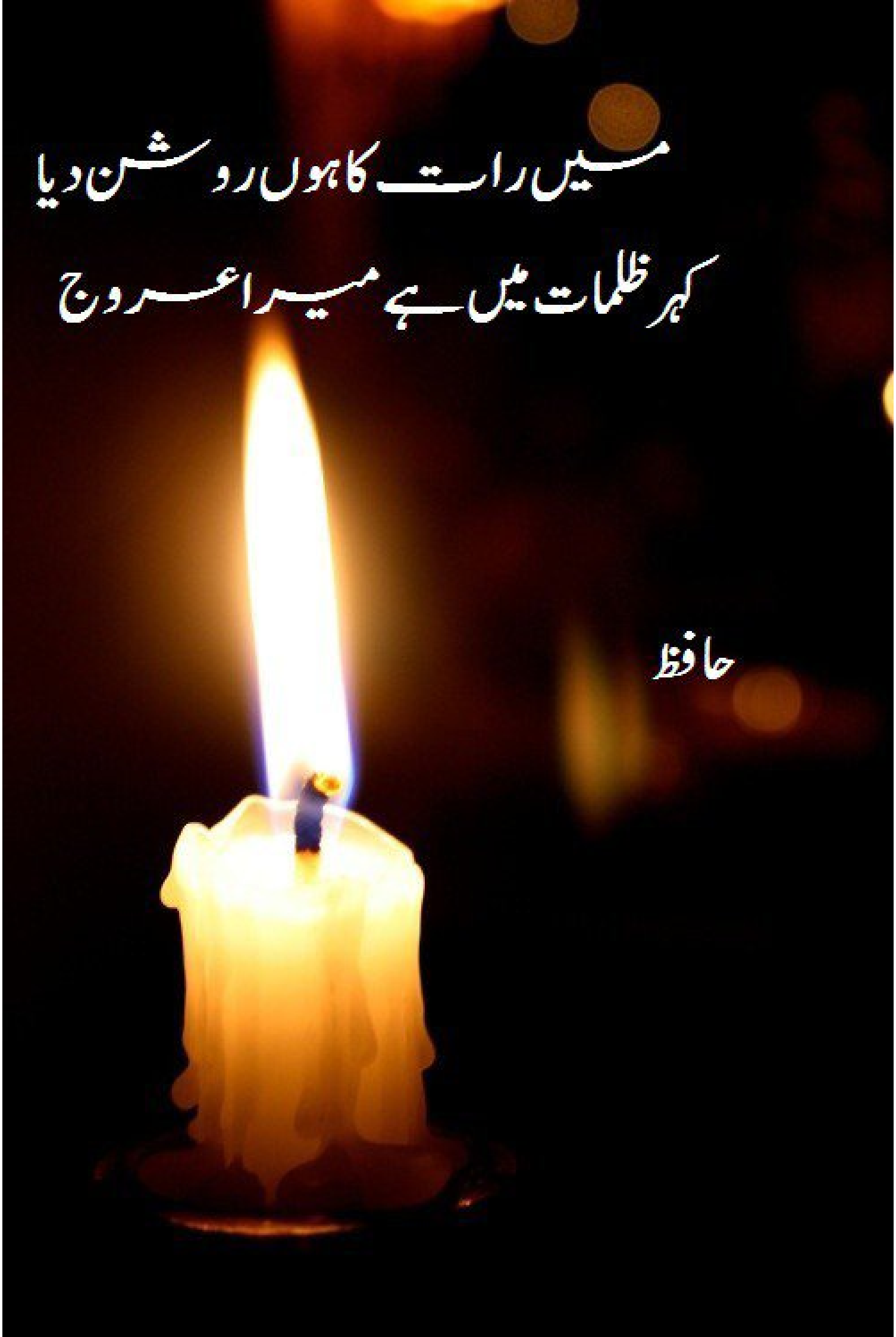
میں رات کا ہوں روشن دیا
کہر ظلمات میں ہے میرا عروج
حافظ

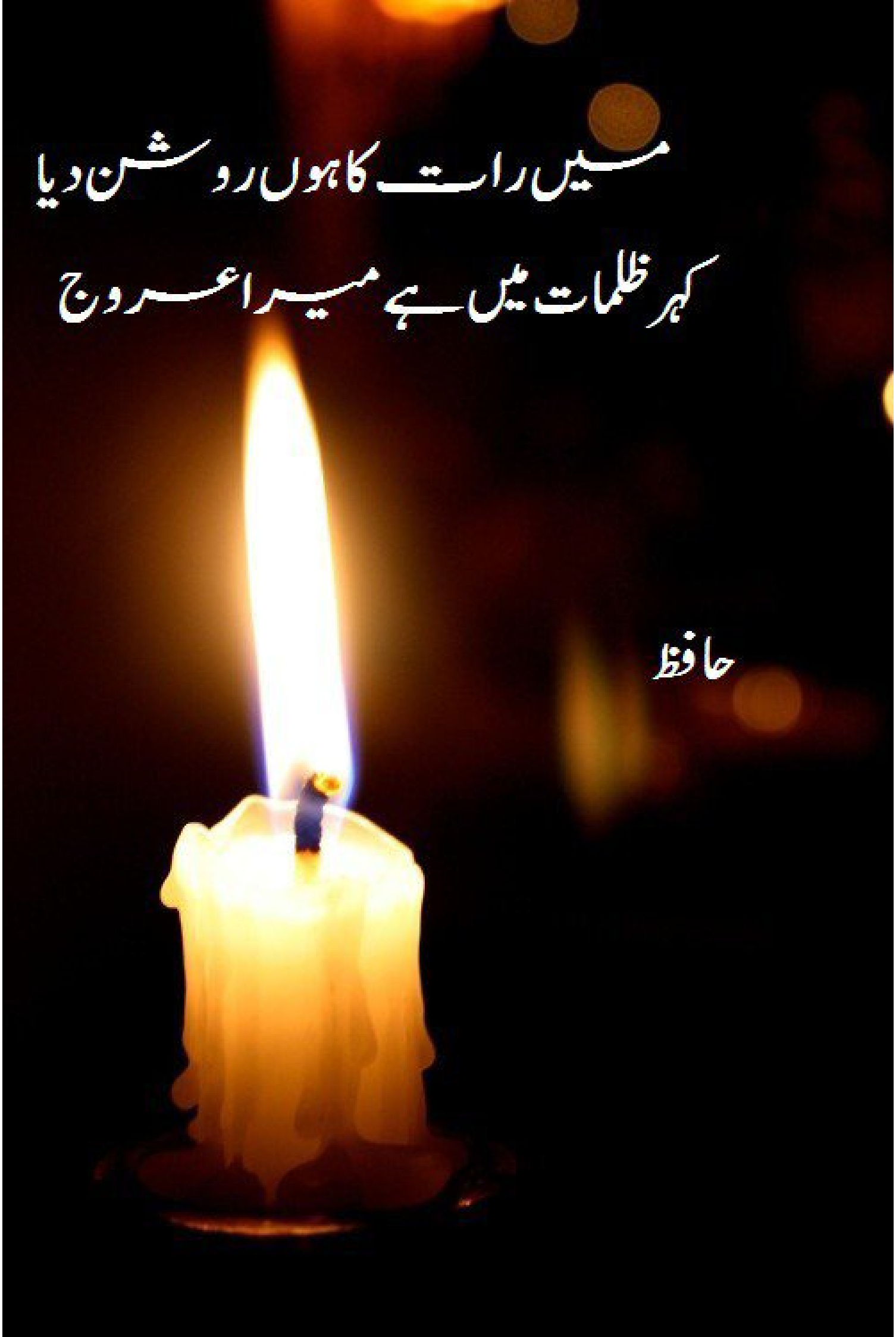
میں رات کا ہوں روشن دیا
کہر ظلمات میں ہے میرا عروج
حافظ

مری سوچ مری ہم خیال رہی زندگی میں

دل میں جو خیال آیا تصور نے دکھایا مجھے

حافظ

محو پرواز ہوں

کوئی آواز ہوں

یہ وادیاں جیسے

کوئی باز ہوں

آدمی کا عروج

خدا کا راز ہوں

حافظ

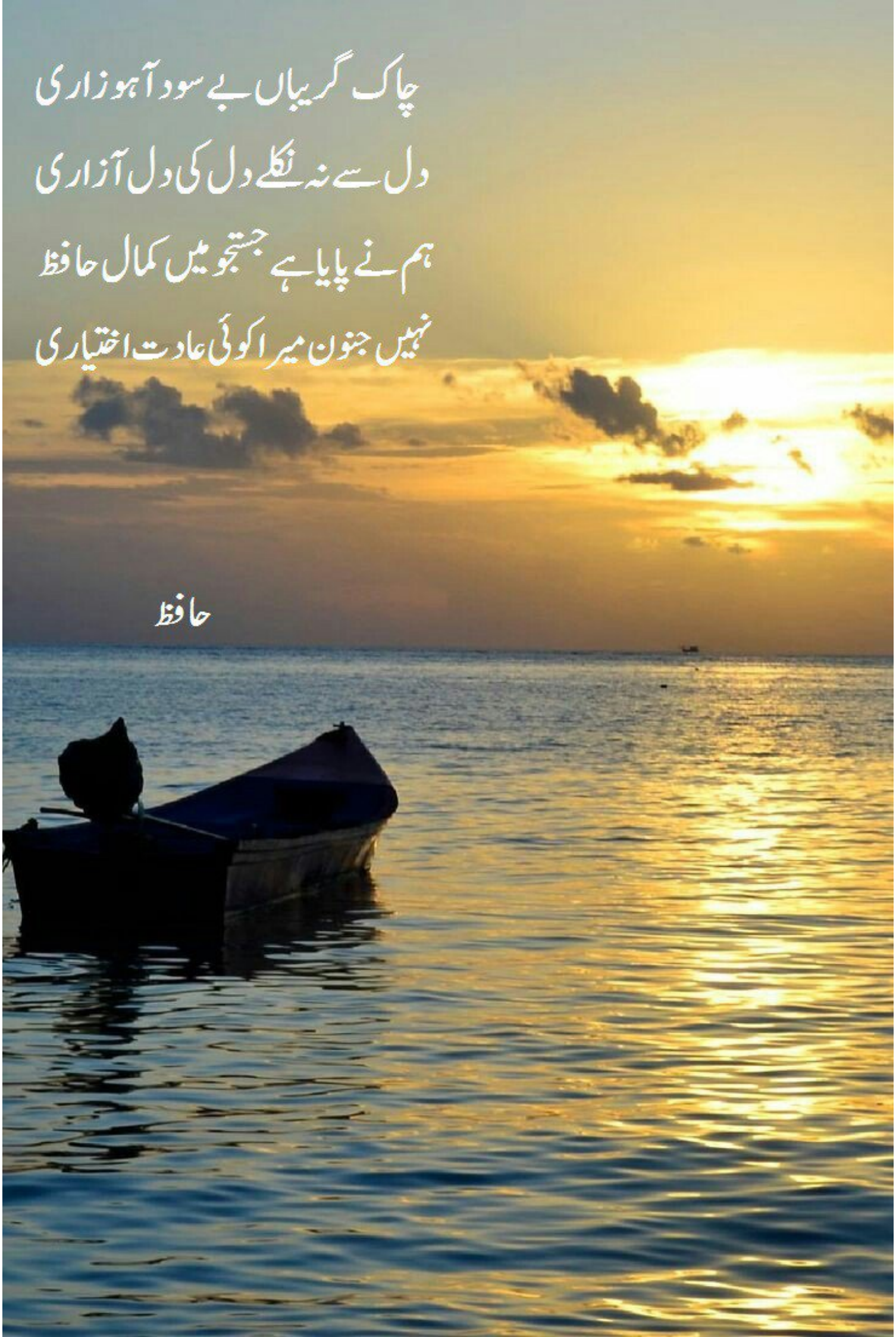
چاک گریباں بے سود آہ و زاری
دل سے نہ نکلے دل کی دل آزاری
ہم نے پایا ہے جستجو میں کمال حافظ
نہیں جنون میرا کوئی عادت اختیاری
حافظ

واہ خدا کا اپنے بندوں سے ہم کلام ہونا
قرآن اول و آخر گفتگوئے پروردگار ہے
حافظ

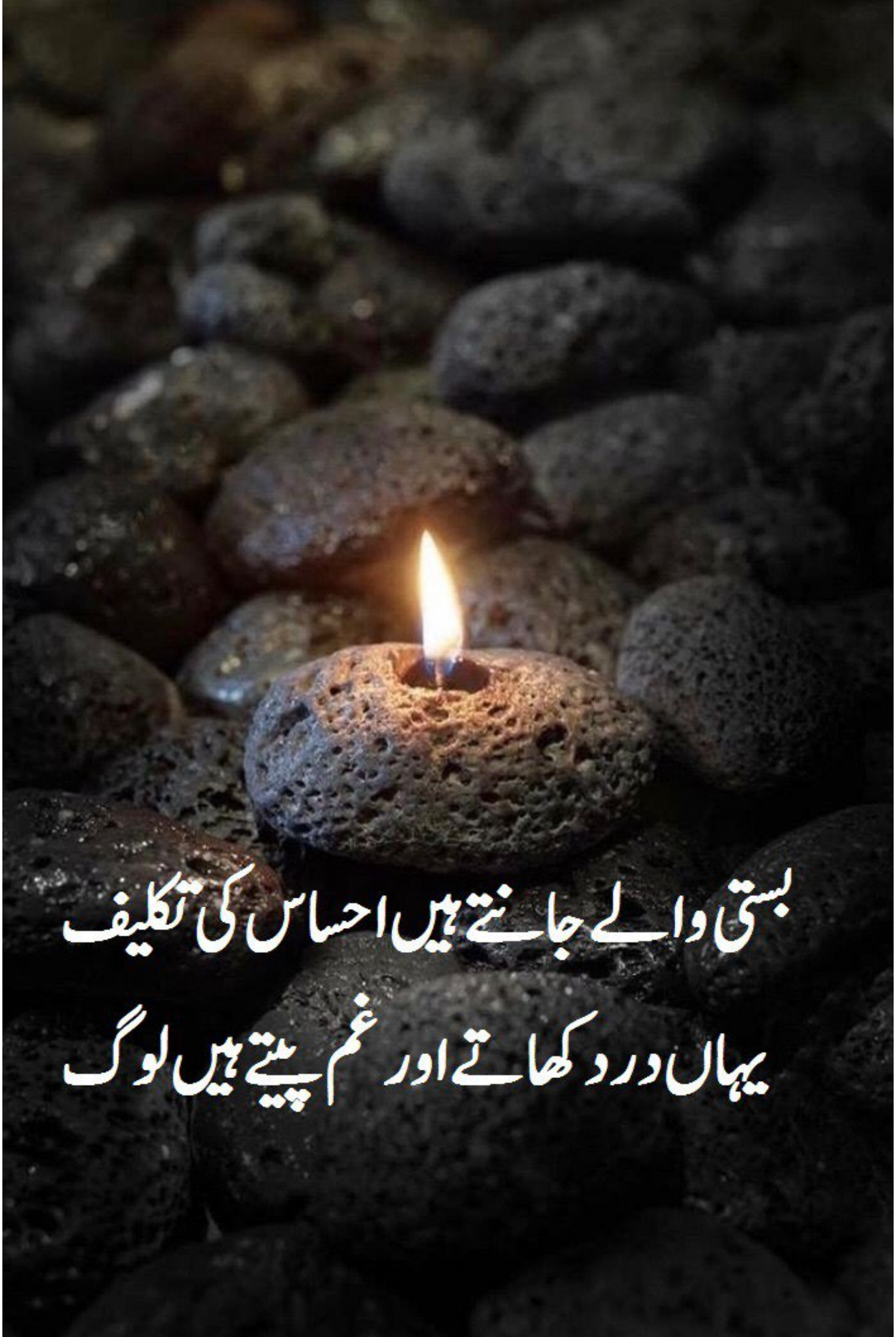
بستی والے جانتے ہیں احساس کی تکلیف
یہاں درد کھاتے اور غم پیتے ہیں لوگ

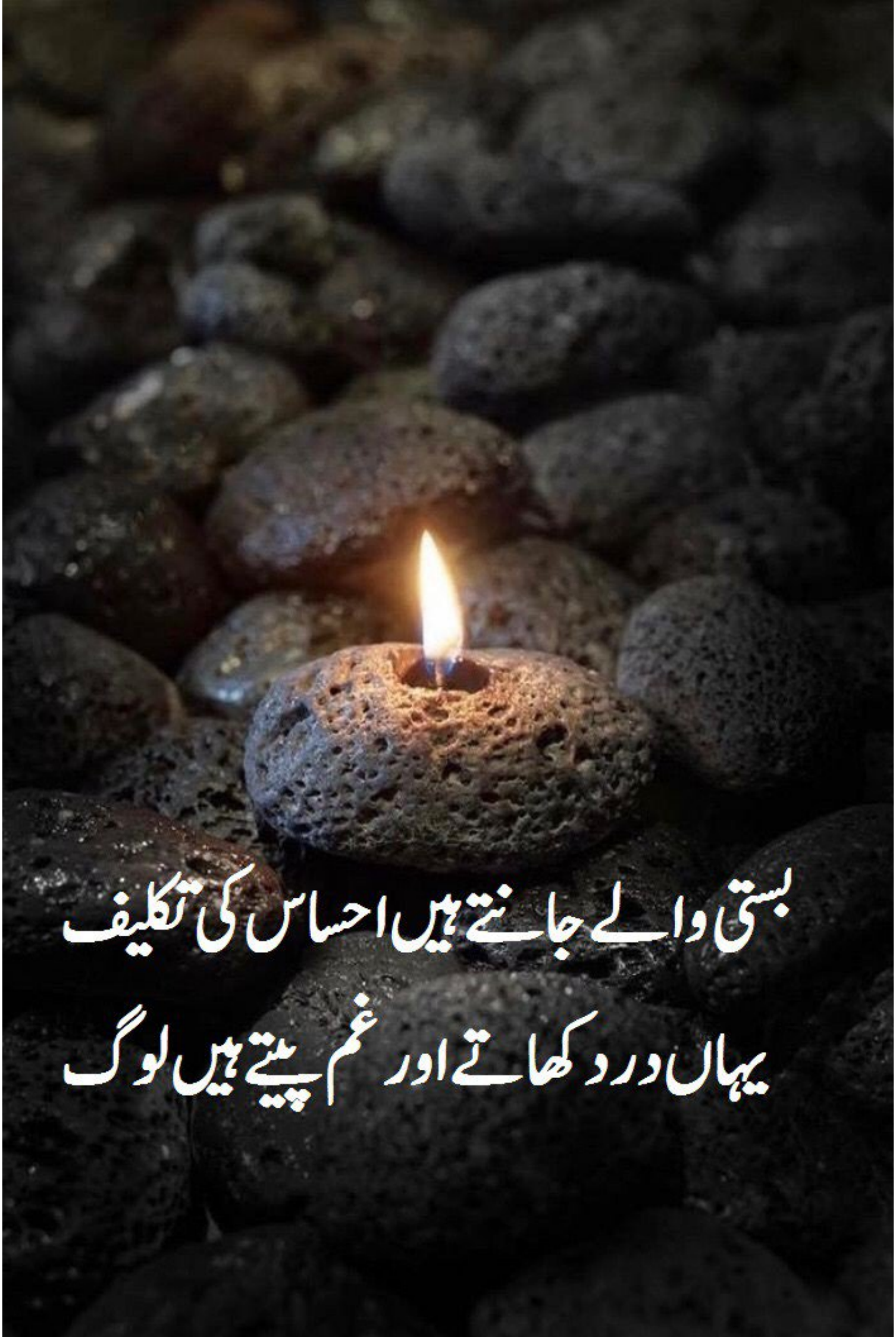
بستی والے جانتے ہیں احساس کی تکلیف
یہاں درد کھاتے اور غم پیتے ہیں لوگ

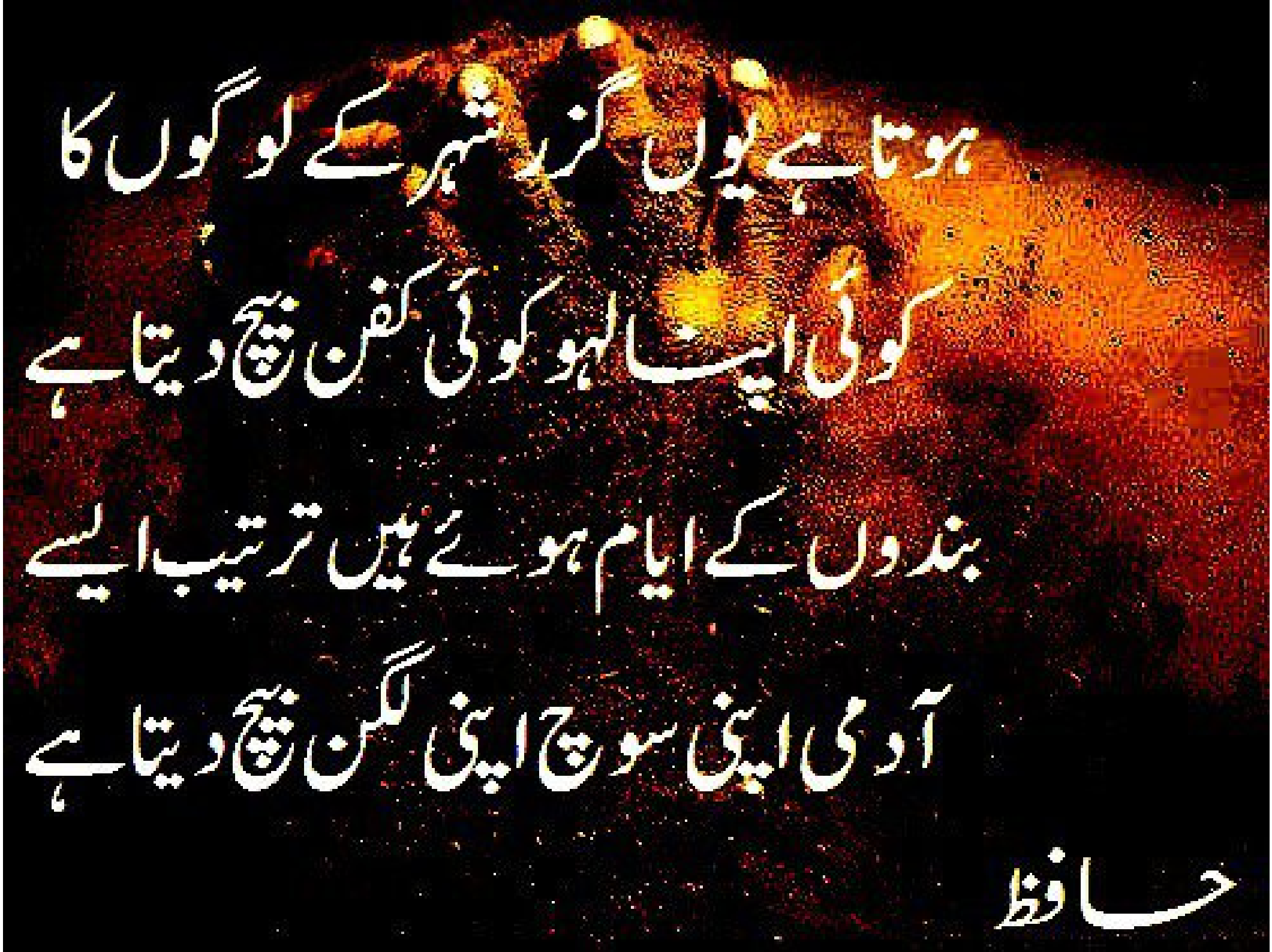
ہوتا ہے یوں گزر تے شہر کے لوگوں کا
کوئی اپنا لہو کوئی کفن بیچ دیتا ہے
بندوں کے ایام ہوئے ہیں ترتیب ایسے
آدمی اپنی سوچ اپنی لگن بیچ دیتا ہے
حافظ

خود کو جلا لو اک چراغ کی طرح
موم کے قطروں سے آئے گی روشنی

حافظ

خود کو جلا لو اک چراغ کی طرح
موم کے قطروں سے آئے گی روشنی

حافظ

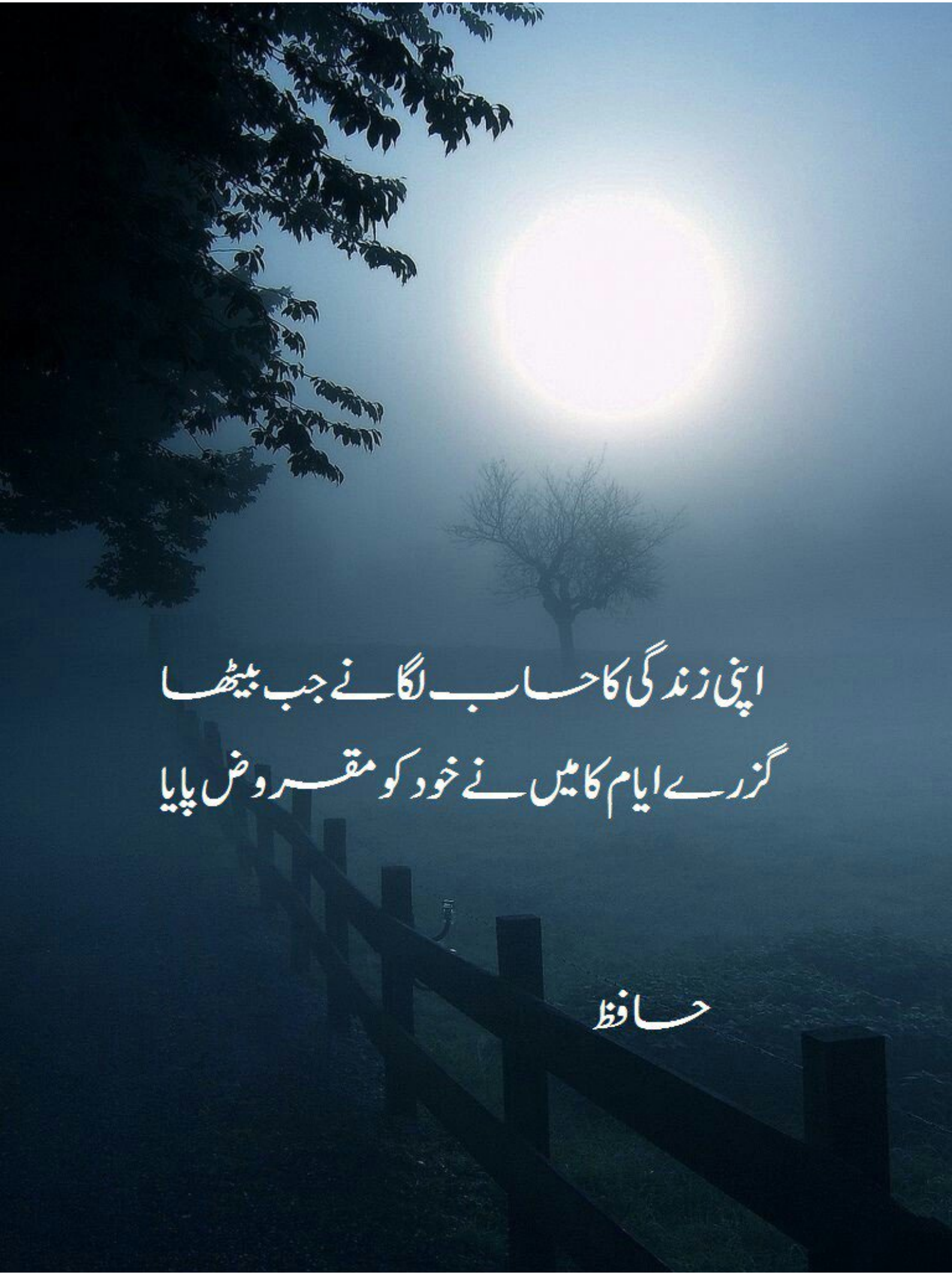
اپنی زندگی کا حساب لگانے جب بیٹھا
گزرے ایام کا میں نے خود کو مقروض پایا
حافظ

جن آنکھوں نے دیکھے خاب روشنی کے
ان کی قبر پہ تم جلانا چراغ آنے والوں کے

حافظ

آوارہ دلوں کو عمر قید کی سزا دو
پھر کس کام کے ہونگے یہ عمر رسیدہ
حافظ

آوارہ دلوں کو عمر قید کی سزا دو
پھر کس کام کے ہونگے یہ عمر رسیدہ
حافظ

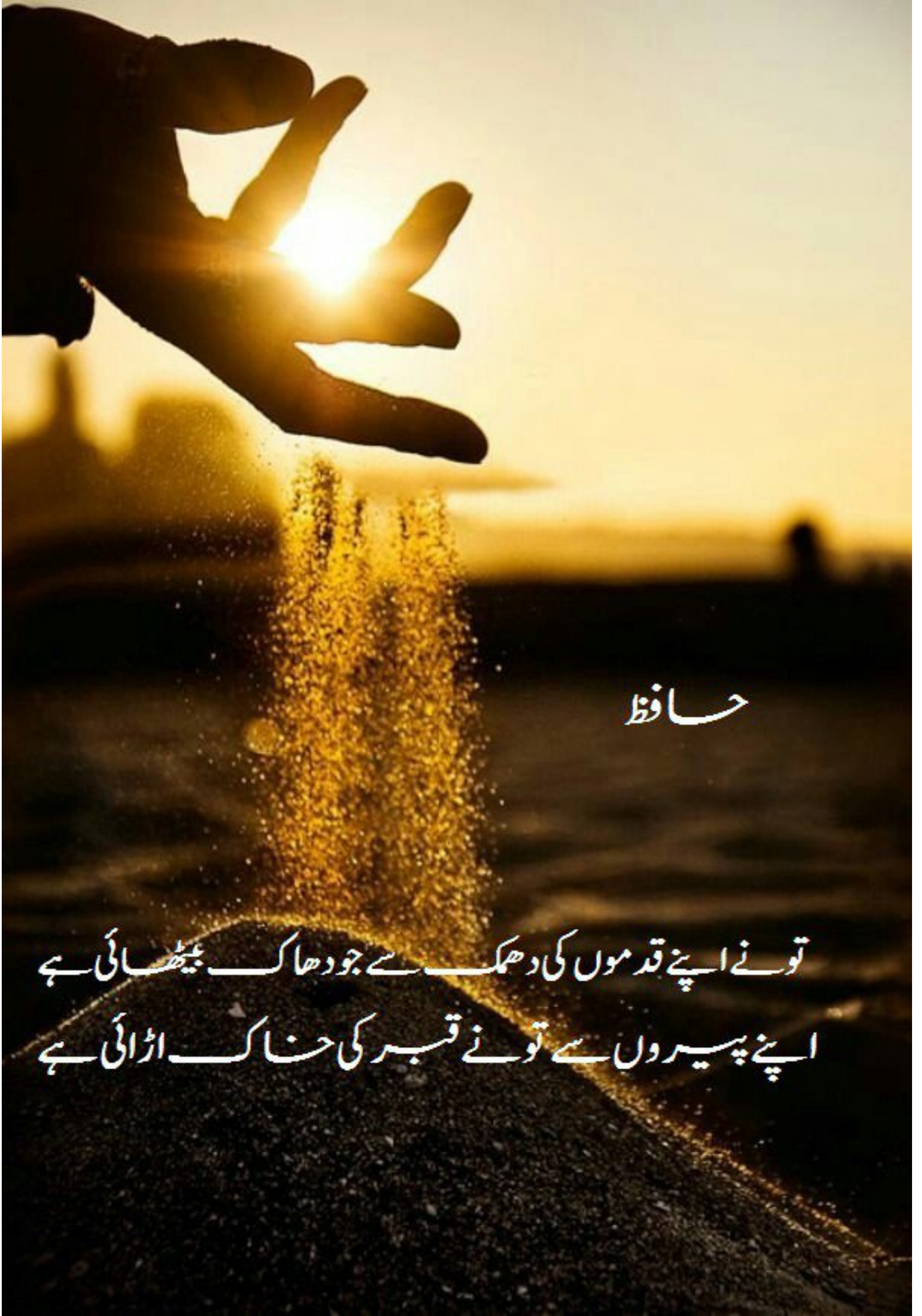
حافظ
تو نے اپنے قدموں کی دھمک سے جو دھاک بیٹھائی ہے
اپنے پیروں سے تو نے قبر کی خاک اڑائی ہے

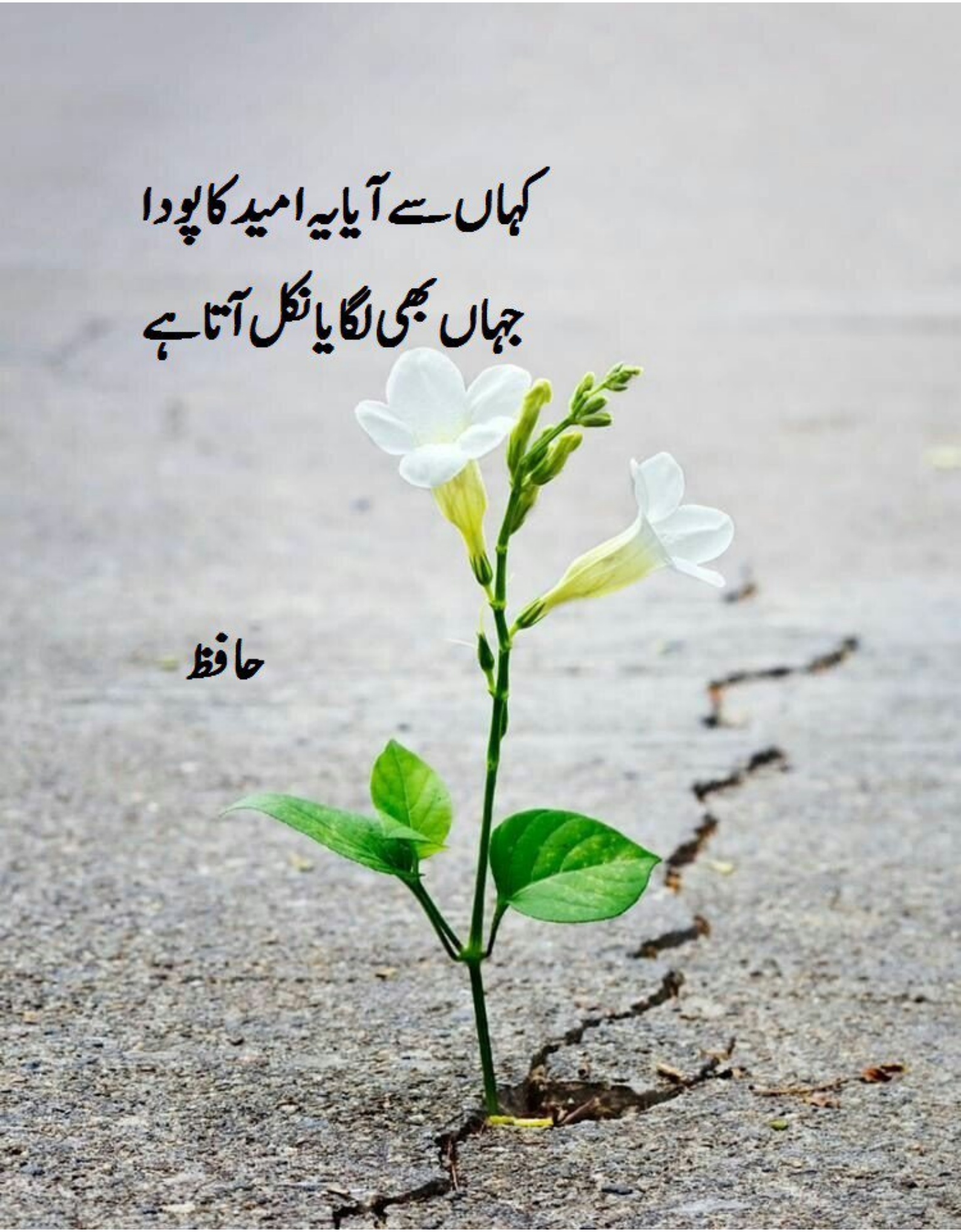
کہاں سے آیا یہ امید کا پودا
جہاں بھی لگا یا نکل آتا ہے
حافظ

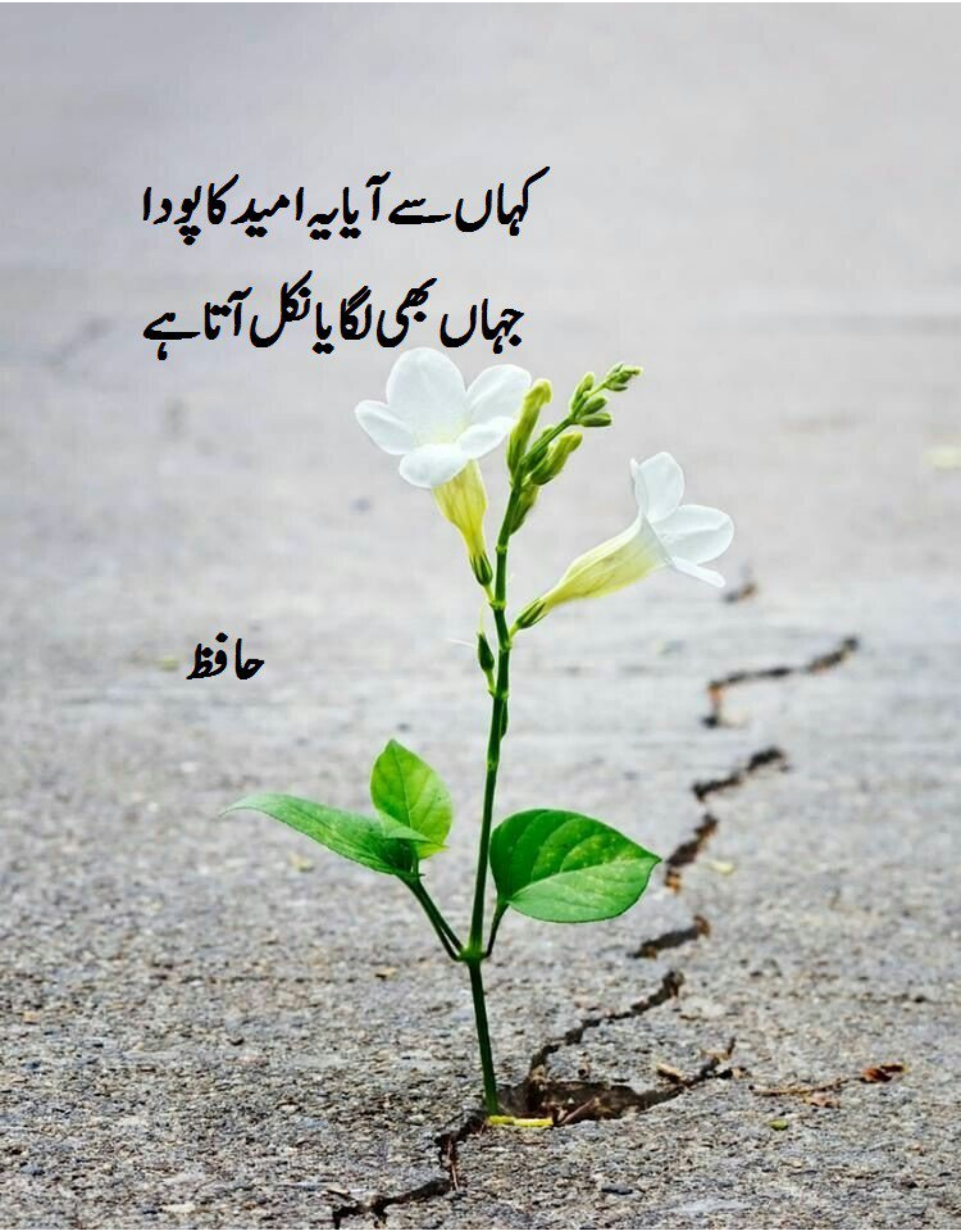
کہاں سے آیا یہ امید کا پودا
جہاں بھی لگا یا نکل آتا ہے
حافظ

حافظ
ہوتا ہے یوں گزر شہر کے لوگوں کا
کوئی اپنا لہو کوئی کفن بیچ دیتا ہے
بندوں کے ایام ہوئے ہیں ترتیب ایسے
آدمی اپنی سوچ اپنی لگن بیچ دیتا ہے

زمانے کی ستم ظریفی ہے بڑی جان لیوا
آدمی زنجیروں میں مقفل ہے پیدائشی
حافظ

اپنے دن سنبھال رکھو اپنی شام کے لیے
لوگ بنتے نہیں چراغ کسی کی رات کے لیے
حافظ

گلیوں کو ویراں دیکھتے ہیں

راستوں کو پریشاں دیکھتے ہیں

مفلسی غربت ظلم و جبر کا عالم

زمانے کو بدنماں دیکھتے ہیں

بڑھ گئی ہے تفریق لوگوں میں

ہم ساحل پہ اک طوفاں دیکھتے ہیں

حافظ

اے بندے ترا یوں مانگنا

لوگوں سے خدا کی شکایت ہے

حافظ

حافظ
آدمی کے شایاں نہیں ہے خوف زمانہ
خدا نے رکھا ہے مومن میں موسٰی کا جلال

مری انگلی پکڑ کر مرے ساتھ چلا کرتا تھا

اب راستہ نہیں دیتے شہر کے آوارہ پتھر

حافظ

بھول جاتا ہوں ہر دعا اسے دیکھ کر

خدا سے کیا مانگوں اب اس کے سوا

حافظ

طوفاں کے ڈر سے مت بجھا تو یہ چراغ
اپنے حوصلے سے ہوا کا رخ بدل دے
حافظ

ترے خالی ہاتھ ثبوت ہیں

جسے چاہا تو نے مانگا ہی نہیں

حافظ

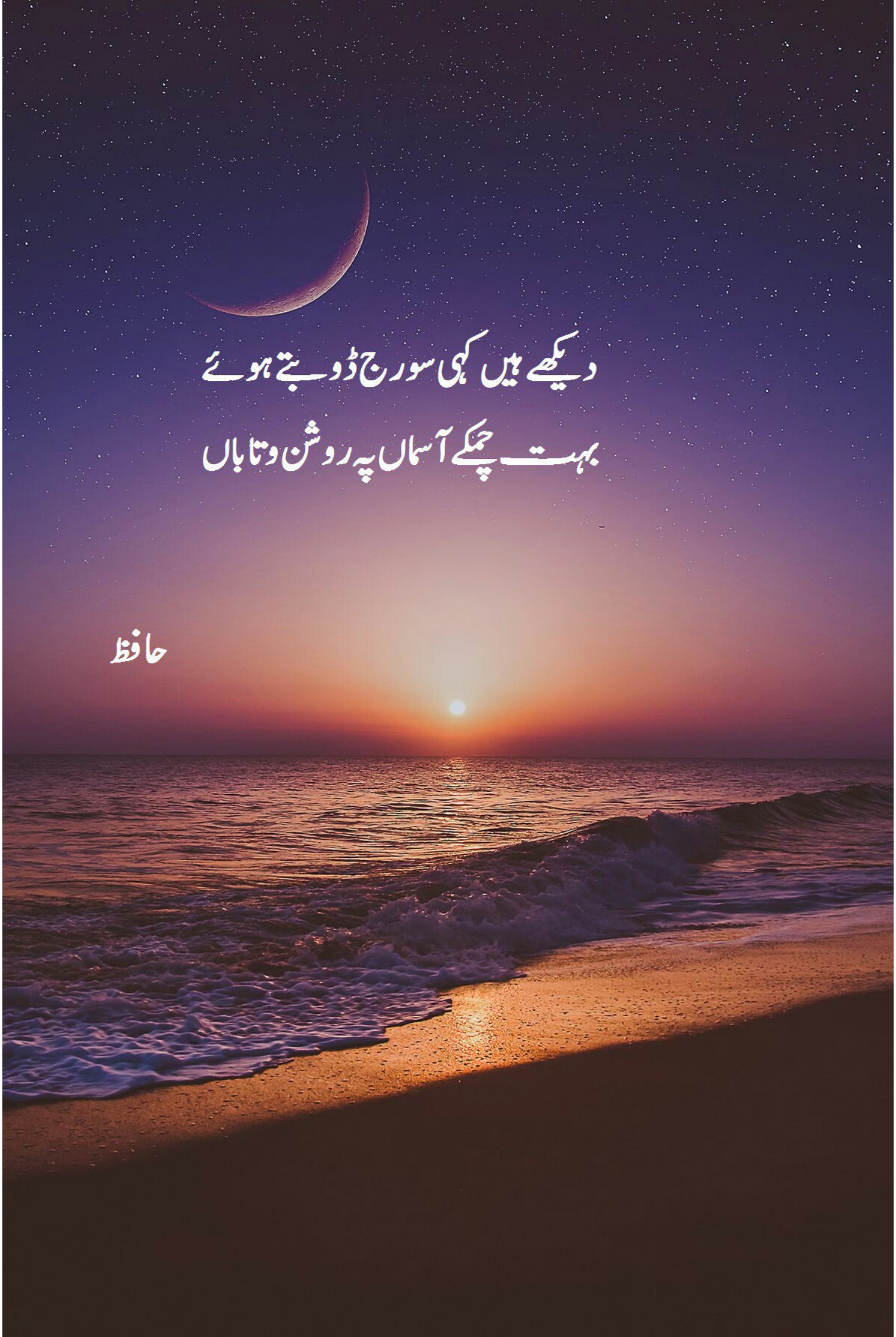
دیکھے ہیں کہی سورج ڈوبتے ہوئے
بہت چمکے آسماں پہ روشن وتاباں
حافظ

پھر بھی ناراض ہیں کیوں بتان شہر ؏
لوگوں نے چھوڑ دی اب خدا کی عبادت

حافظ

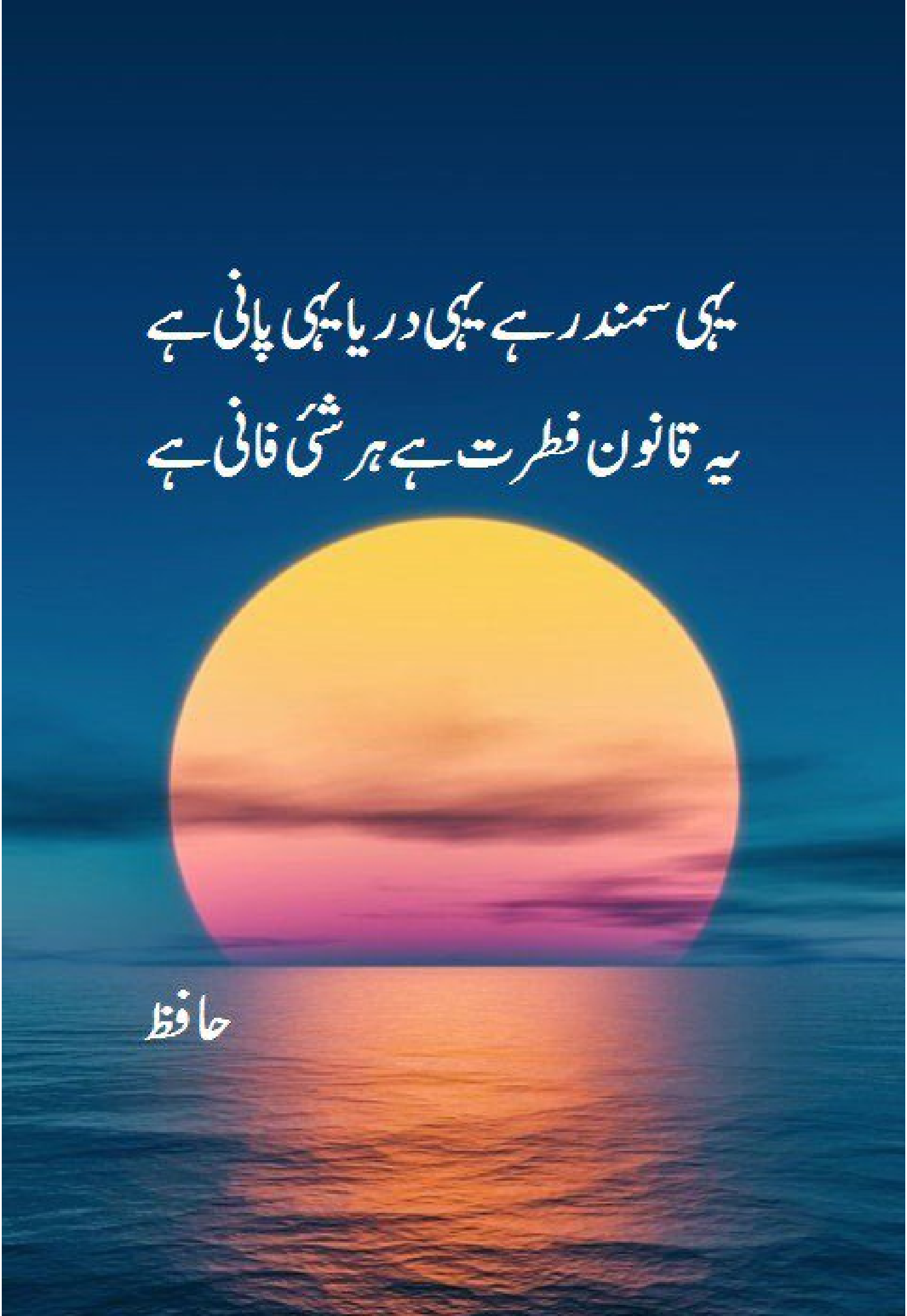
یہی سمندر رہے یہی دریا یہی پانی ہے
یہ قانون فطرت ہے ہر شئی فانی ہے
حافظ

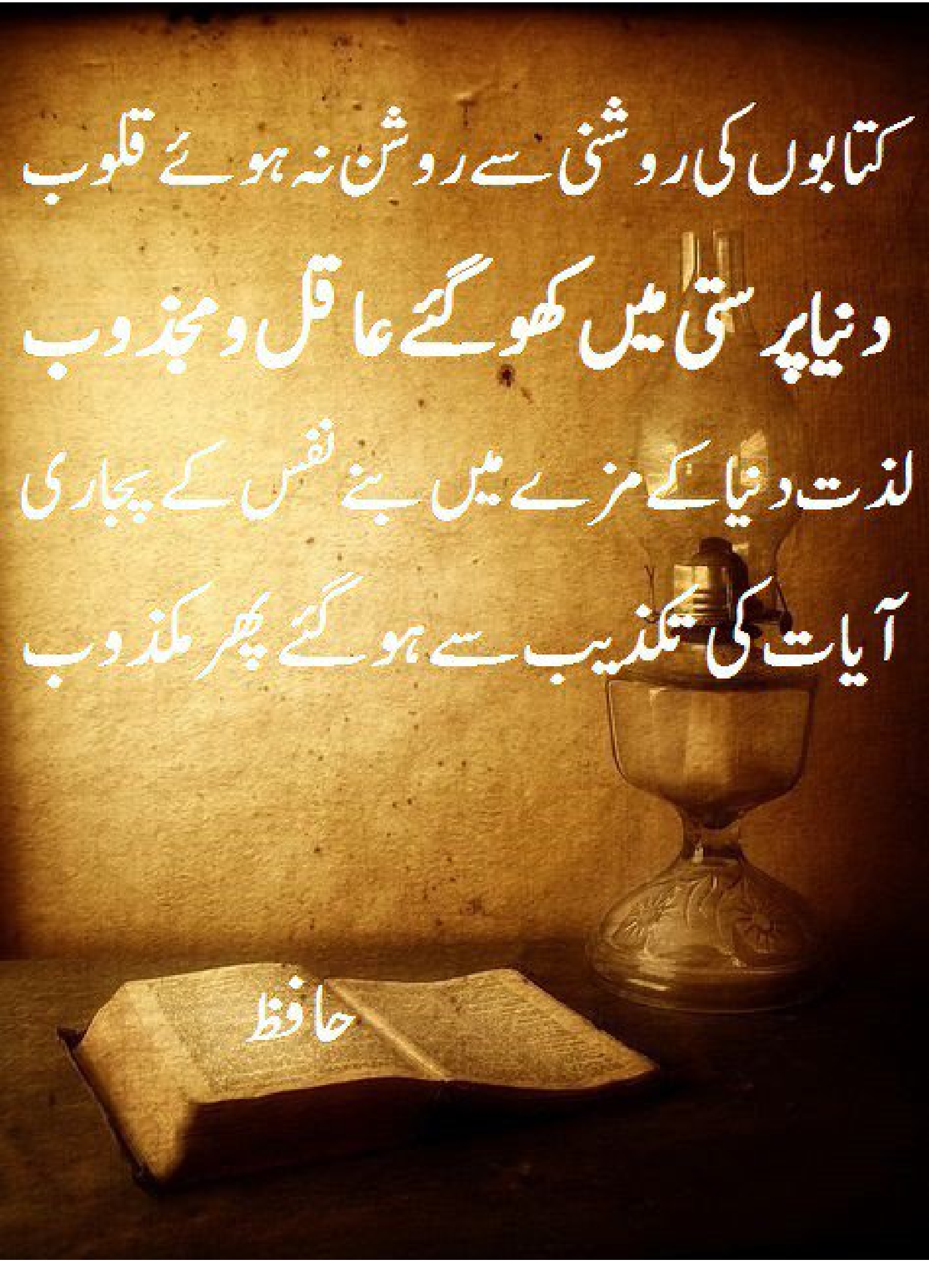
کتابوں کی روشنی سے روشن نہ ہوئے قلوب
دنیا پرستی میں کھو گئے عاقل و مجذوب
لذت دنیا کے مزے میں بنے نفس کے پجاری
آیات کی تکذیب سے ہو گئے پھر مکذوب
حافظ

گندے لوکا دی یاری تو کی کھٹنا

پلیتا نال پلیت رلن تے فیر کی بچنا

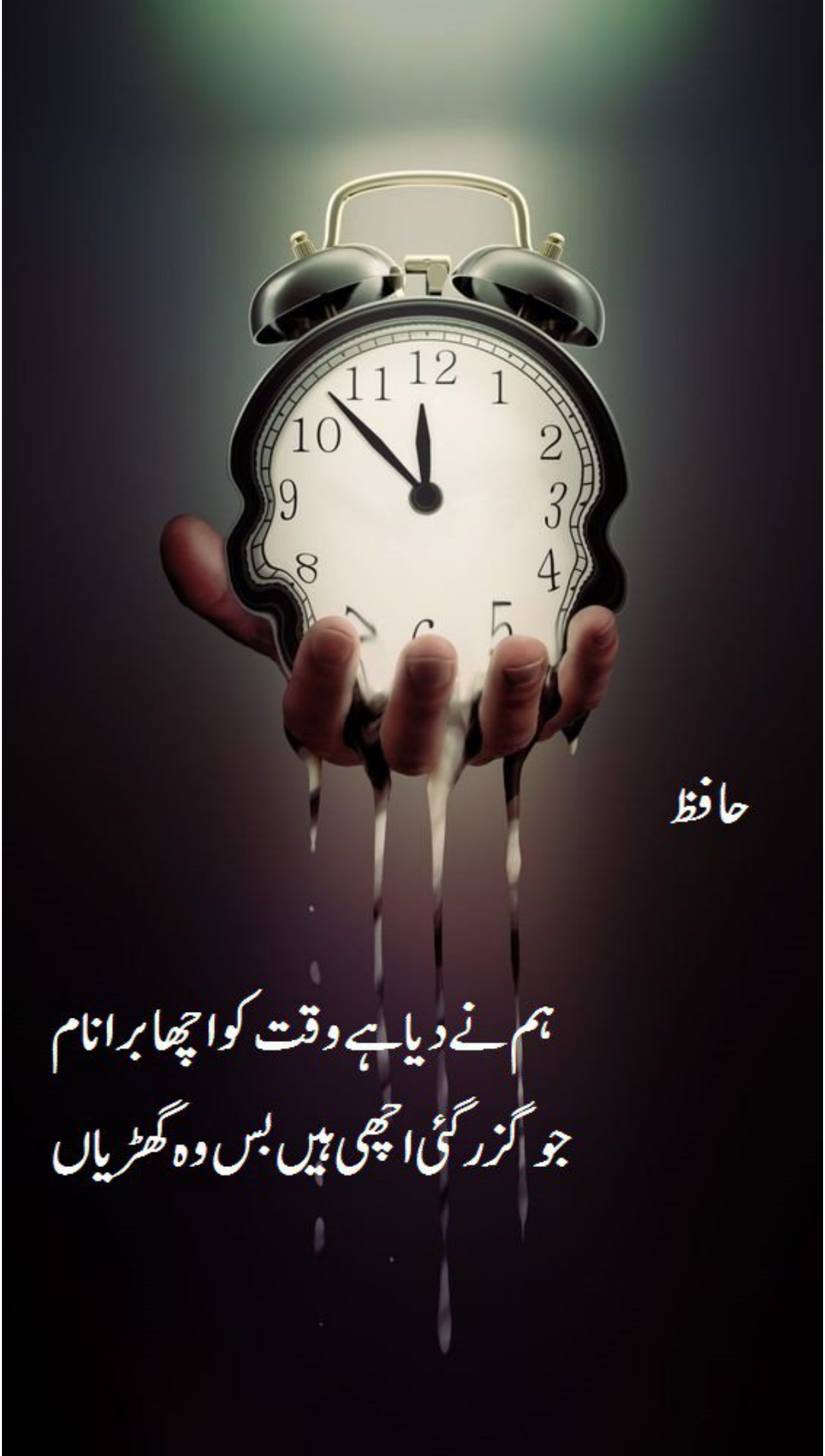
حافظ
ہم نے دیا ہے وقت کو اچھا برا نام
جو گزر گئی اچھی ہیں بس وہ گھڑیاں

زندگی کا حساب لگایا جو ہم
ترے نام کے فقط چند لمحے نکلے
حافظ

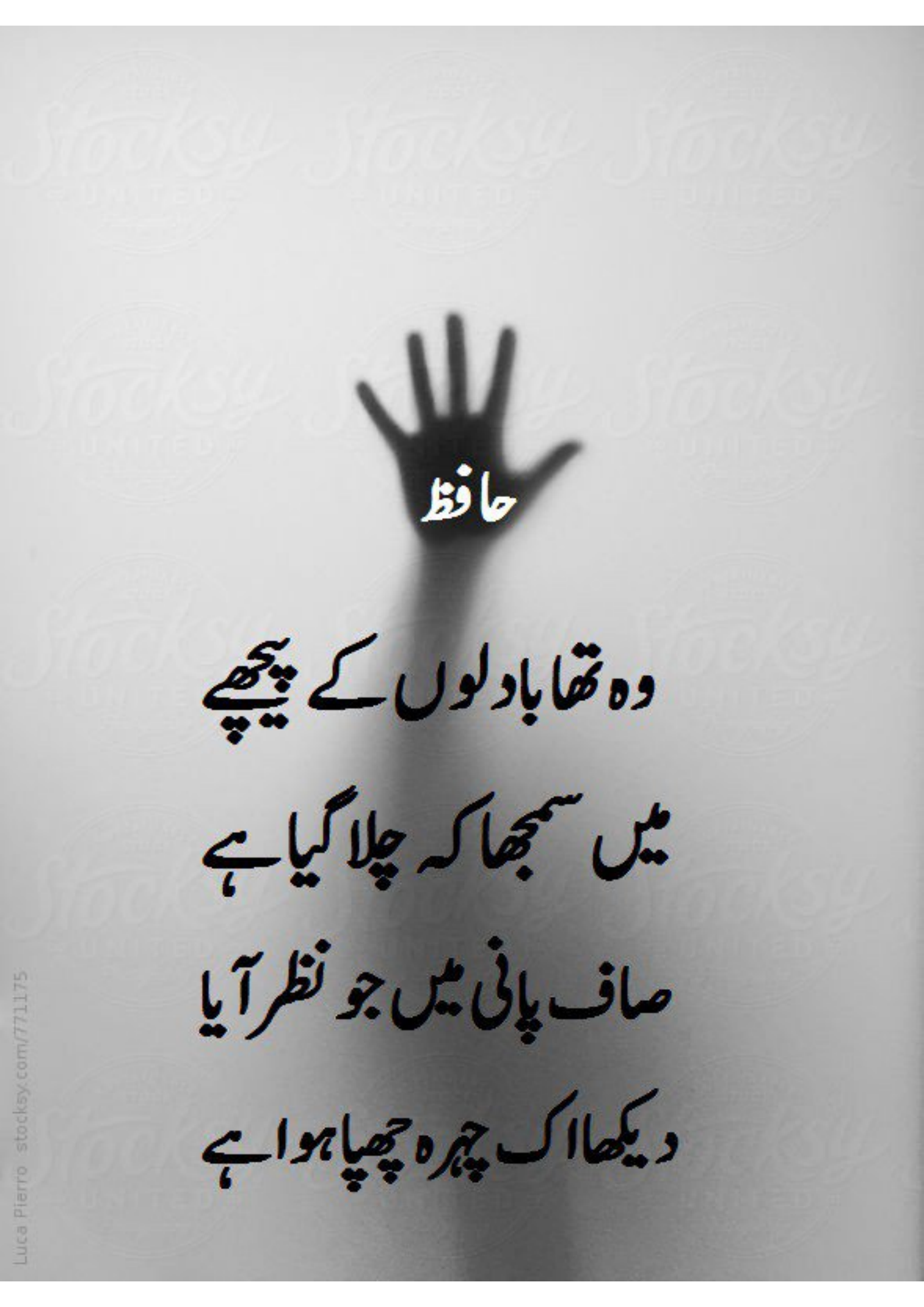
حافظ
وہ تھا بادلوں کے پیچھے
میں سمجھا کہ چلا گیا ہے
صاف پانی میں جو نظر آیا
دیکھا اک چہرہ چھپا ہوا ہے
Luca Pierro stocksy.com/771175

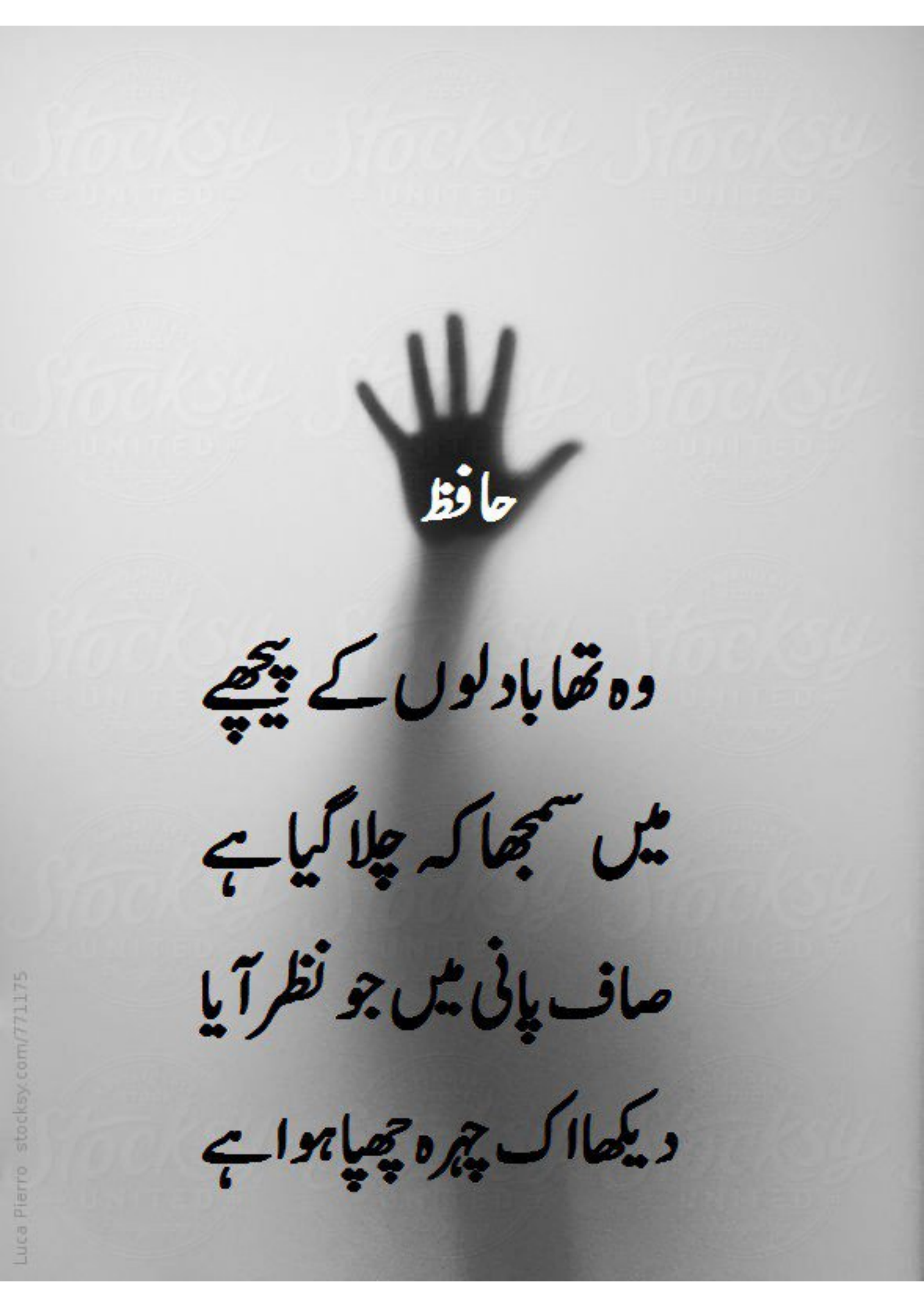
حافظ
وہ تھا بادلوں کے پیچھے
میں سمجھا کہ چلا گیا ہے
صاف پانی میں جو نظر آیا
دیکھا اک چہرہ چھپا ہوا ہے
Luca Pierro stocksy.com/771175

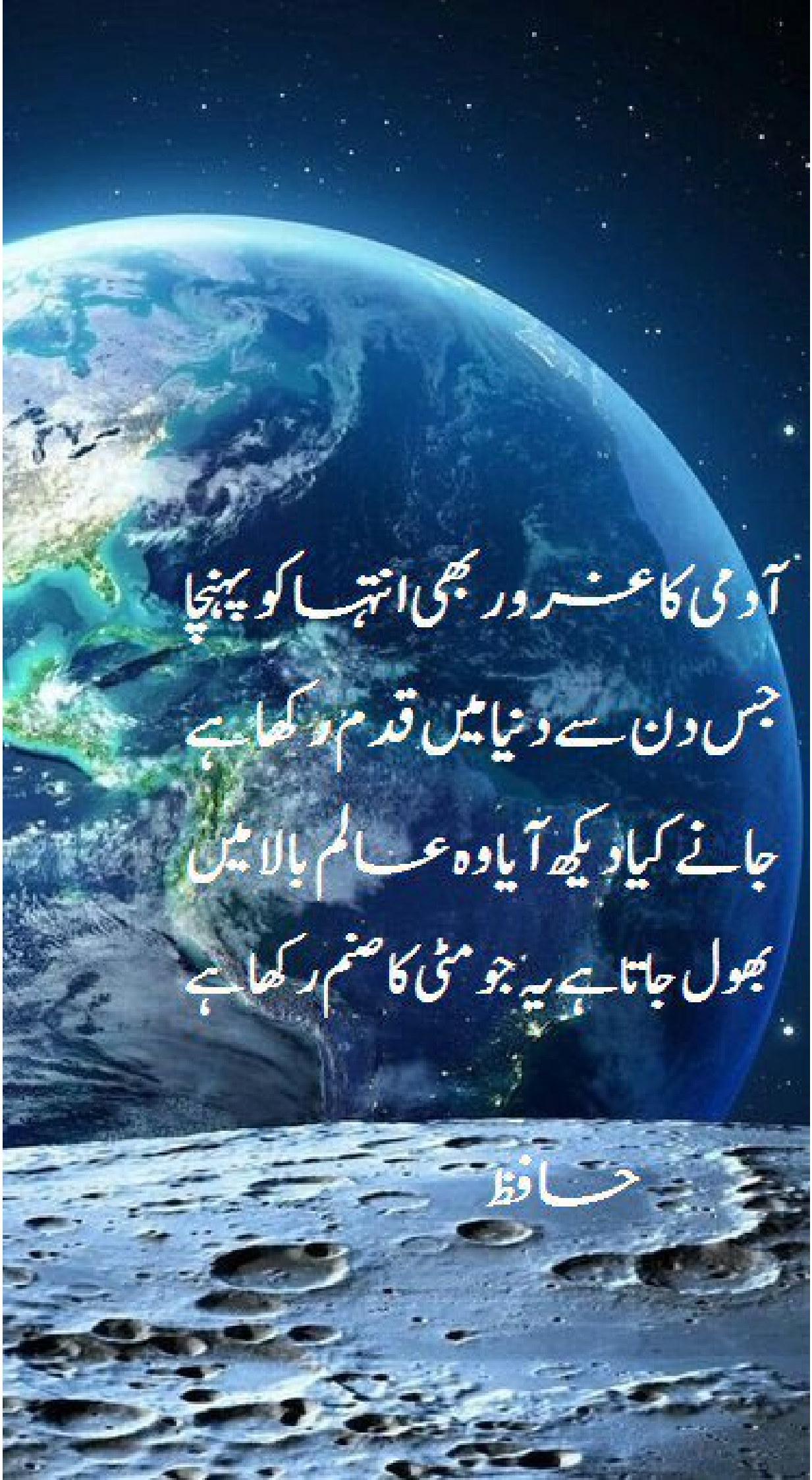
آدمی کا غرور بھی انتہا کو پہنچا
جس دن سے دنیا میں قدم رکھا ہے
جانے کیا دیکھ آیا وہ عالم بالا میں
بھول جاتا ہے یہ جو مٹی کا صنم رکھا ہے
حافظ

یہ آرزو ہے کوئی انقلاب آئے

بدلے اب دل کی خستہ حالی

حافظ

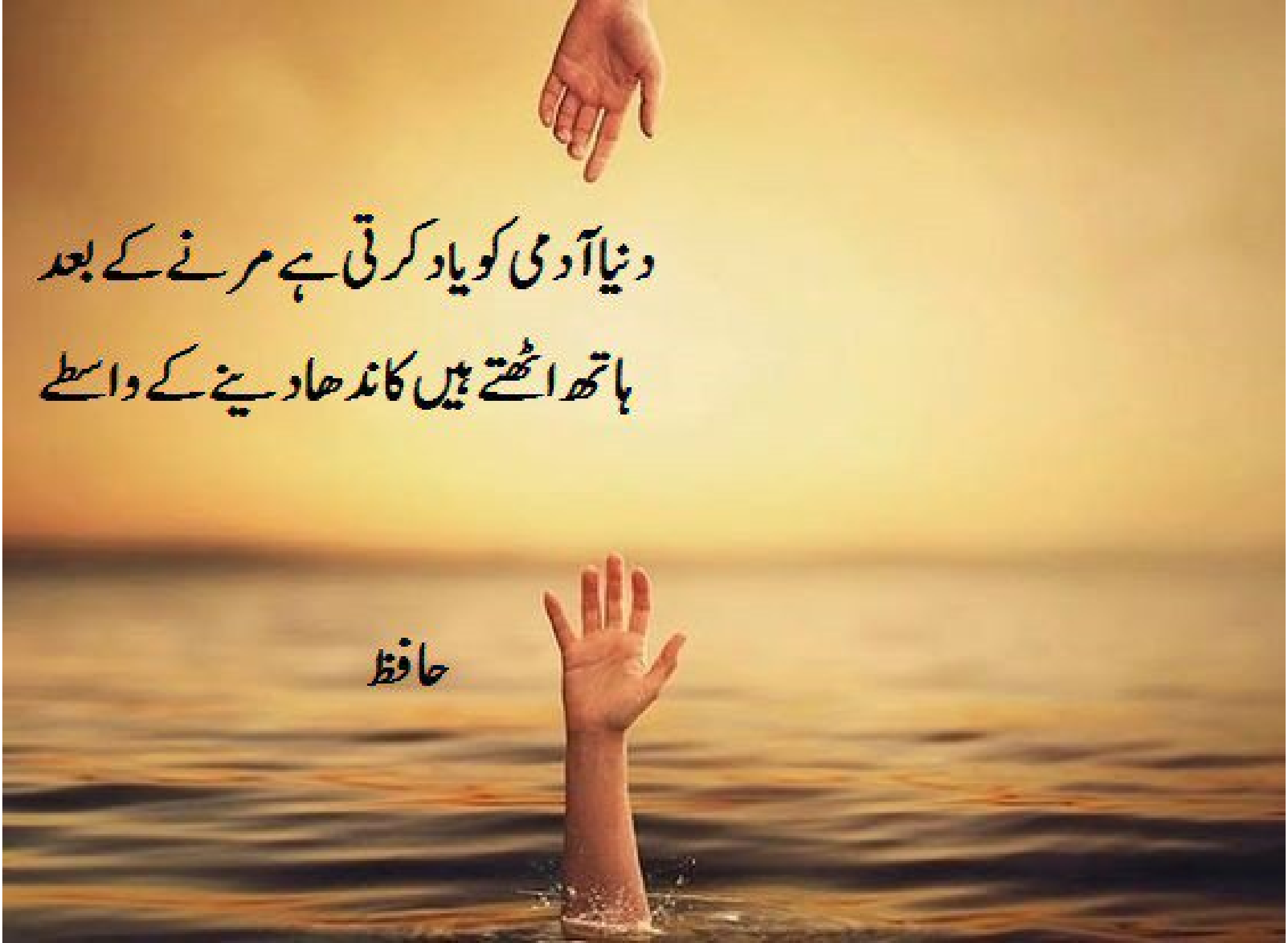
دنیا آدمی کو یاد کرتی ہے مرنے کے بعد
ہاتھ اٹھتے ہیں کاندھا دینے کے واسطے
حافظ

آدمی کی محتاجی عیاں ہے اس مثال میں
لوگ خیرات بانٹتے ہیں اپنی حاجت روائی کے بعد

حافظ

آدمی کی محتاجی عیاں ہے اس مثال میں
لوگ خیرات بانٹتے ہیں اپنی حاجت روائی کے بعد

حافظ

حافظ
اسے انجان راستوں پہ ڈھونڈتا رہا ہوں
ارے لوگو یہ دیوانگی آوارگی نہیں ہے

ہر شخص نے لگائی ہے اک دکان
لگتی ہے یہ دنیا اب بازاری

حافظ

کسی نے پوچھی خلوص دل کی قیمت

بولا نایاب ہے یہ گوہر زمانے میں

حافظ

اسکے جانے سے بھی زیادہ ہے اذیت ناک

جو وہ چھوڑ گیا بے یقینی میرے پاس

حافظ

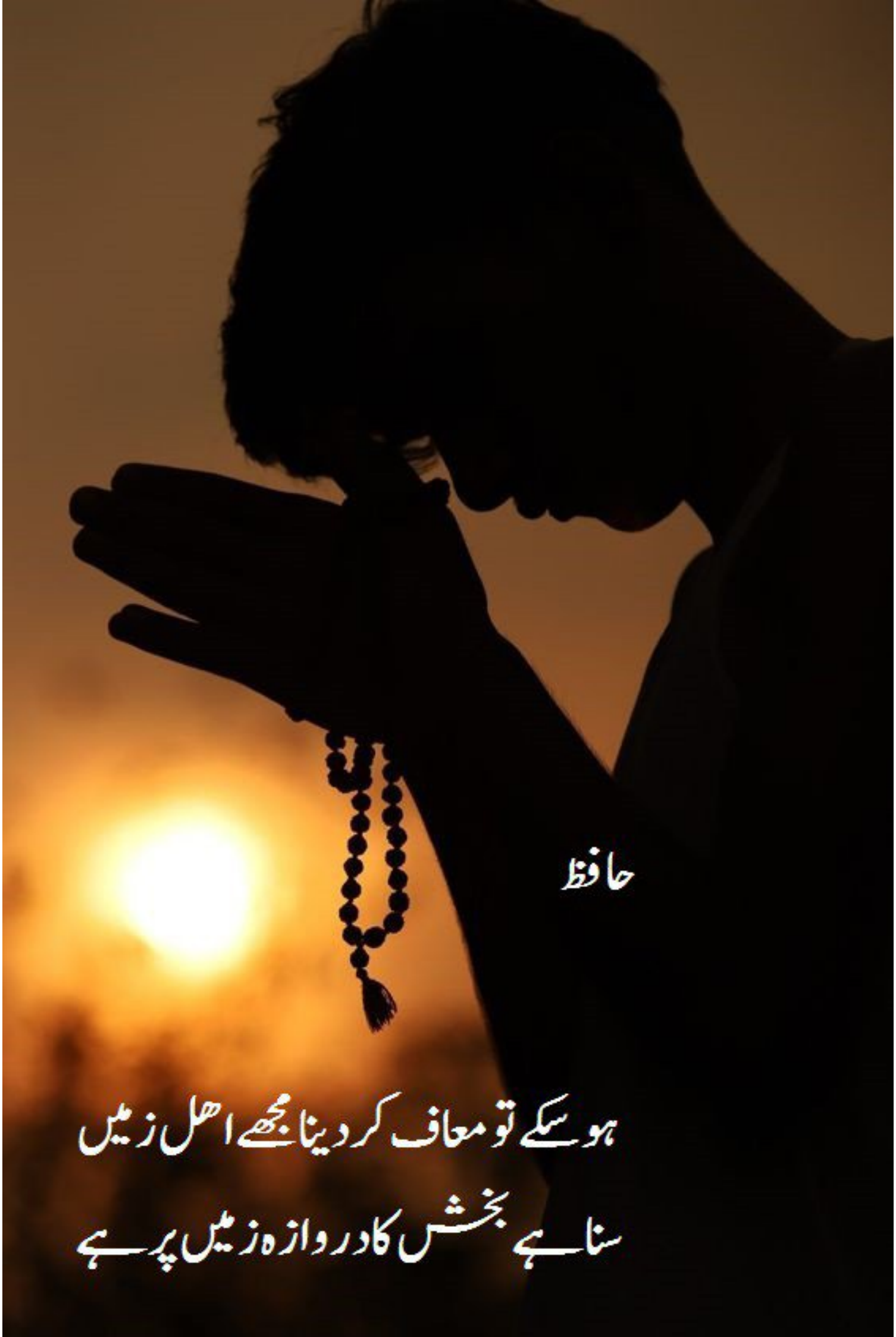
حافظ
ہو سکے تو معاف کر دینا مجھے اہل زمیں
سنا ہے بخشش کا دروازہ زمیں پر ہے

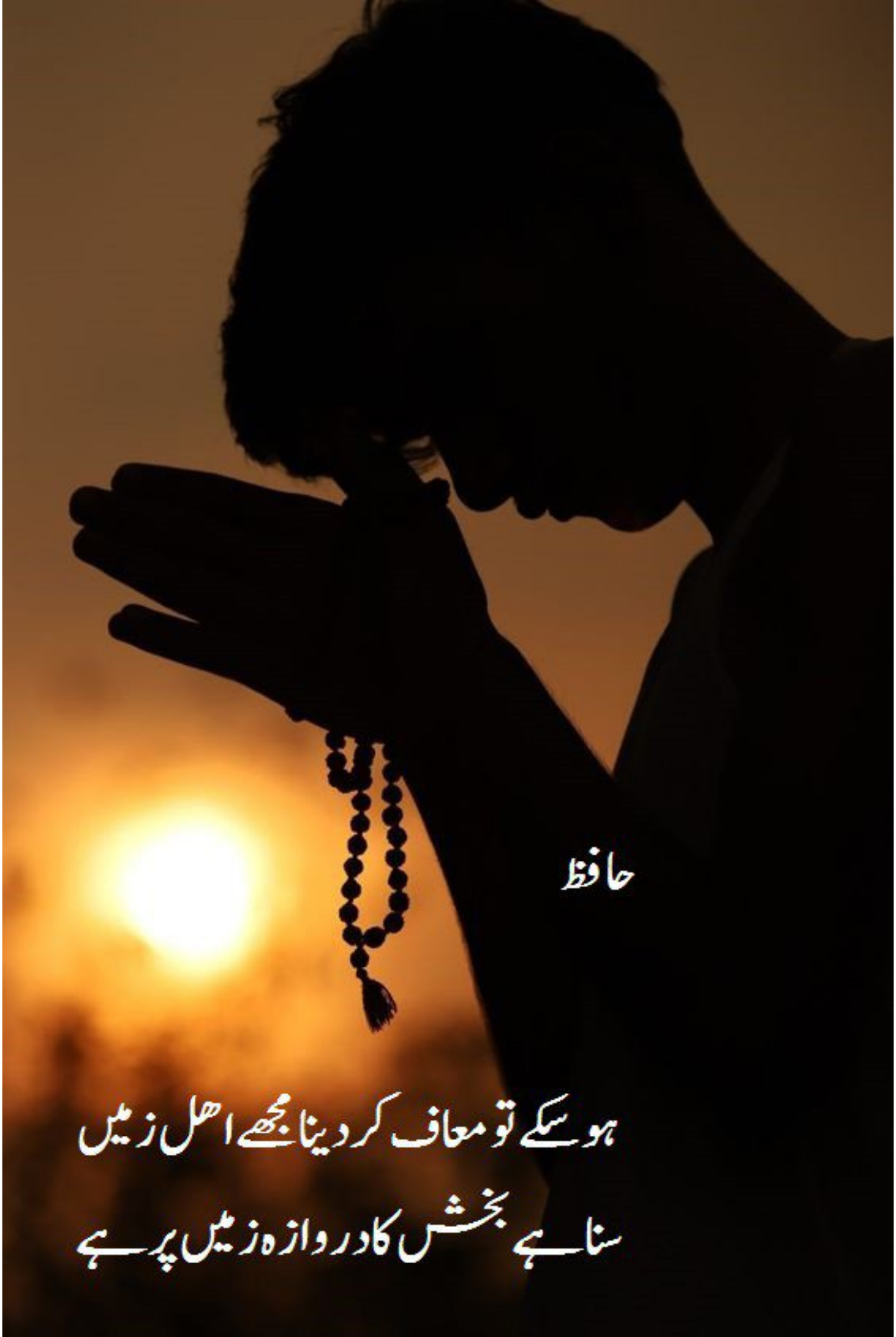
حافظ
ہو سکے تو معاف کر دینا مجھے اہل زمیں
سنا ہے بخشش کا دروازہ زمیں پر ہے

قتل کی فرد جرم عائد ہے تم پر
قصاص دینا ہے کہ سزا کا ارادہ ہے
حافظ

میرے قتل کے ثبوت نمایاں ہیں دوستو
اس زندگی سے تعلقات اچھے نہیں میرے

حافظ

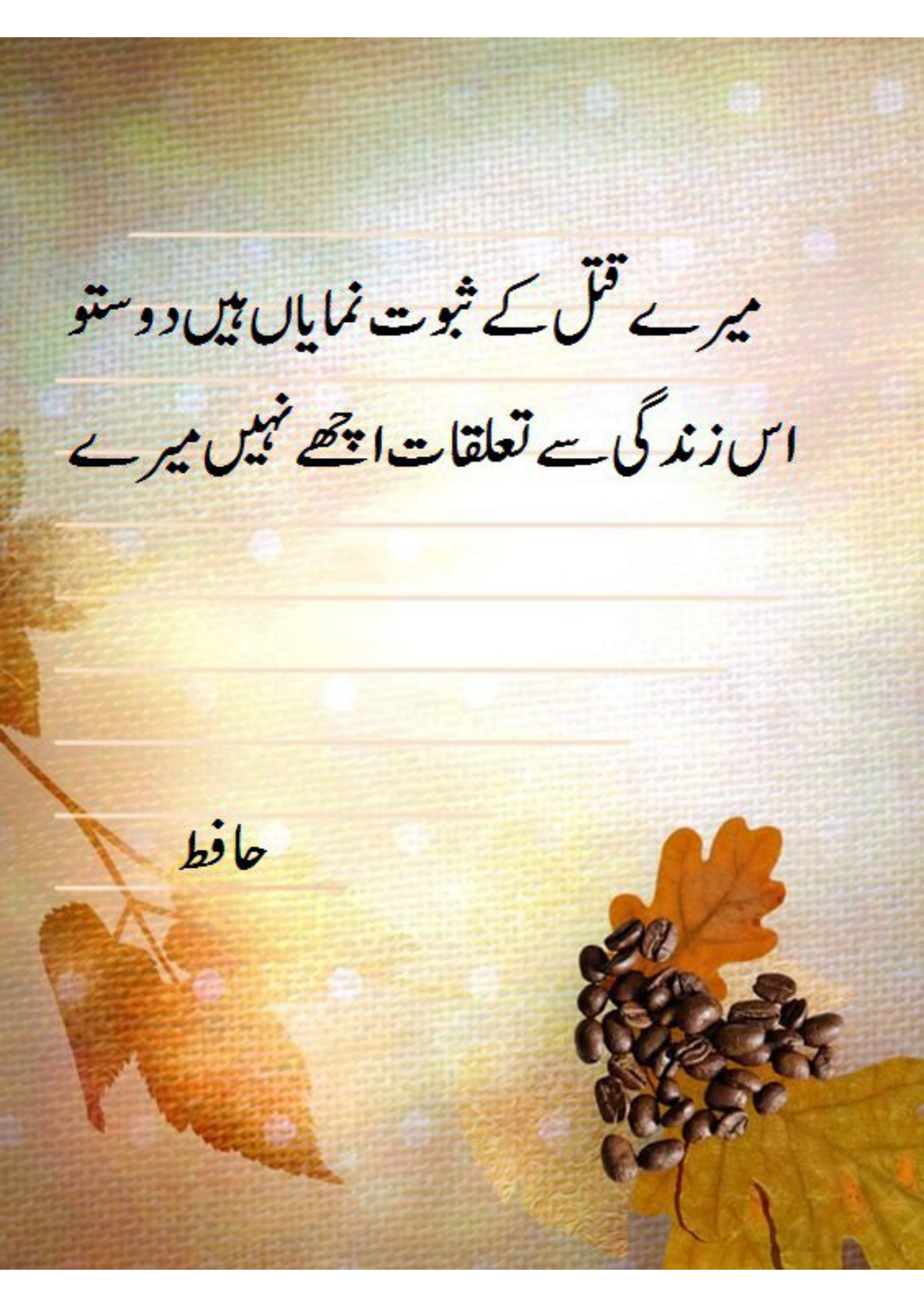

میرے قتل کے ثبوت نمایاں ہیں دوستو
اس زندگی سے تعلقات اچھے نہیں میرے

حافظ

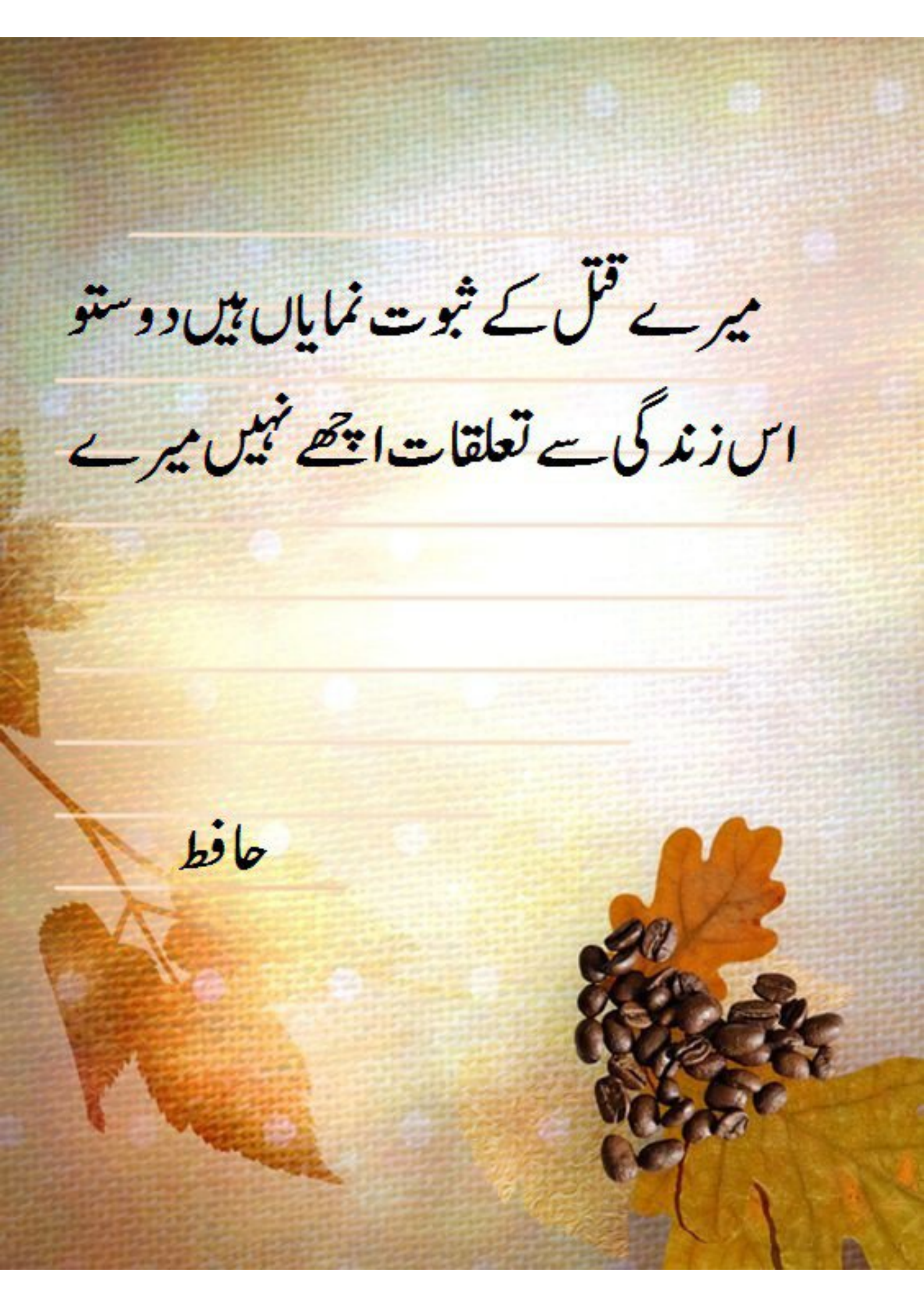

اے اہل زباں ترا کلام بے اثر ہے

میں کتاب والا ہوں مرا ذوق کچھ اور ہے

حافظ

حافظ
سوچتا ہوں اسے سینے سے لگا رکھوں گا
دل کھو دیا ہے یہی جگہ باقی ہے

ہر ستم اس سے کیا تجھ میں
نفس اپنا ہی ستمگر نکلا!
زمانے سے لڑ کر لوٹ آیا
مقتل مرا ہی گھر نکلا!
حافظ

قاتل کو جانتے ہیں شہر کے لوگ
مقتول کی بیگناہی سے ناواقف ہے زمانہ

حافظ

قاتل کو جانتے ہیں شہر کے لوگ
مقتول کی بیگناہی سے ناواقف ہے زمانہ

حافظ

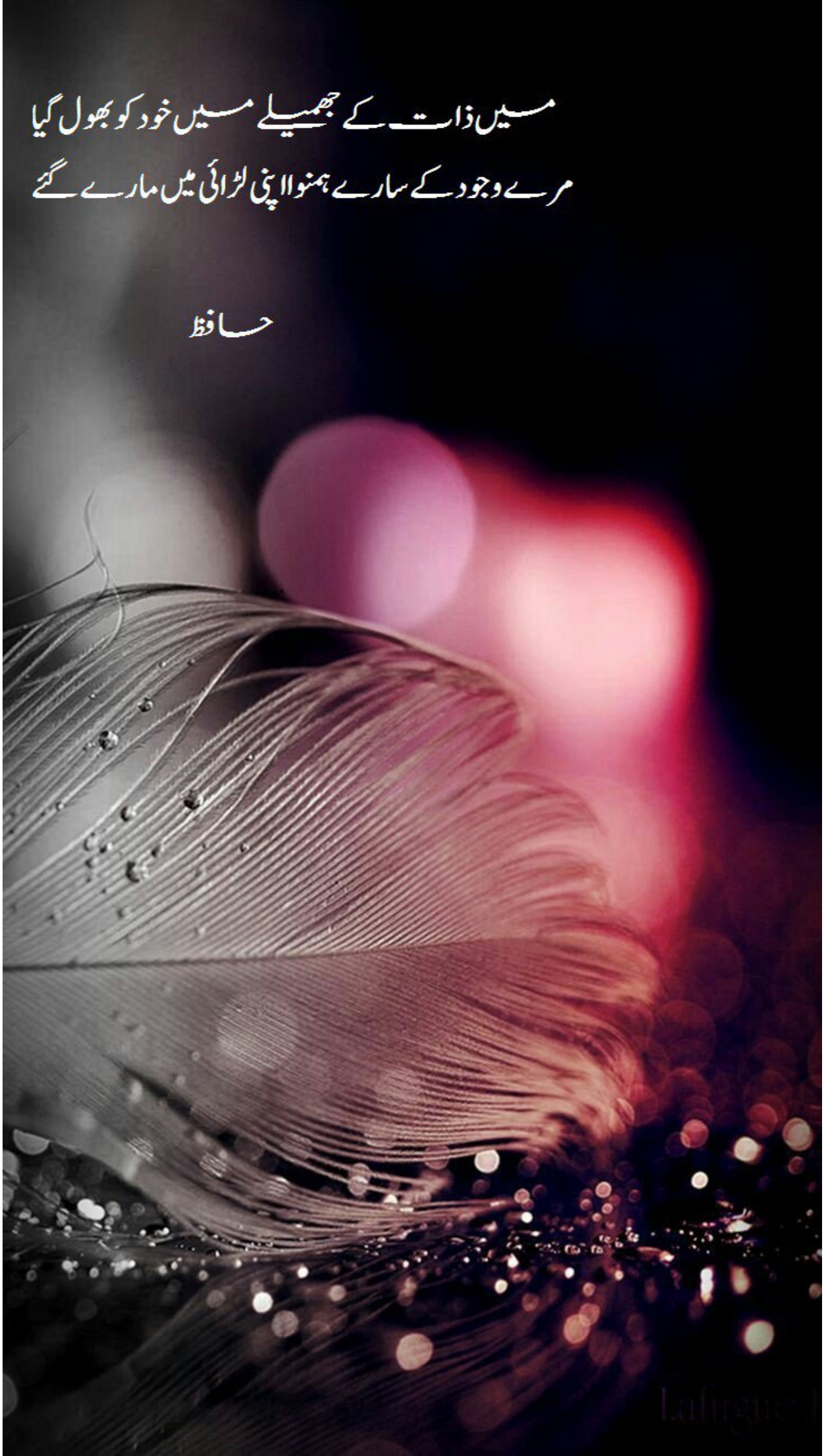
میں ذات کے جھمیلے میں خود کو بھول گیا
مرے وجود کے سارے ہمنوا اپنی لڑائی میں مارے گئے
حافظ

باطل کانپتا ہے قرآن کے سائے سے

دشمن سمجھتا ہے وہ اہل قرآن کو

حافظ

حافظ

کتاب حق کی پیروی میں ہے نجات
عقل کے سمندر میں ڈوب گئی کتنی اقوام

برسوں نہ بدلے لوگوں کے حالات

زمانے میں خرابی ہے کہ حلقہ یاراں میں

حافظ

برسوں نہ بدلے لوگوں کے حالات

زمانے میں خرابی ہے کہ حلقہ یاراں میں

حافظ

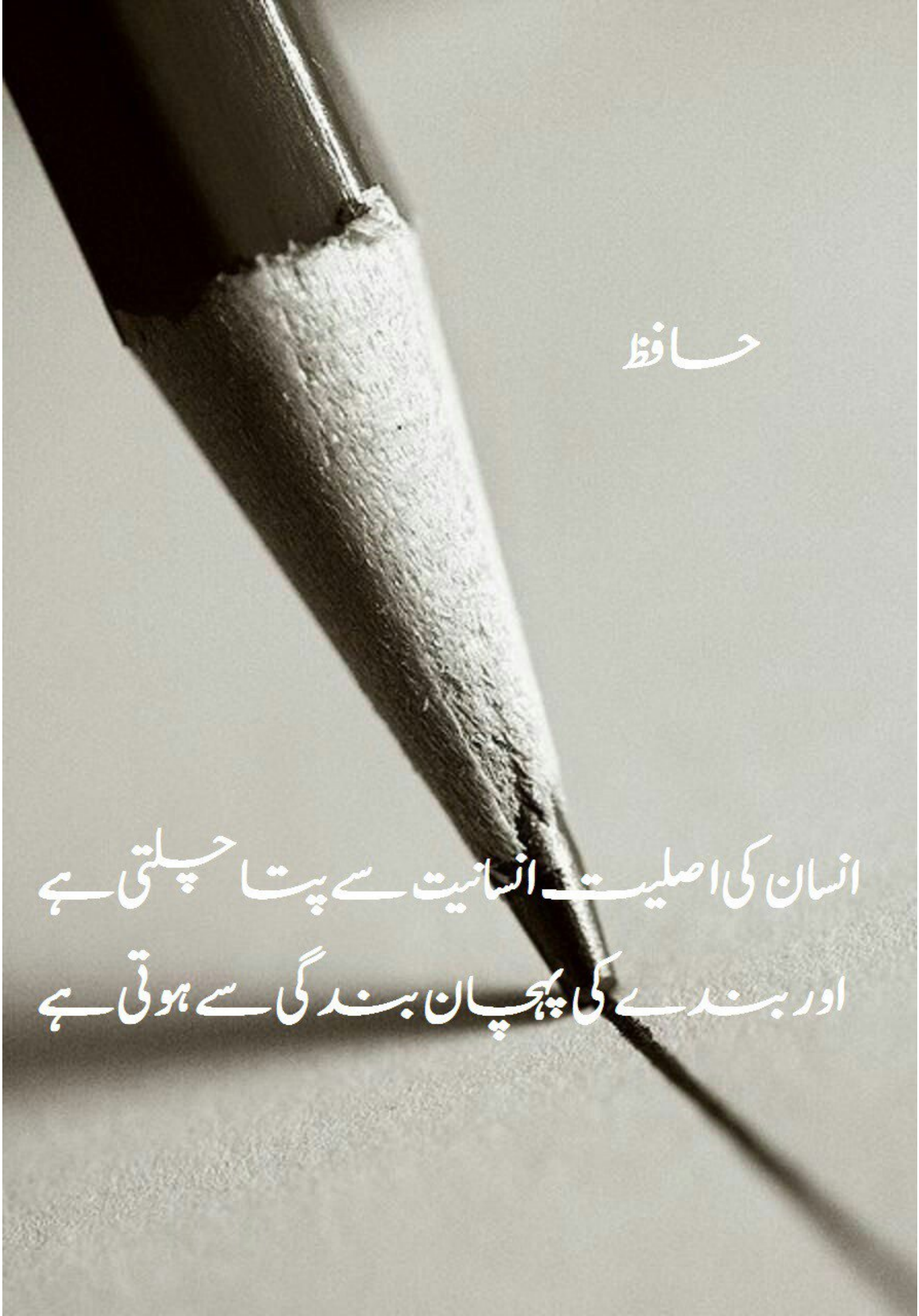
حافظ
انسان کی اصلیت انسانیت سے پتا چلتی ہے
اور بندے کی پہچان بندگی سے ہوتی ہے

خود فریبی میں جی رہے تھے لوگ

اب کہتے ہیں ہم سے دھوکہ ہو گیا

حافظ

قافلوں میں چھپے تھے لٹیرے

ہمیں راستوں میں لٹا گیا

بڑے زرخیز تھے کھیت زمیں کے

اسکی مٹی کو زباں سے چاٹا گیا

حافظ

اب جلا دوں گا میں راکھ بھی ماضی کی

دھواں اٹھتا ہے دل سے غبار بن کے

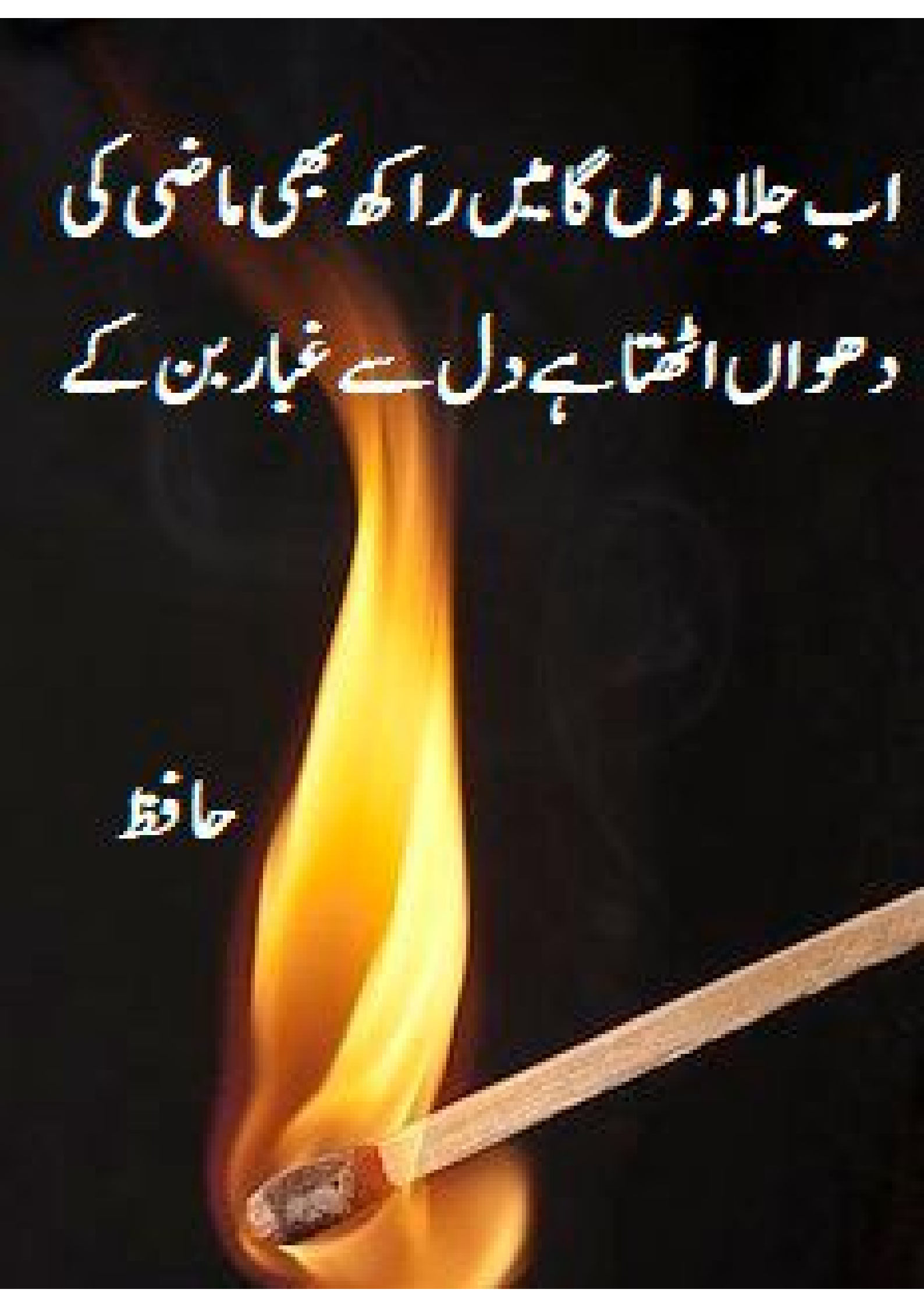

حافظ

تجھے زیب دیتی نہیں شان و شوکت
تو مٹی ہے اپنی اوقات میں رہ
حافظ

حافظ

پرندوں سے الجھ گئی تیز ہوا

اب بدلنا ہے یا گرنا ہے

خوف کی حالت میں فیصلے نہیں ہوتے

امید کی عادت سے ہو جاتی ہے خطا

مومن کی صفت تو ہے پنجہ آزمائی

اللہ کے مجاہد کے لیے دنیا ہے کربلا

حافظ

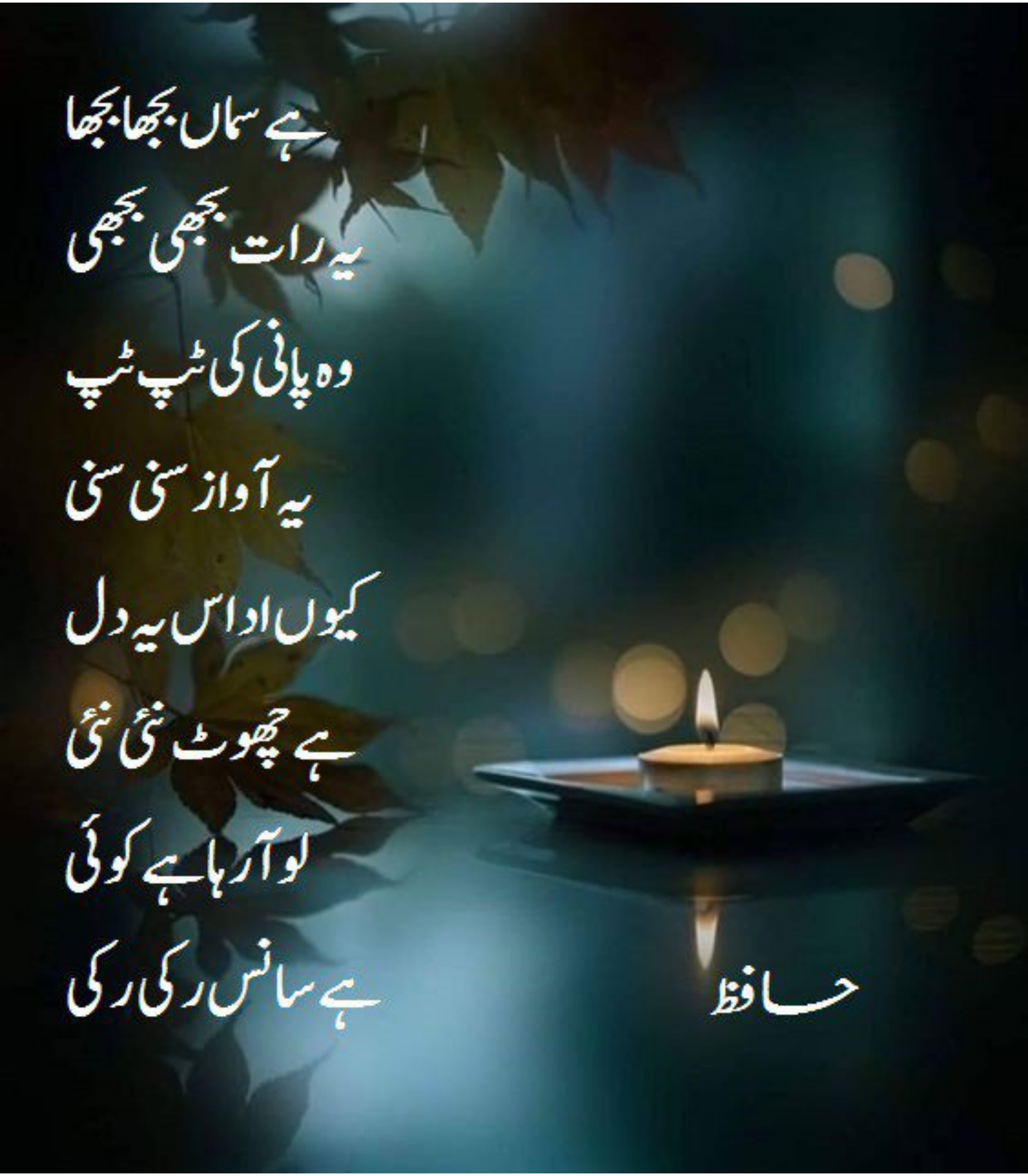
ہے سماں بجھا بجھا
یہ رات بجھی بجھی
وہ پانی کی ٹپ ٹپ
یہ آواز سنی سنی
کیوں اداس یہ دل
ہے چھوٹ نئی نئی
لو آرہا ہے کوئی
ہے سانس رکی رکی
حافظ

حافظ
قید زندگی کے چند روز باقی ہیں
پھر دیکھے گی دنیا میرا عروج

حافظ
قید زندگی کے چند روز باقی ہیں
پھر دیکھے گی دنیا میرا عروج

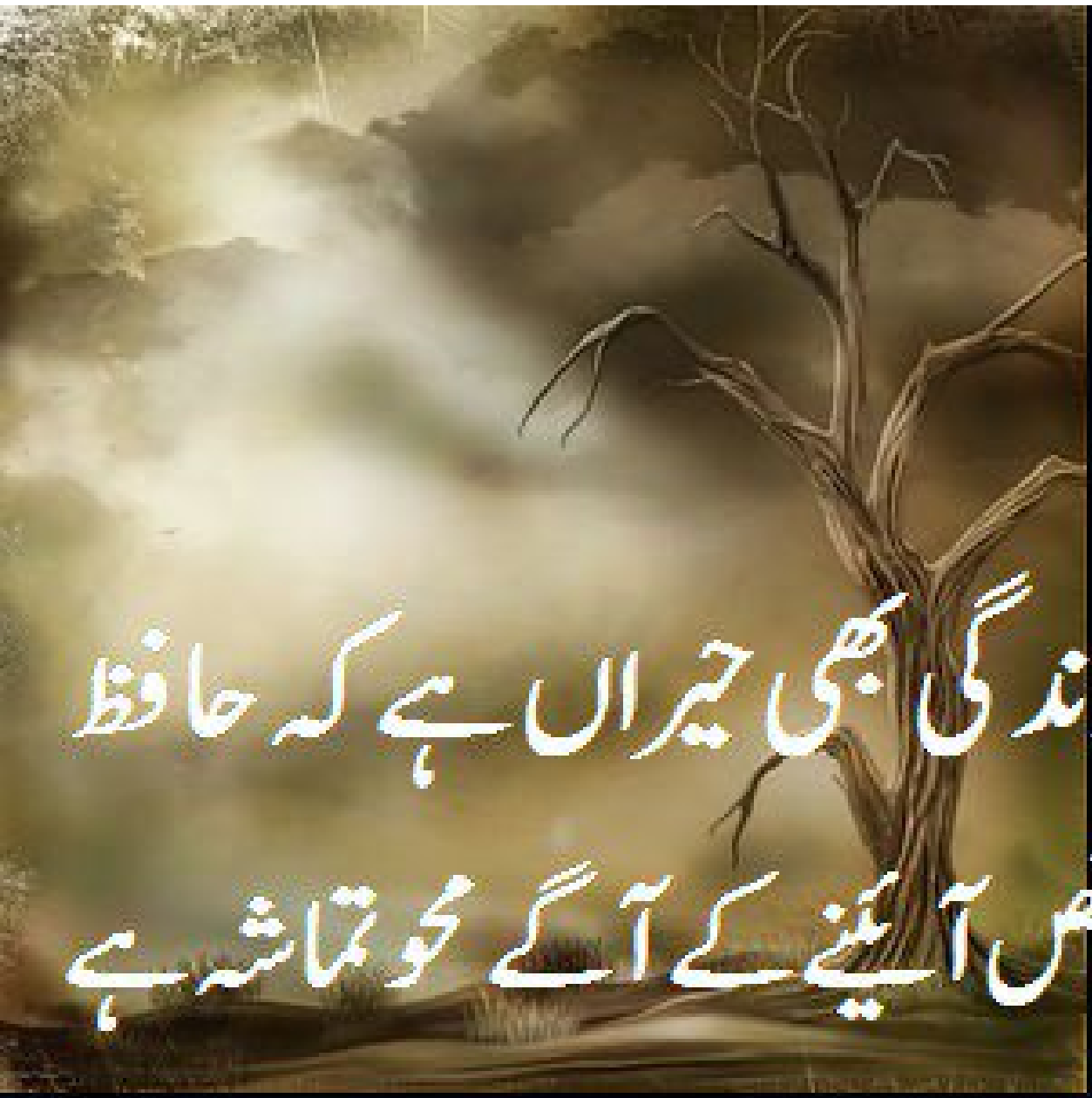

حافظ

گرتے پتوں میں آدمی کی نصیحت ہے
دنیا فانی ہے فانی تر اوجود ہے
حافظ

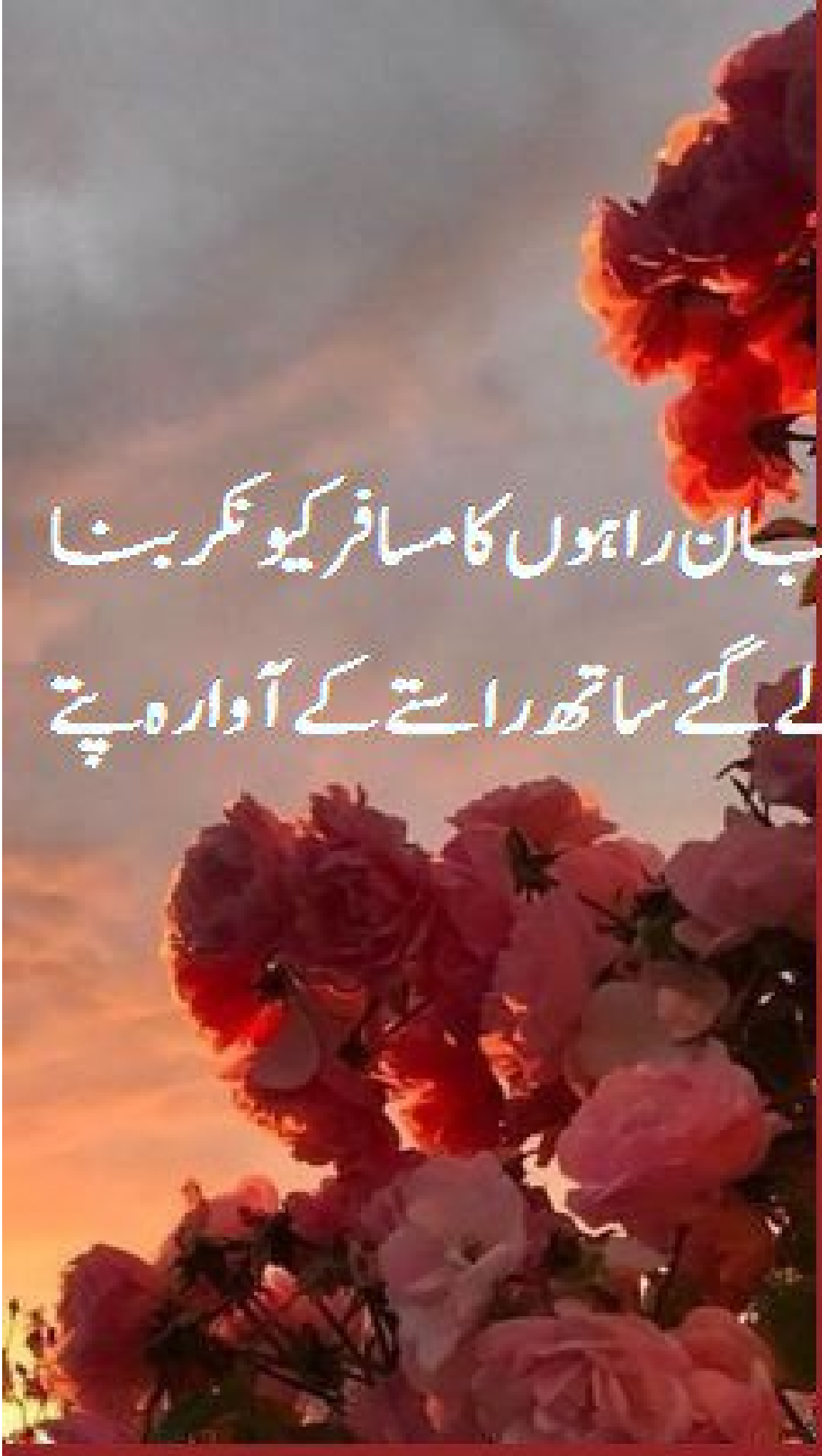

میں انجان راہوں کا مسافر کیونکر بنا
مجھے لے گئے ساتھ راستے کے آوارہ پتے

حافظ

حافظ

جلانے کی عادت ہے جسے

احلاق کی ٹھنڈک سے اسے موم کر دو

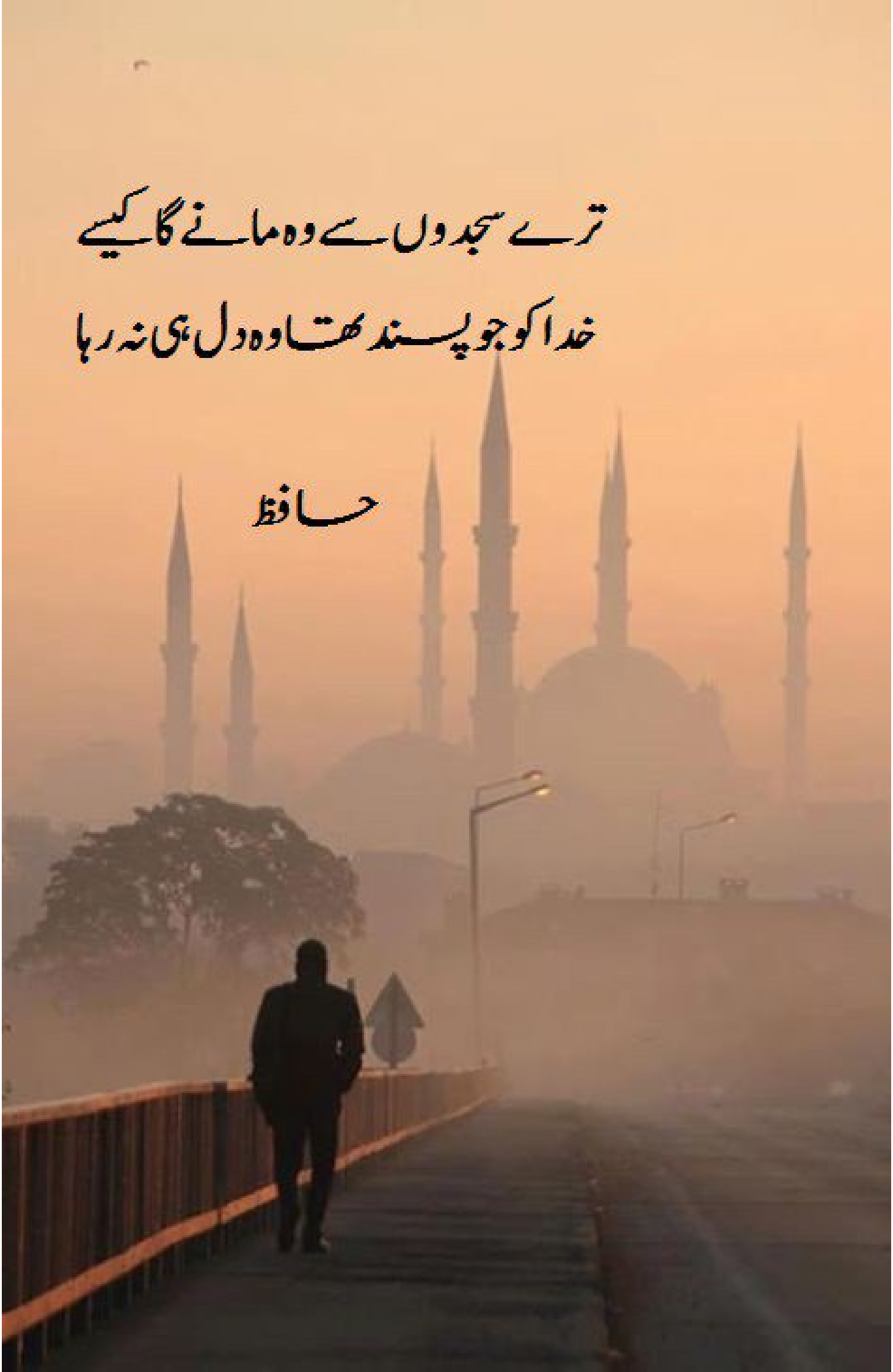
ترے سجدوں سے وہ مانے گا کیسے
خدا کو جو پسند تھا وہ دل ہی نہ رہا
حافظ

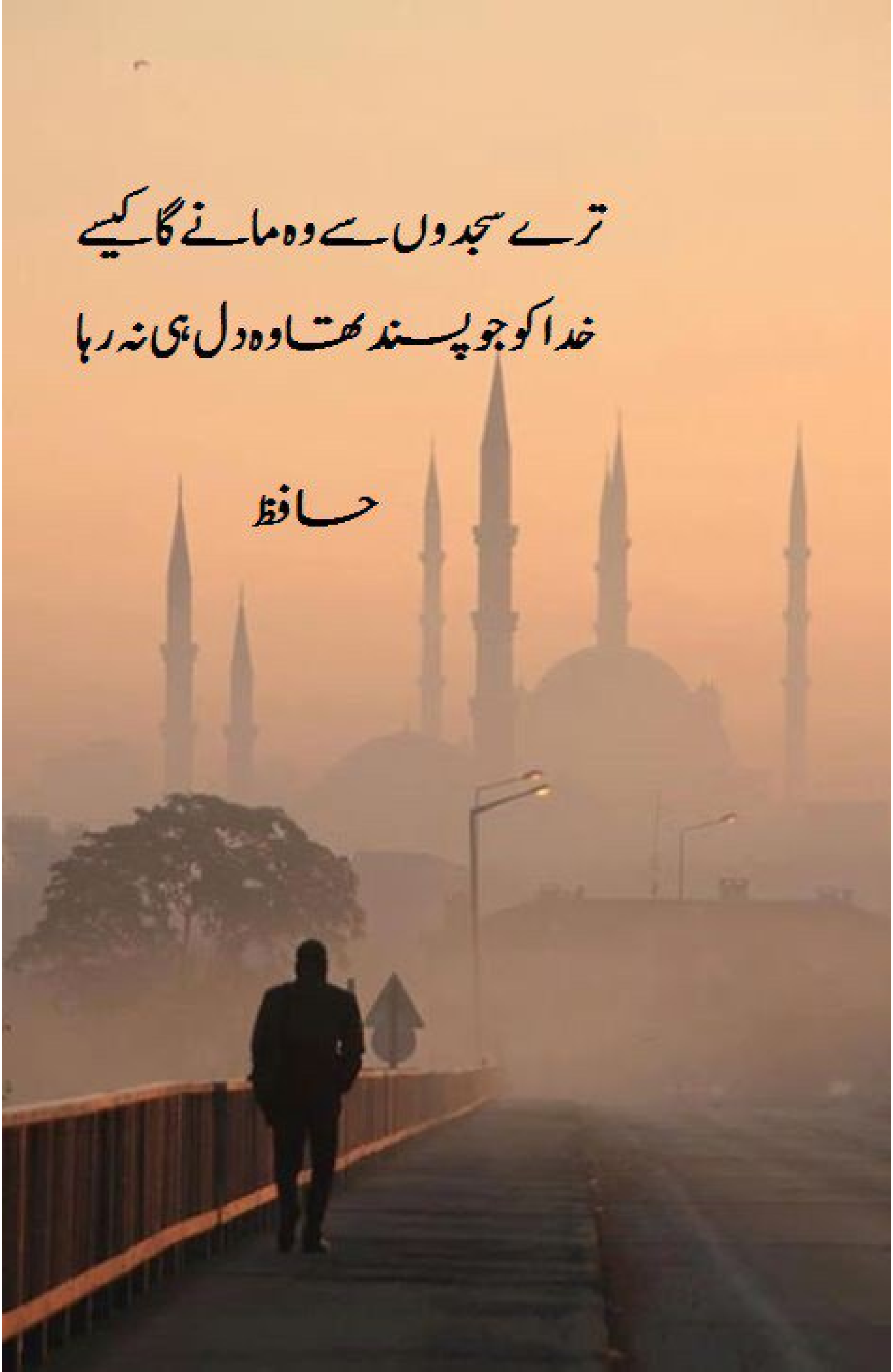
ترے سجدوں سے وہ مانے گا کیسے
خدا کو جو پسند تھا وہ دل ہی نہ رہا
حافظ

سو گئے لوگ مٹی کے اندر
مٹی پہ ناچتے ناچتے
حافظ

حافظ

لوگوں نے جلار کھی ہیں امید کی شمعیں

ملک بدلنے والا ہے نظام بدلنے والا ہے

حافظ

دل کی پاکیزگی کے لیے

خونِ رگِ جاں سے نہالوں گا

اب ہر فیصلہ لہو سے ہو گا

دل کا معاملہ جگر سے بنالوں گا

حافظ

دل کی پاکیزگی کے لیے

خونِ رگِ جاں سے نہالوں گا

اب ہر فیصلہ لہو سے ہو گا

دل کا معاملہ جگر سے بنالوں گا

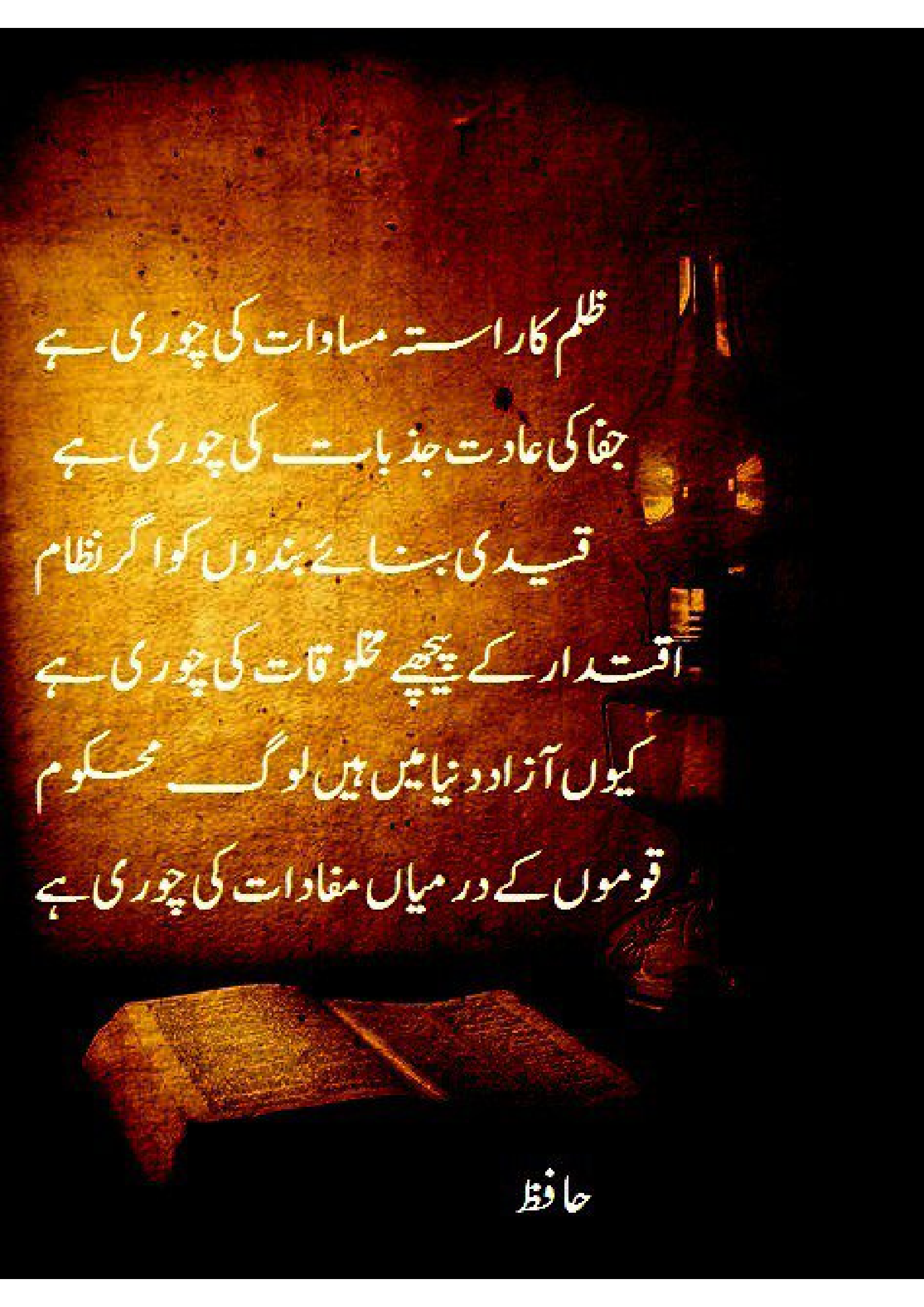
ظلم کا راستہ مساوات کی چوری ہے
جفا کی عادت جذبات کی چوری ہے
قیدی بنائے بندوں کو اگر نظام
اقتدار کے پیچھے مخلوقات کی چوری ہے
کیوں آزاد دنیا میں ہیں لوگ محکوم
قوموں کے درمیاں مفادات کی چوری ہے
حافظ

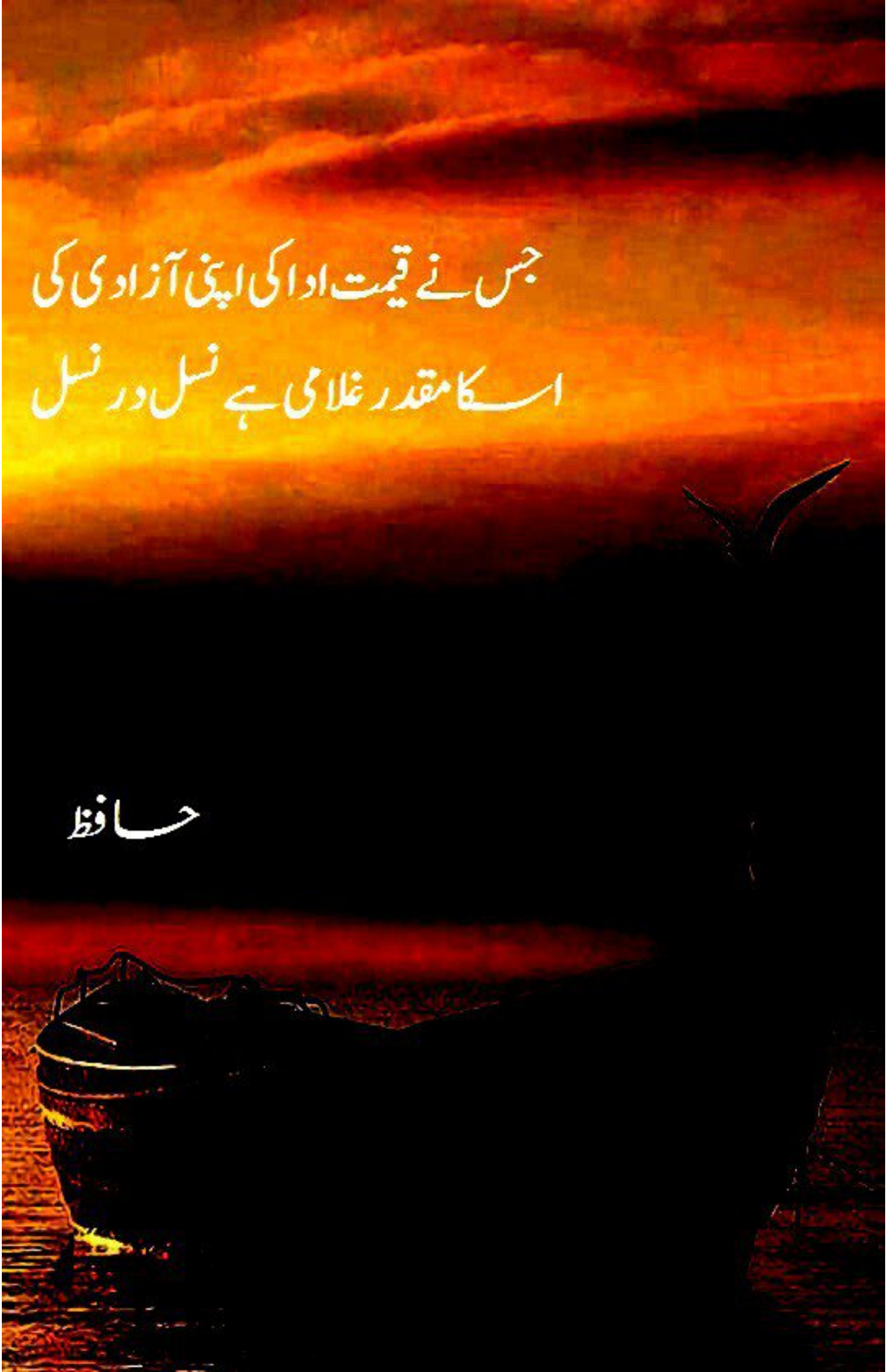
جس نے قیمت ادا کی اپنی آزادی کی
اسکا مقدر غلامی ہے نسل در نسل
حافظ

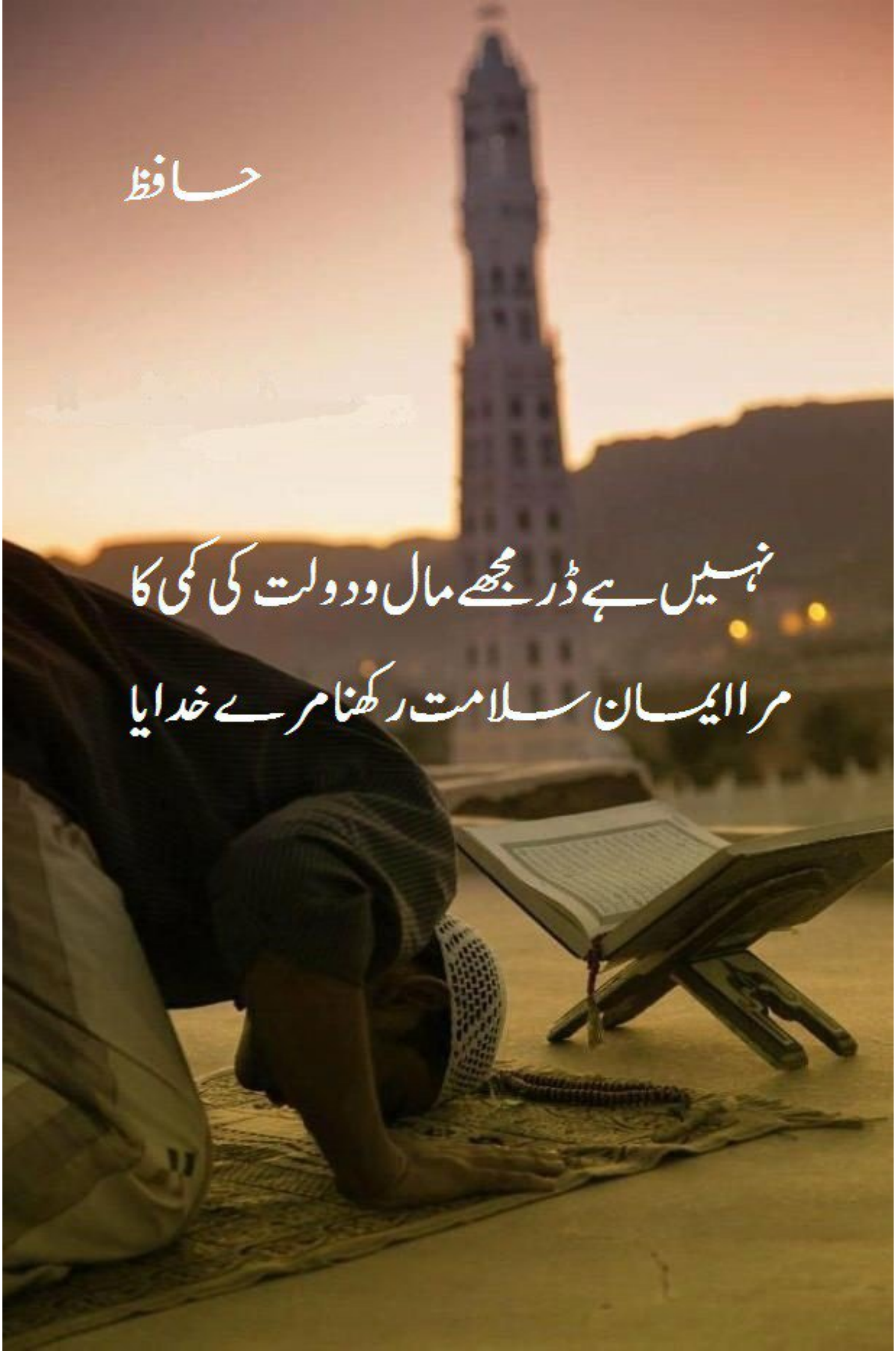
حافظ
نہیں ہے ڈر مجھے مال و دولت کی کمی کا
مرا ایمان سلامت رکھنا مرے خدایا

اے اھل کتاب تجھ سے پوچھتی ہے یہ کتاب
خدا کی اس زمین پر تو خدا کا کیوں نہ ہوا

حافظ

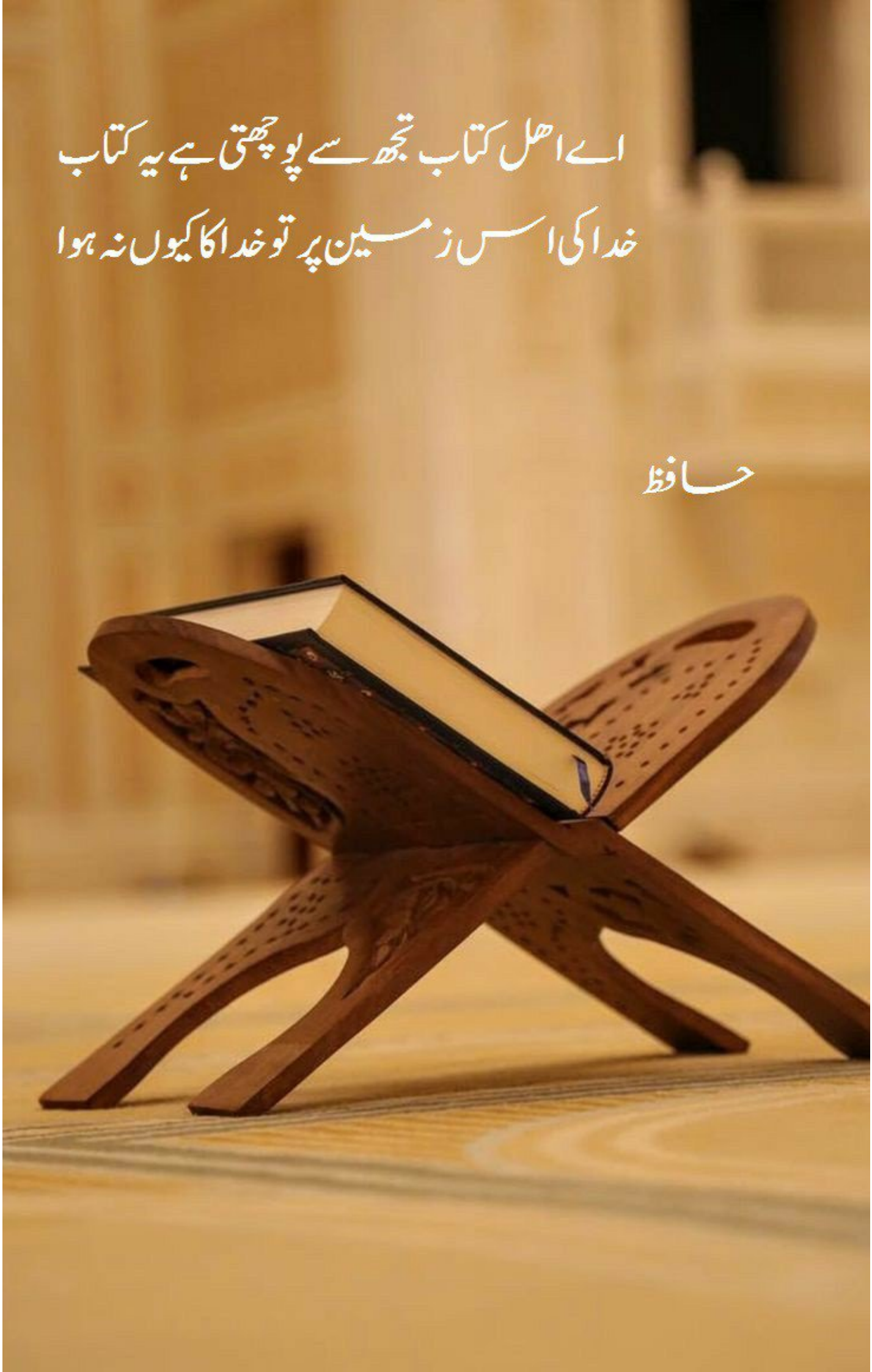

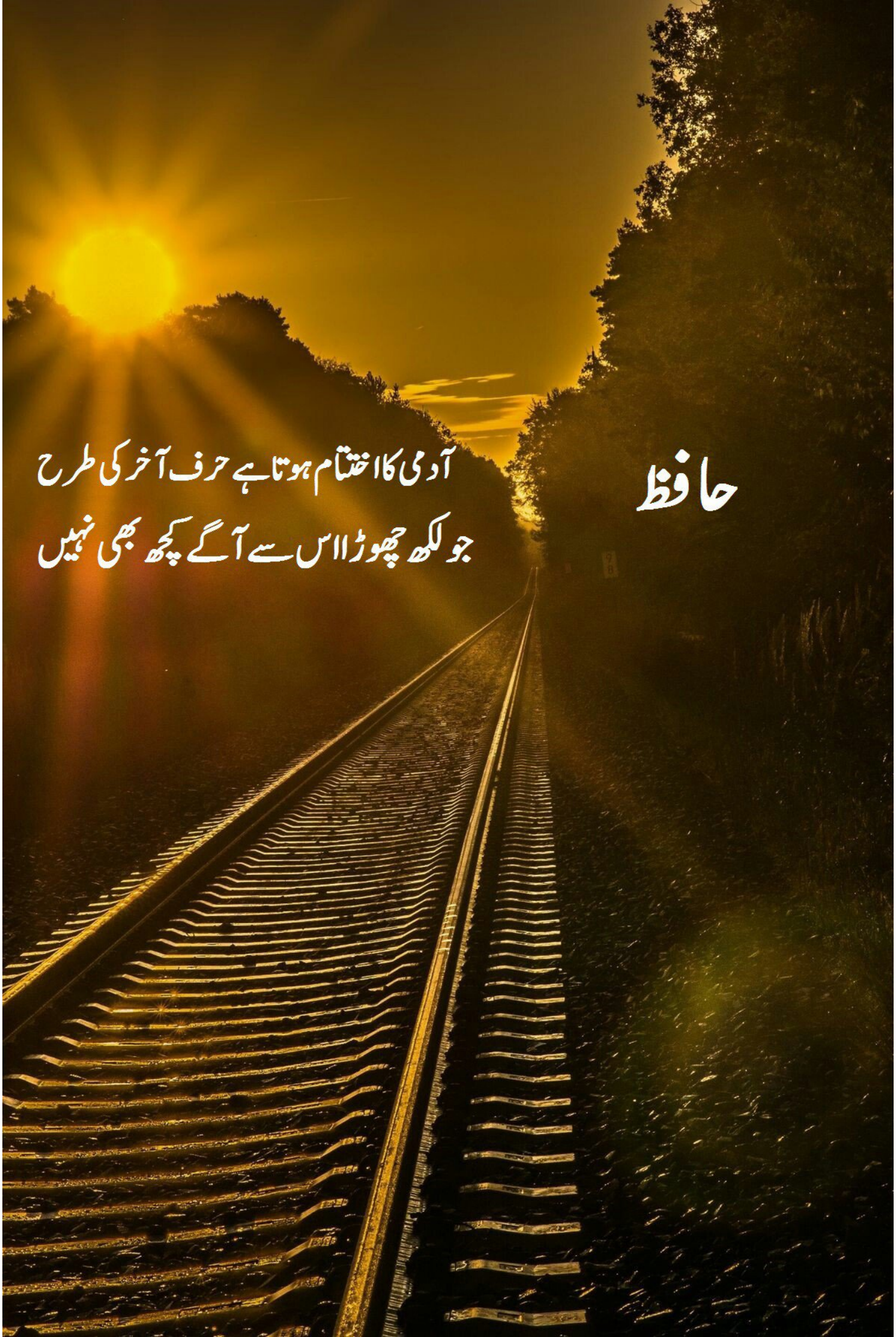
حافظ
آدمی کا اختتام ہوتا ہے حرف آخر کی طرح
جو لکھ چھوڑا اس سے آگے کچھ بھی نہیں

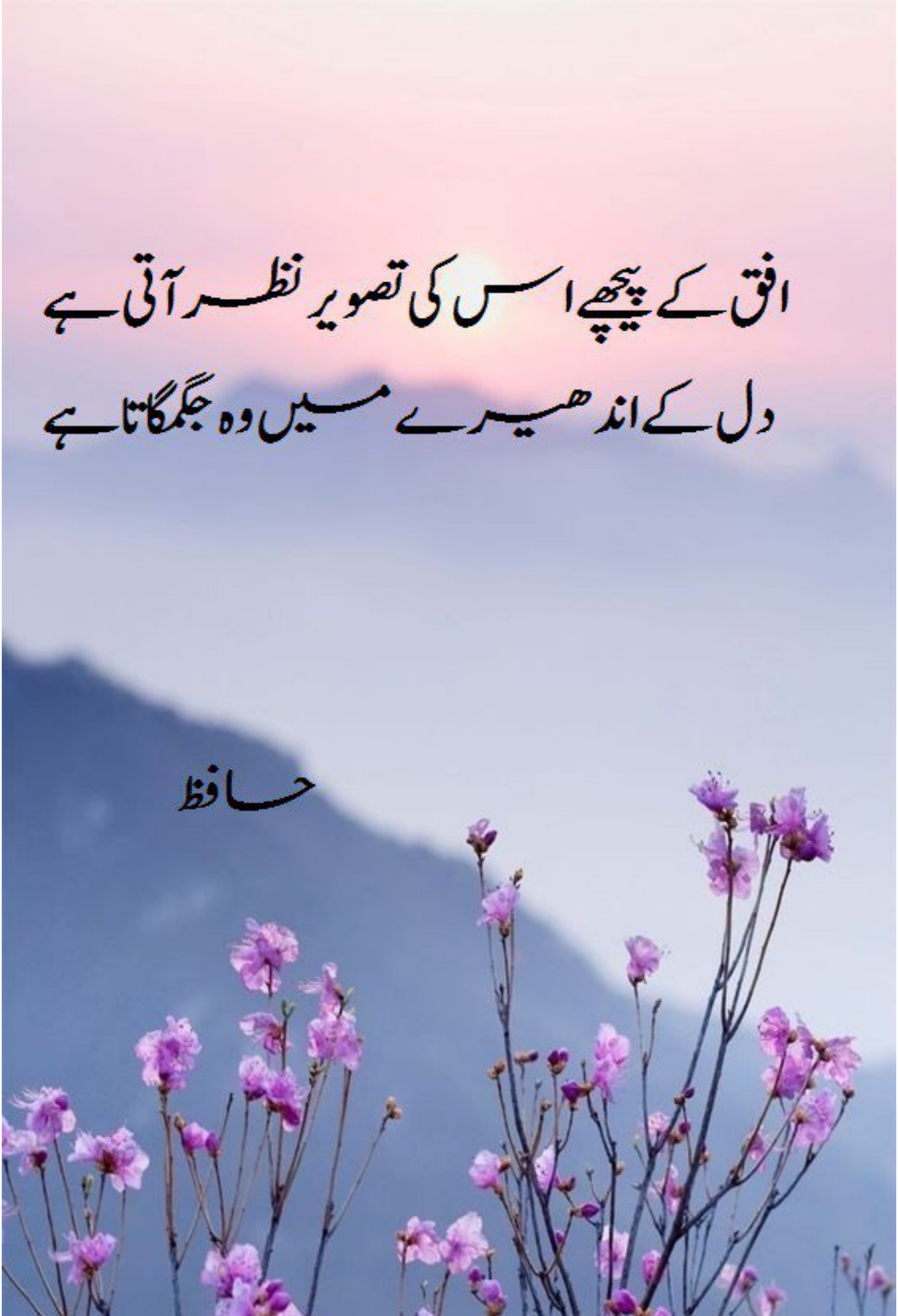
افق کے پیچھے اس کی تصویر نظر آتی ہے
دل کے اندھیرے میں وہ جگمگاتا ہے
حافظ

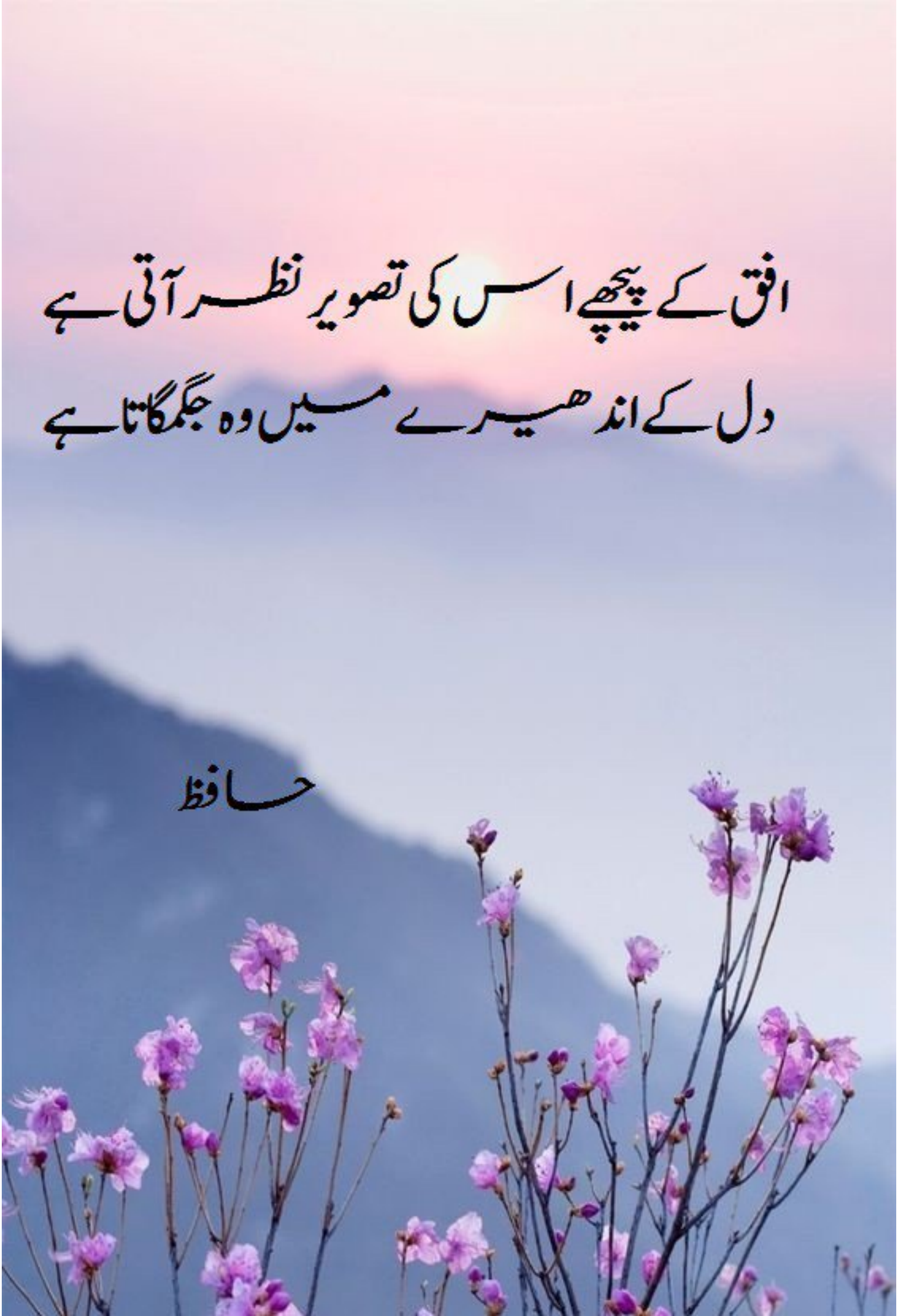
افق کے پیچھے اس کی تصویر نظر آتی ہے
دل کے اندھیرے میں وہ جگمگاتا ہے
حافظ

کوئی دوا دے کر گزر جاو

یاد عا دے کر گزر جاو

مانا مشکل ہے دستور وفا

تم حوصلہ دے کر گزر جاو

حافظ

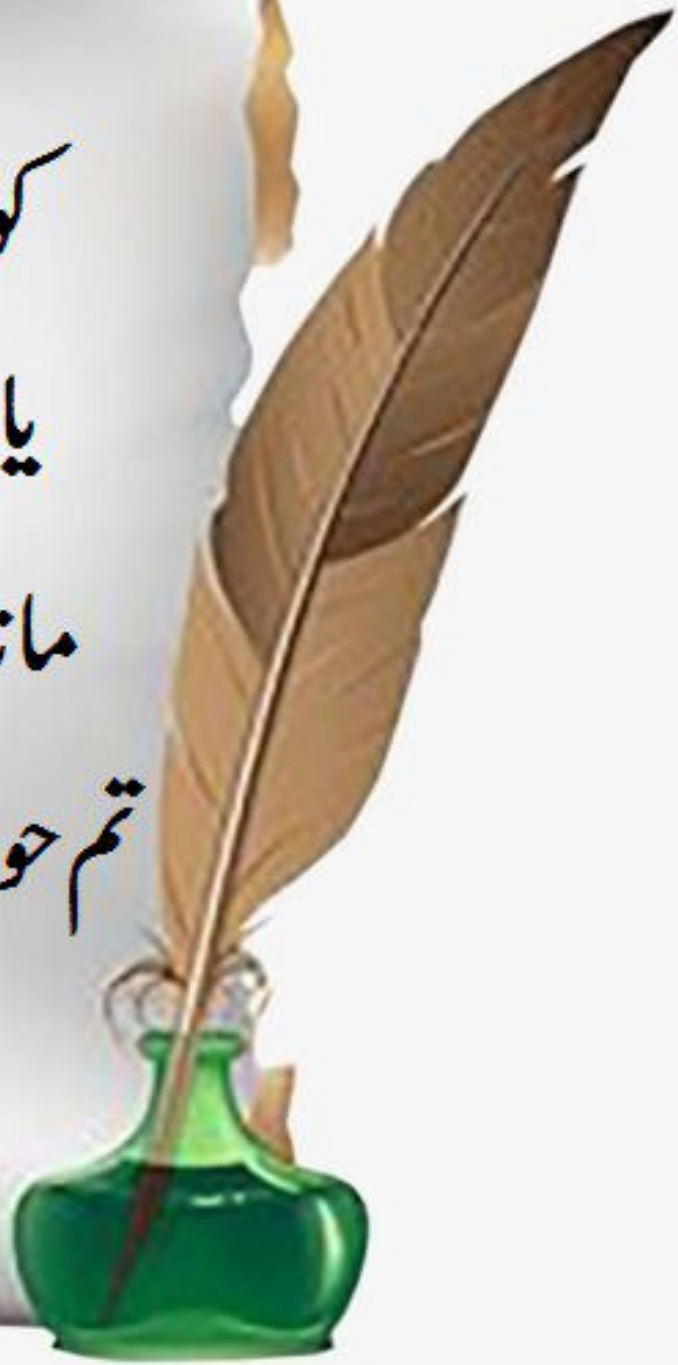

خدا نے رکھا ہے اعمال کا ترازو

لوگوں نے کھائی ہیں میٹھی گولیاں

حافظ

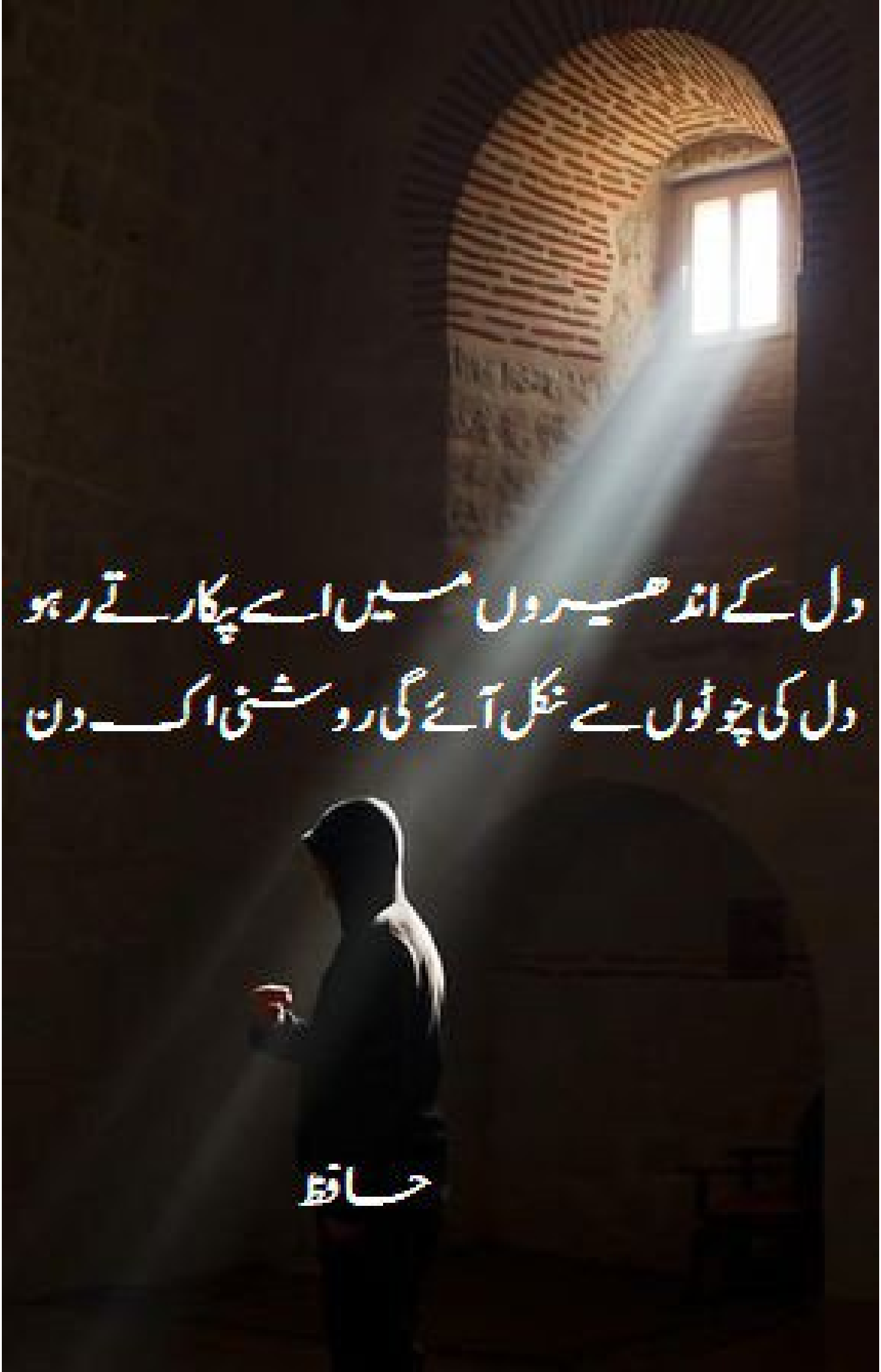
دل کے اندھیروں میں اسے پکارتے رہو
دل کی چوٹوں سے نکل آئے گی روشنی اک دن
حافظ

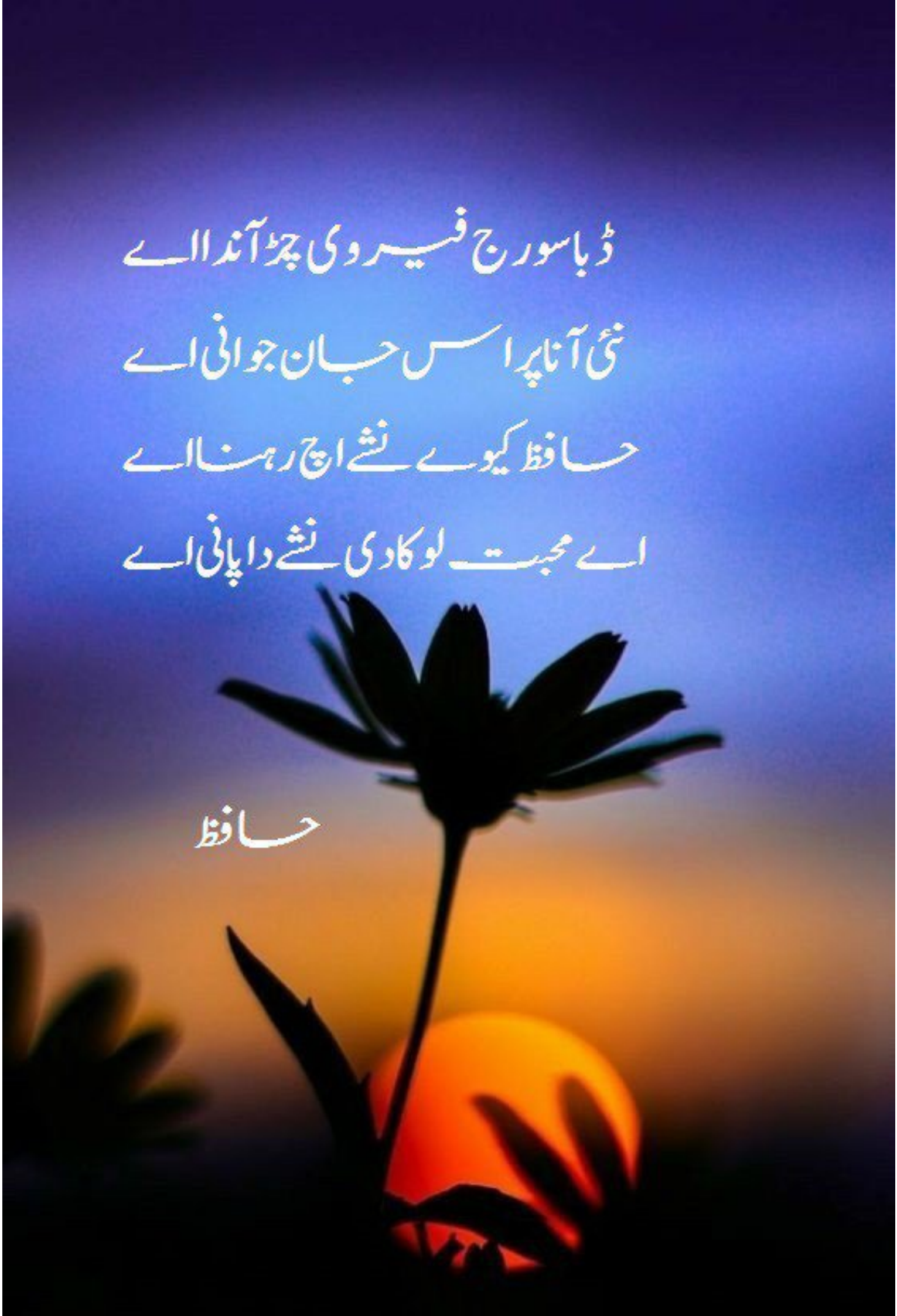
ڈباسورج فیروی چڑ آندا اے
نئی آناپرا اس جان جوانی اے
حافظ کیوے نشے اچ رہنا اے
اے محبت لوکادی نشے دا پانی اے
حافظ

جس دن شام ڈھلے گی
دھر میں احبالا ہو گا

جب بجھیں گے گھروں کے چراغ
شہر میں احبالا ہو گا

حافظ

دور نظر آتی ہے شہر میں جو ٹمٹماتی روشنی
لوگوں نے دل جلا رکھے ہیں اپنے مکانوں میں

حافظ

مری زندگی جلتا چراغ ہے

سانسوں پہ کوئی شاہسوار ہے

جو دھواں پیچھے نظر آتا ہے

میری پرواز کا غبار ہے

حافظ

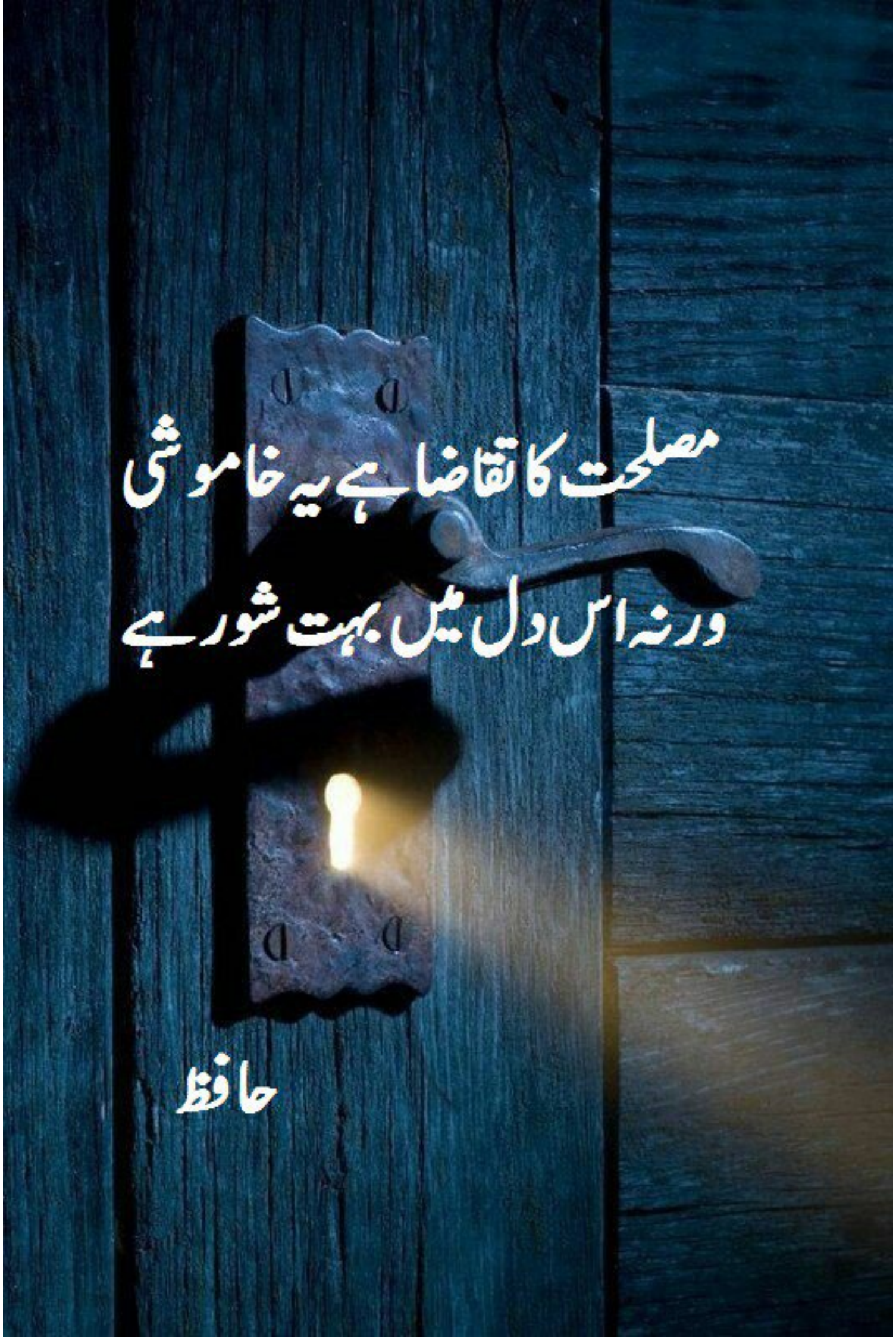
مصلحت کا تقاضا ہے یہ خاموشی
ورنہ اس دل میں بہت شور ہے
حافظ

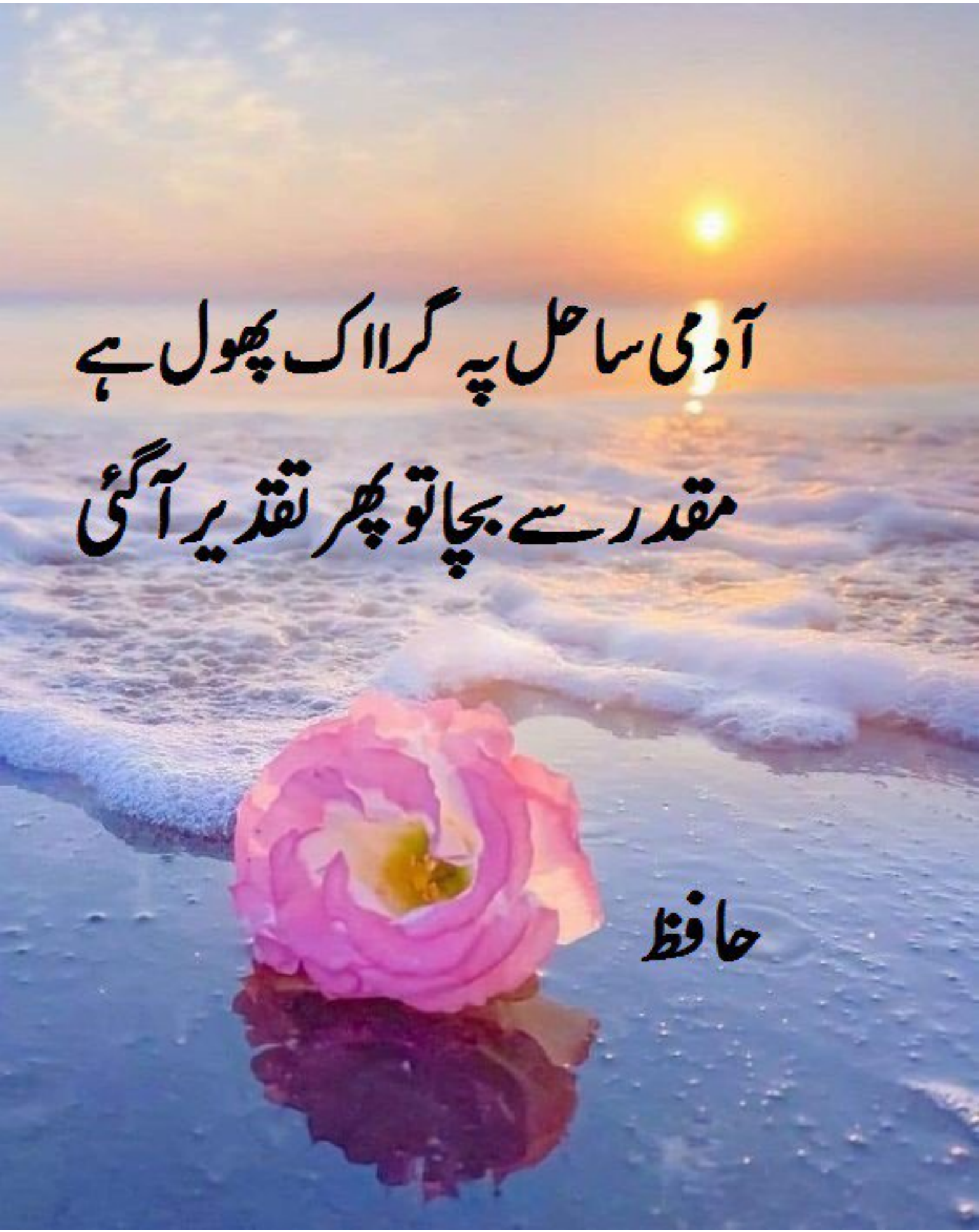
آدمی ساحل پہ گرا اک پھول ہے
مقدر سے بچا تو پھر تقدیر آ گئی
حافظ

حافظ
حافظ نہ پوچھ کبھی حقیقت حال
اللہ کی زمین پہ ترا ہونا اللہ اللہ

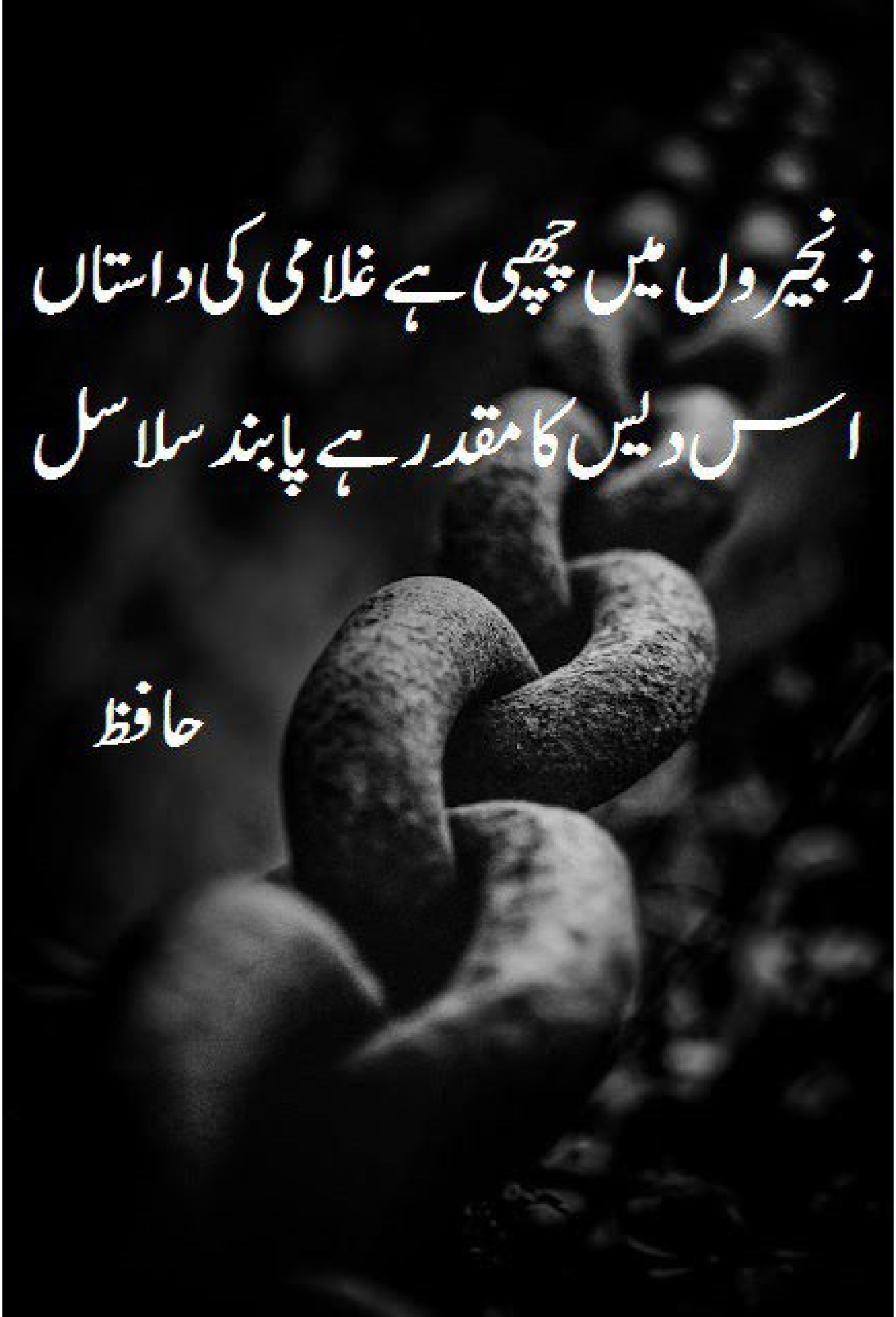
زنجیروں میں چھپی ہے غلامی کی داستاں
اس دیس کا مقدر ہے پابند سلاسل
حافظ

اب دل کے سکون کا مداوا کچھ اور کیجئے

لگاتے ہیں چھوٹ دل پہ تسبیوں کے دانے

حافظ

اپنا خون جگر بیچ کے جن سکوں کو کمایا ہے
دو وقت کی روٹی کے برابر ان کی اوقات نہیں
کھا گیے غریب کے ایام بے نوا چارہ ساز
خستہ حالی میں جی سکے ایسے بھی حالات نہیں

حافظ

تیرے شبستاں کے نیچے لاوہ ابلتا رہا
تم دیکھتے رہے اور آشیاں جلتا رہا
کھا گئی شجر کو اسی چمن کی دیمک
سوکھے پتوں سے گلستاں بھرتا رہا

حافظ

ہوتے نہیں پیدا دانشور ملتے ہیں معیشت دان

محو فکر و حیراں پھرتے ہیں آٹے اور دال میں

حافظ

ہوتے نہیں پیدا دانشور ملتے ہیں معیشت دان

محو فکر و حیراں پھرتے ہیں آٹے اور دال میں

حافظ

حافظ

پرندے چہچہاتے ہوئے اچھے لگتے ہیں

ستارے جگمگاتے ہوئے اچھے لگتے ہیں

خدا نے بخشا ہے بندوں کو اختیار

انسان مسکراتے ہوئے اچھے لگتے ہیں

مری دعا ہے انجام بخیر ہو
اے زندگی ترا اختتام بخیر ہو
جانے والوں کو کہہ دو خدا حافظ
آنے والو تمھیں سلام بخیر ہو

حافظ

تری یاد کے لیے کوئی لمحہ مختص کرلوں
گر رہے ہیں پتے شجر حیات سے لمحہ لمحہ
حافظ

مری تجھ سے ہزار شکایتیں سہی لیکن
اے زندگی تو خوبصورت لگتی ہے
حافظ

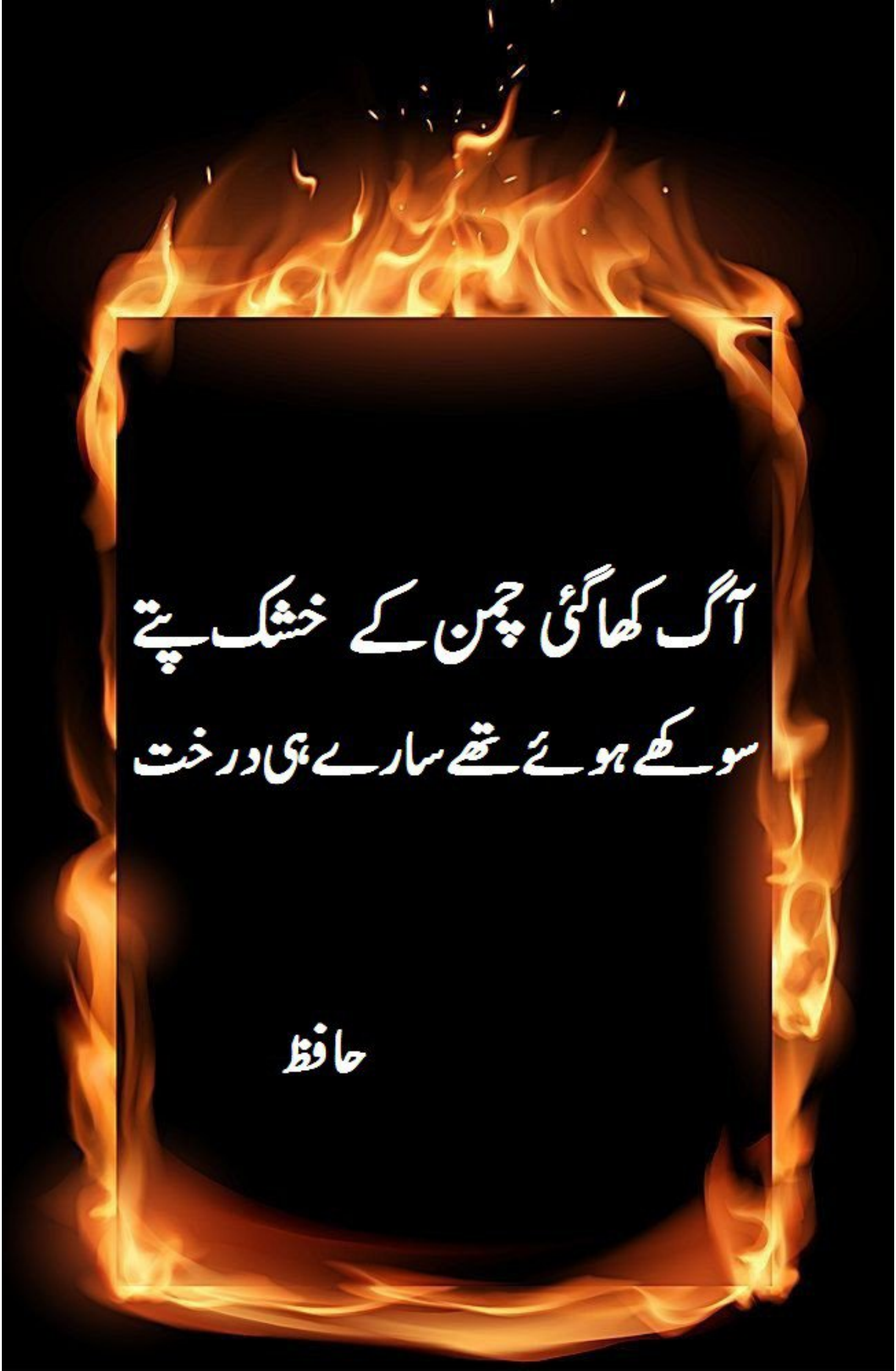
آگ کھا گئی چمن کے خشک پتے
سوکھے ہوئے تھے سارے ہی درخت
حافظ

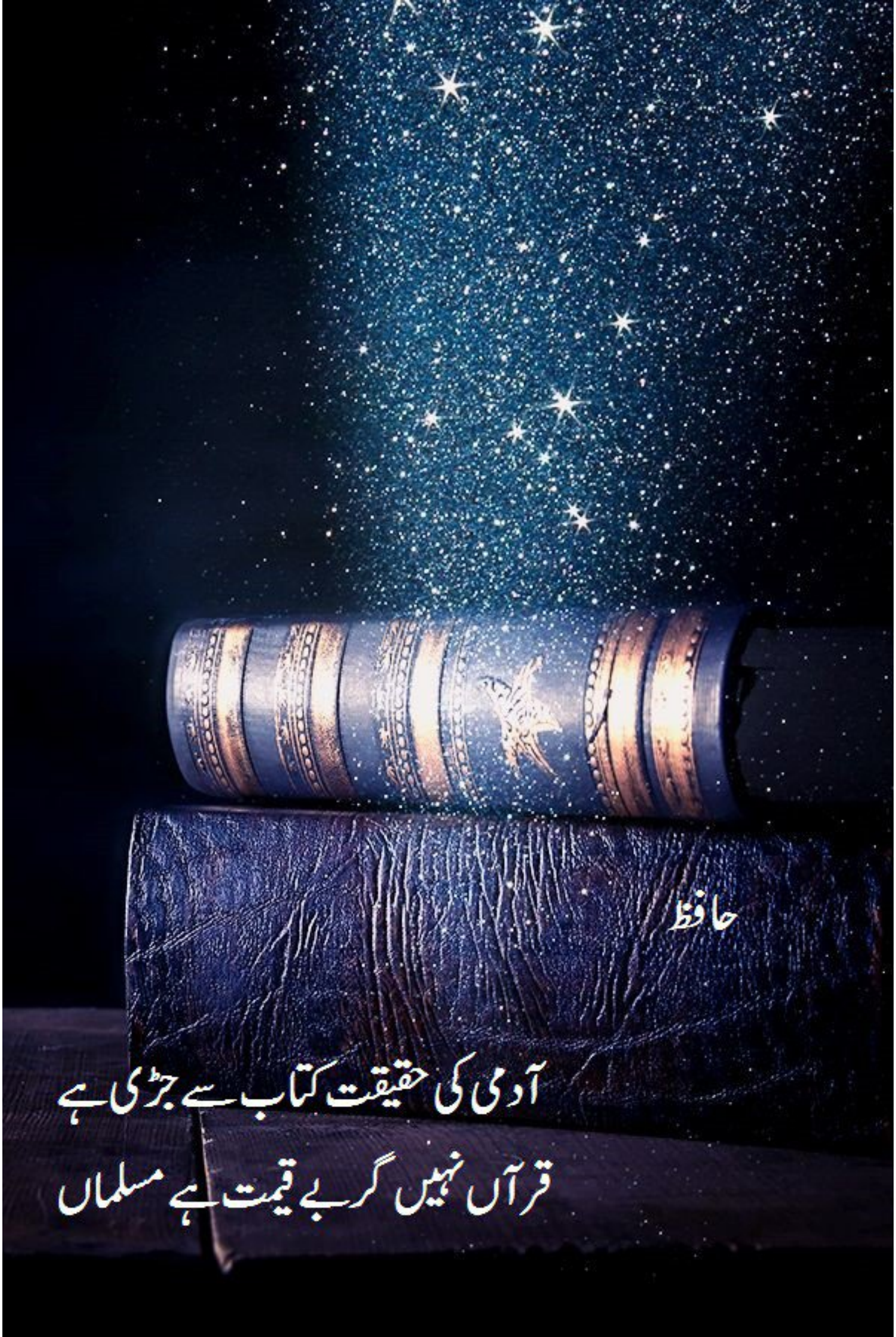
حافظ
آدمی کی حقیقت کتاب سے جڑی ہے
قرآں نہیں گر بے قیمت ہے مسلماں

جذبوں میں تھکاوٹ ہے

دلوں میں عداوت ہے

لوگ زندہ تو ہیں مگر

اپنی اپنی چاہت ہے

نہ گرائے غرض کے بت

احساس میں گراوٹ ہے

جینے کے لیے اتنا کچھ

مرنے سے ہچکچاہٹ ہے

حوس کے سامنے کانپتے ہیں

آدمی پہ تھرتھراہٹ ہے

اے وقت نہ دیکھ مجھے ایسے

بڑی ظالم تری مسکراہٹ ہے

حافظ

حافظ
اسی آگ میں حرارت باقی ہے
جو شمع تو نے جلائی امید کی

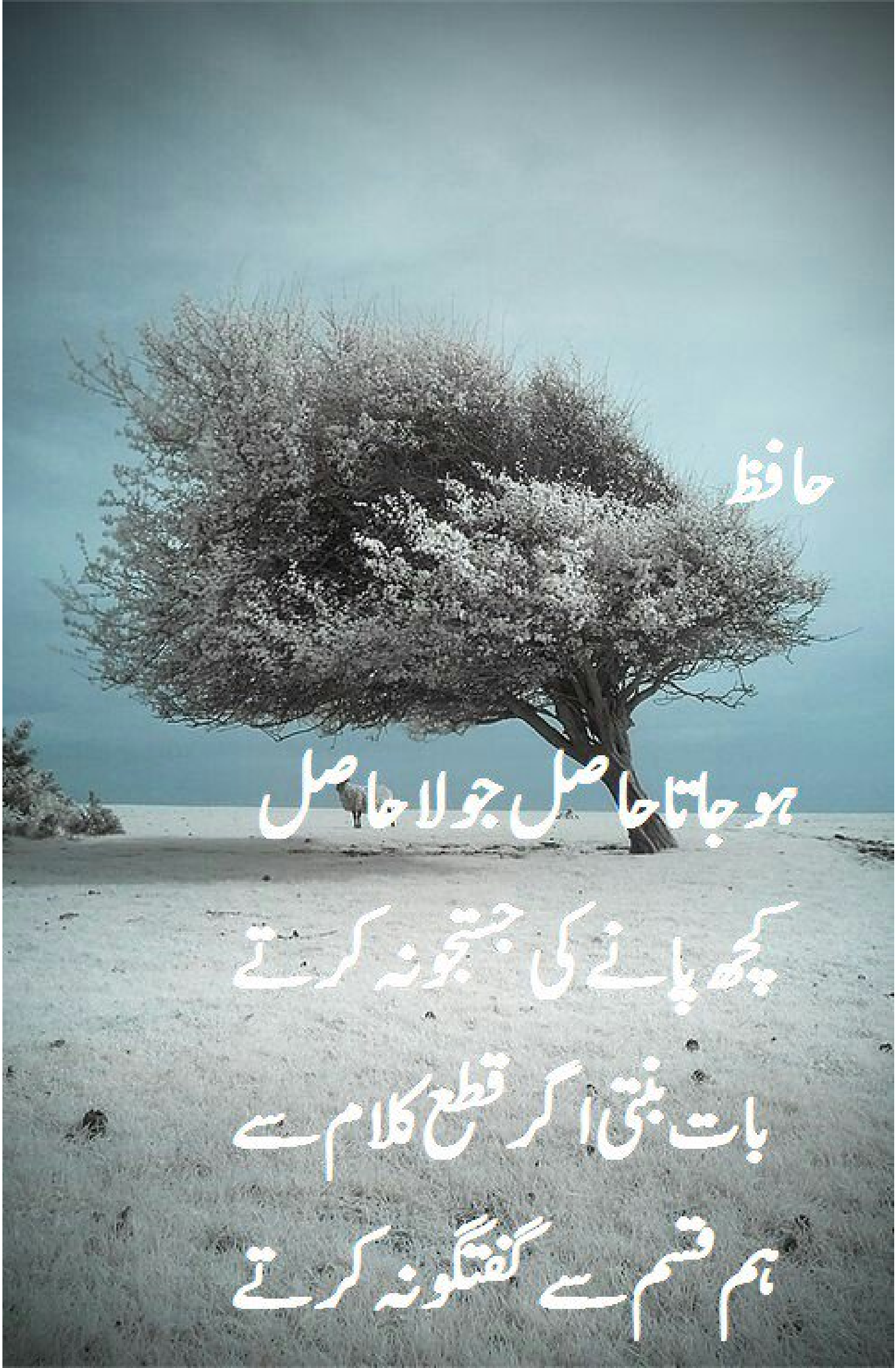
حافظ
ہو جاتا حاصل جو لاحاصل
کچھ پانے کی جستجو نہ کرتے
بات بنتی اگر قطع کلام سے
ہم قسم سے گفتگو نہ کرتے

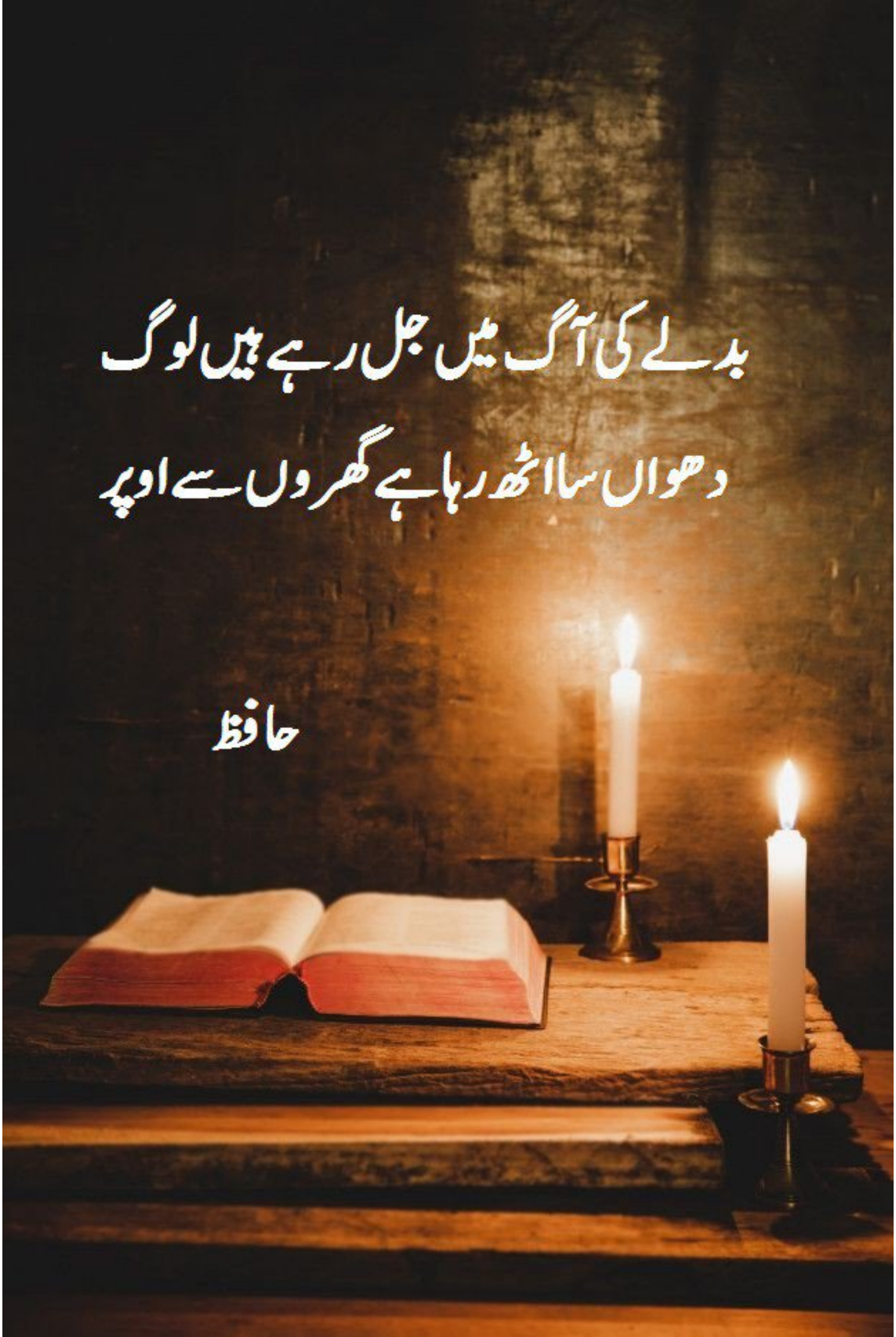
بدلے کی آگ میں جل رہے ہیں لوگ
دھواں سا اٹھ رہا ہے گھروں سے اوپر
حافظ

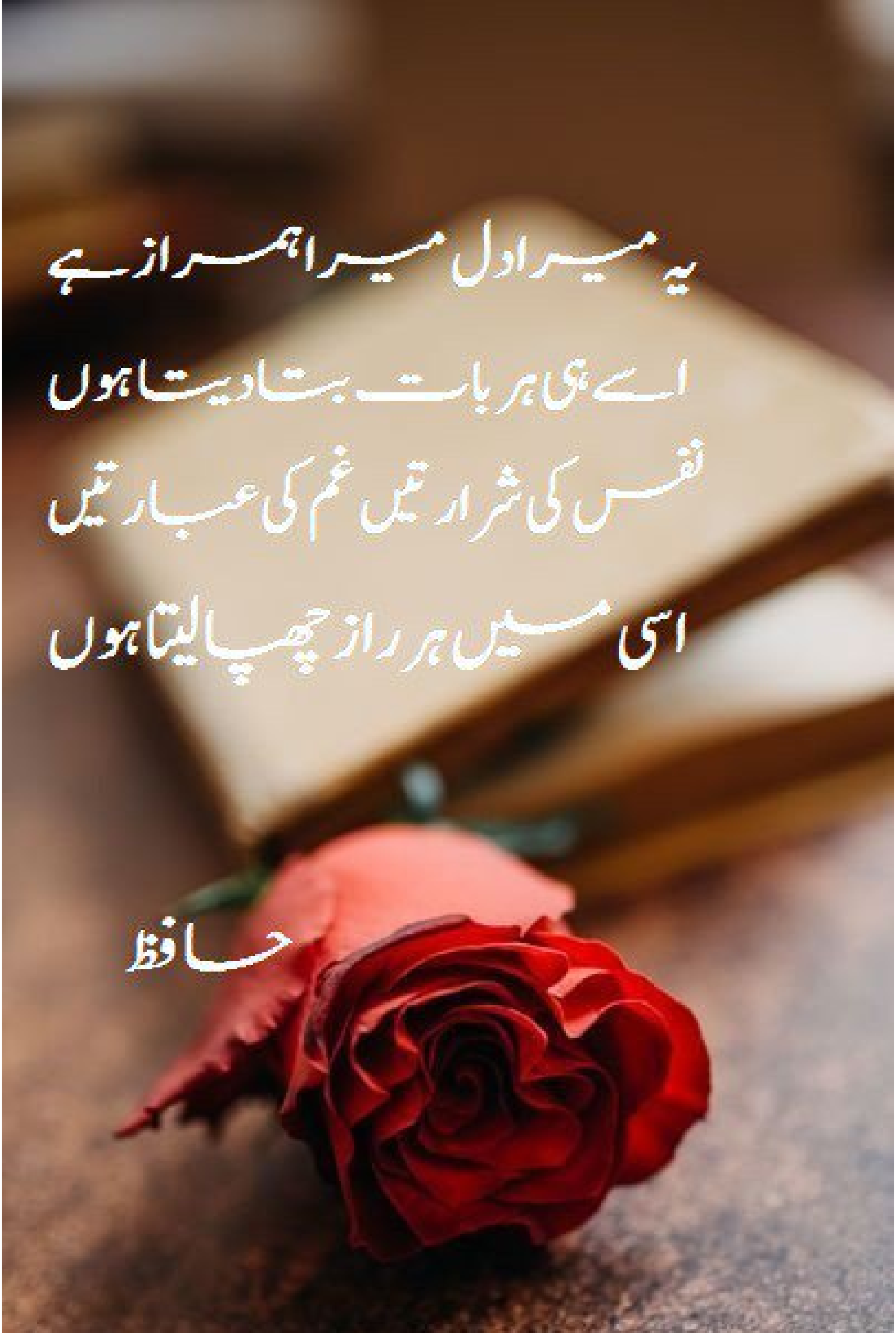
یہ میرا دل میرا ہمراز ہے
اسے ہی ہر بات بتا دیتا ہوں
نفس کی شرارتیں غم کی عبارتیں
اسی میں ہر راز چھپا لیتا ہوں
حافظ

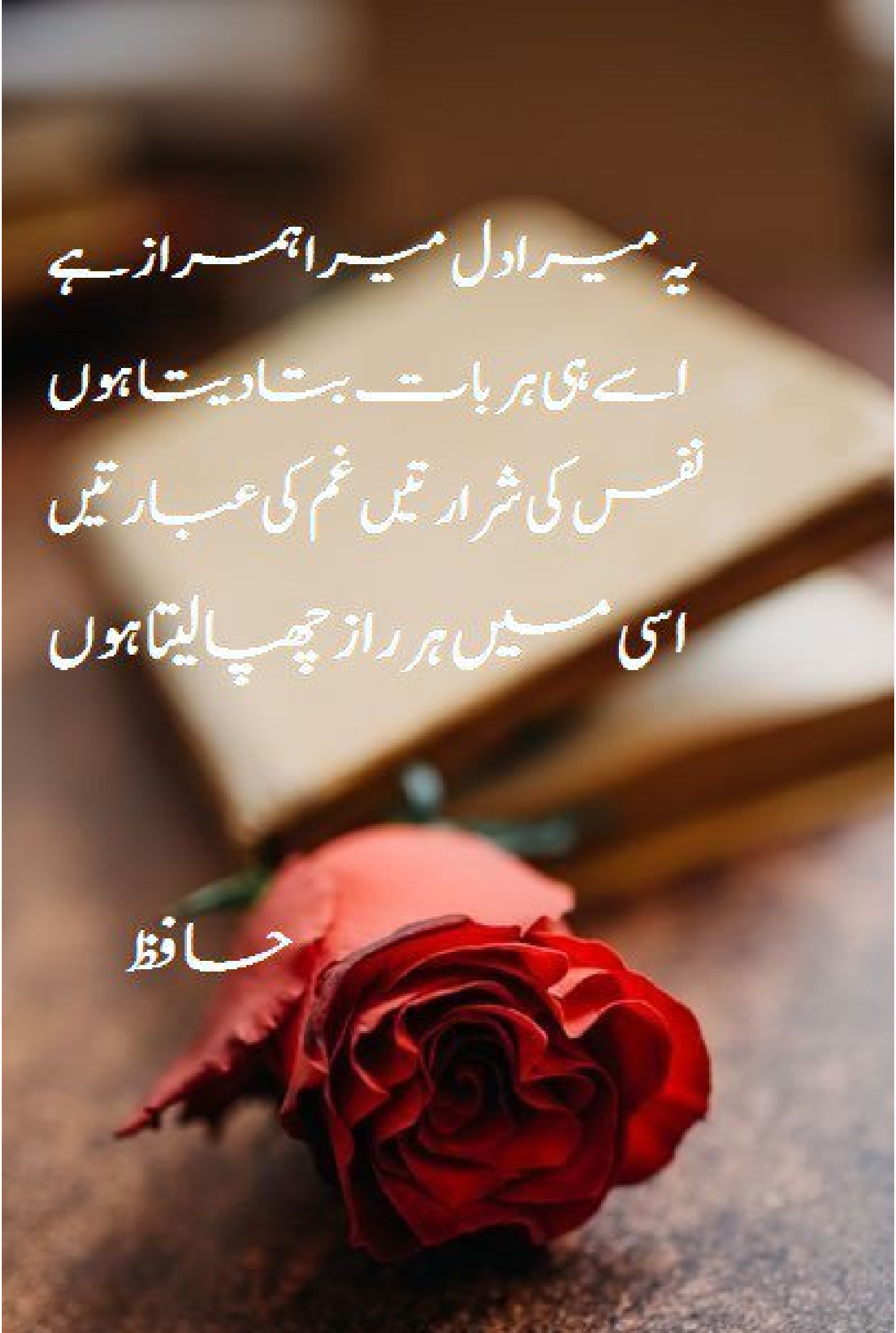
یہ میرا دل میرا ہمراز ہے
اسے ہی ہر بات بتا دیتا ہوں
نفس کی شرارتیں غم کی عبارتیں
اسی میں ہر راز چھپا لیتا ہوں
حافظ

قیامت کی نشانی ہے زمانے کی گردش

انسانیت بے خبر ہے اپنے انجام سے

دفن ہیں مٹی میں انصاف کے فیصلے

زمیں جانتی ہے ہر شخص کو اس کے نام سے

حافظ

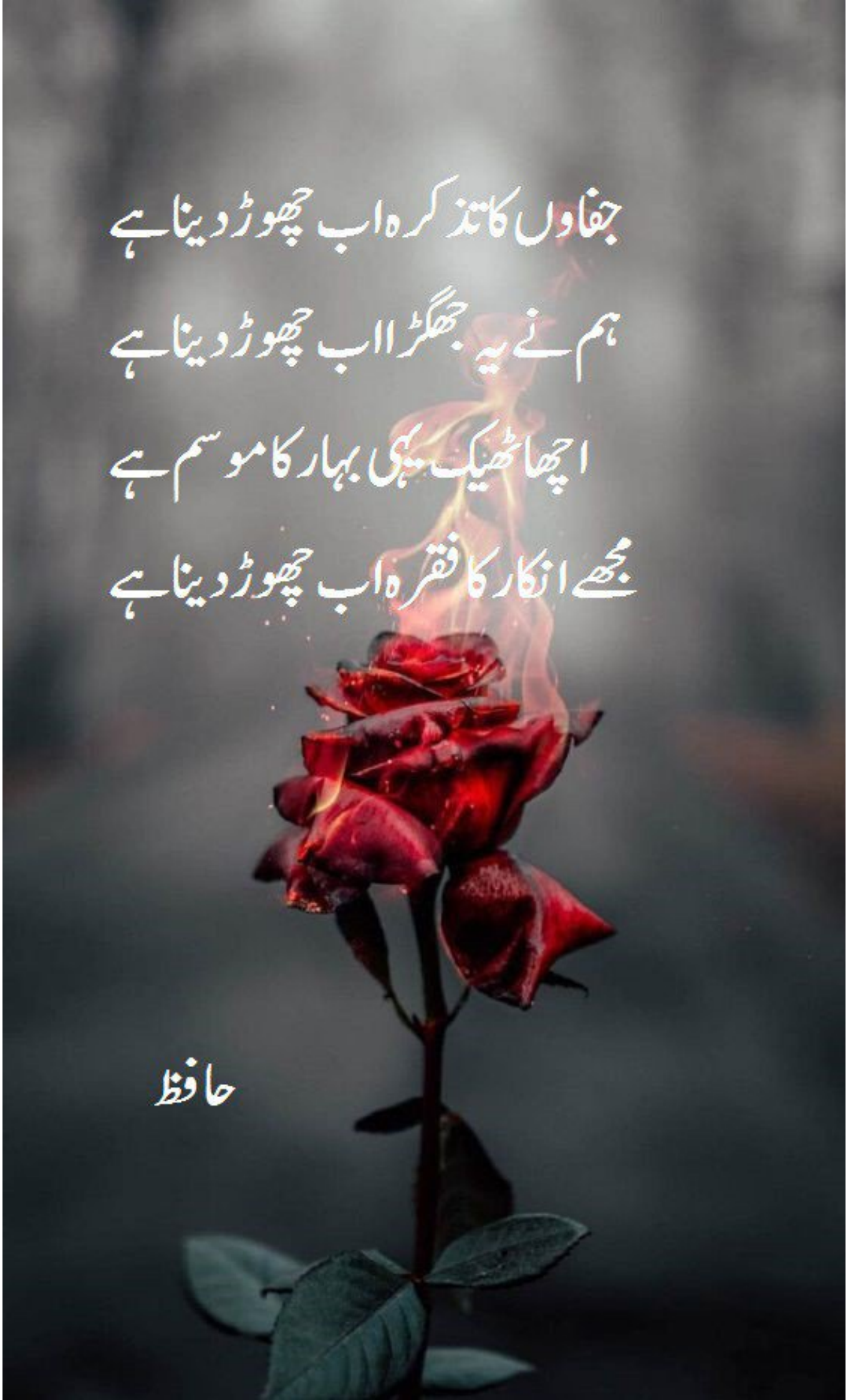
جفاوں کا تذکرہ اب چھوڑ دینا ہے
ہم نے یہ جھگڑا اب چھوڑ دینا ہے
اچھا ٹھیک یہی بہار کا موسم ہے
مجھے انکار کا فقرہ اب چھوڑ دینا ہے
حافظ

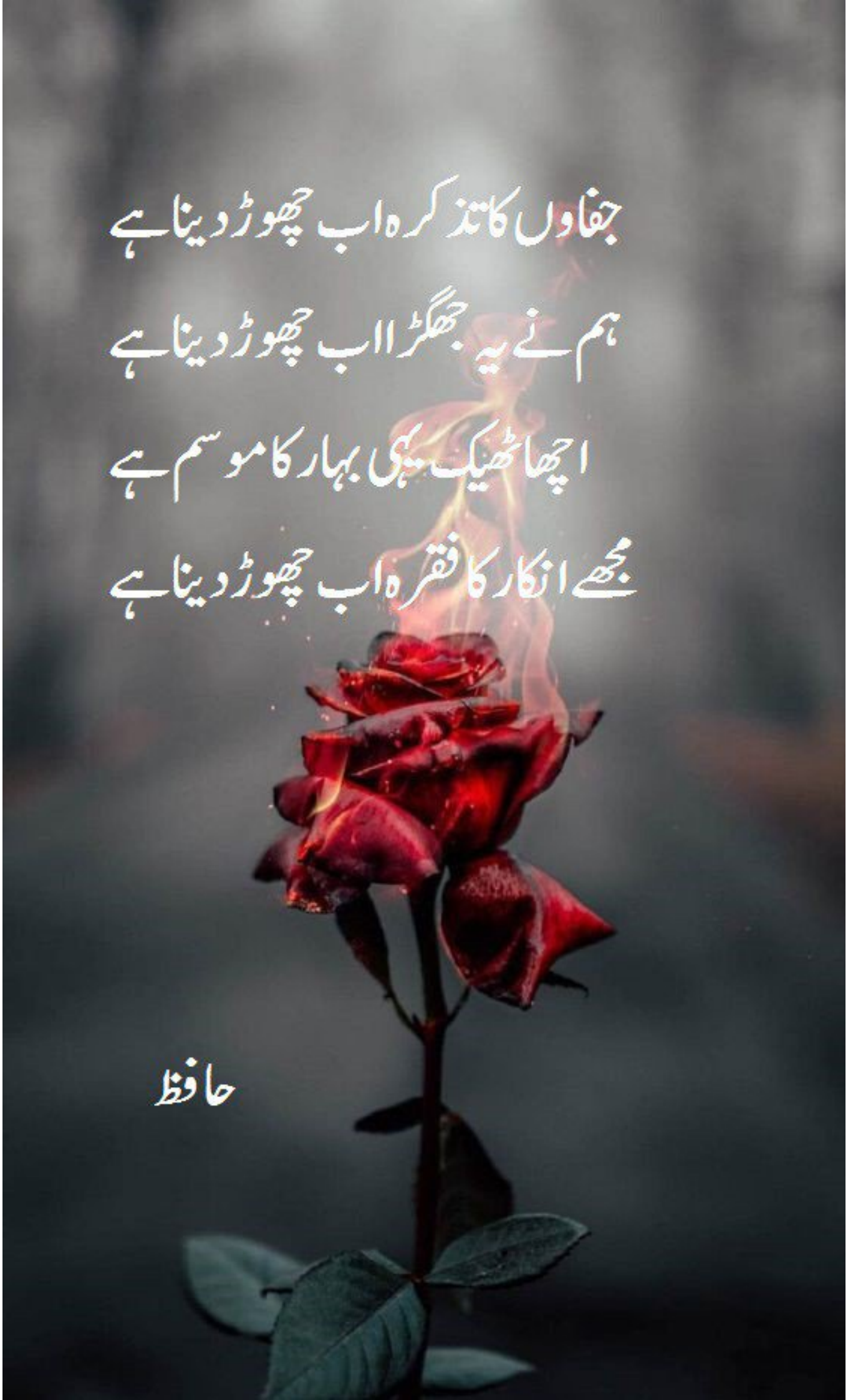
جفاوں کا تذکرہ اب چھوڑ دینا ہے
ہم نے یہ جھگڑا اب چھوڑ دینا ہے
اچھا ٹھیک یہی بہار کا موسم ہے
مجھے انکار کا فقرہ اب چھوڑ دینا ہے
حافظ

اے خدا دعا میں اثر کیسے لاؤں میں

اپنی قضاؤں کی قصر کیسے لاؤں میں

چند روز باقی ہیں ایام کے طشت میں

زندگی گزارنے کا ہنر کیسے لاؤں میں

حافظ

کوئی پوچھے دل کی دیوانگی سے
تجھ میں کتنی برداشت ہے اور

حافظ

تیرا یہ قلم ترے کن کا محتاج ہے
ورنہ مقدر کی لڑائی میں مارے جاتے لوگ
حافظ

زمانے بدل گئے اس کی شان نرالی ہے

الم سے والناس تک گزری گئی اقوام

حافظ

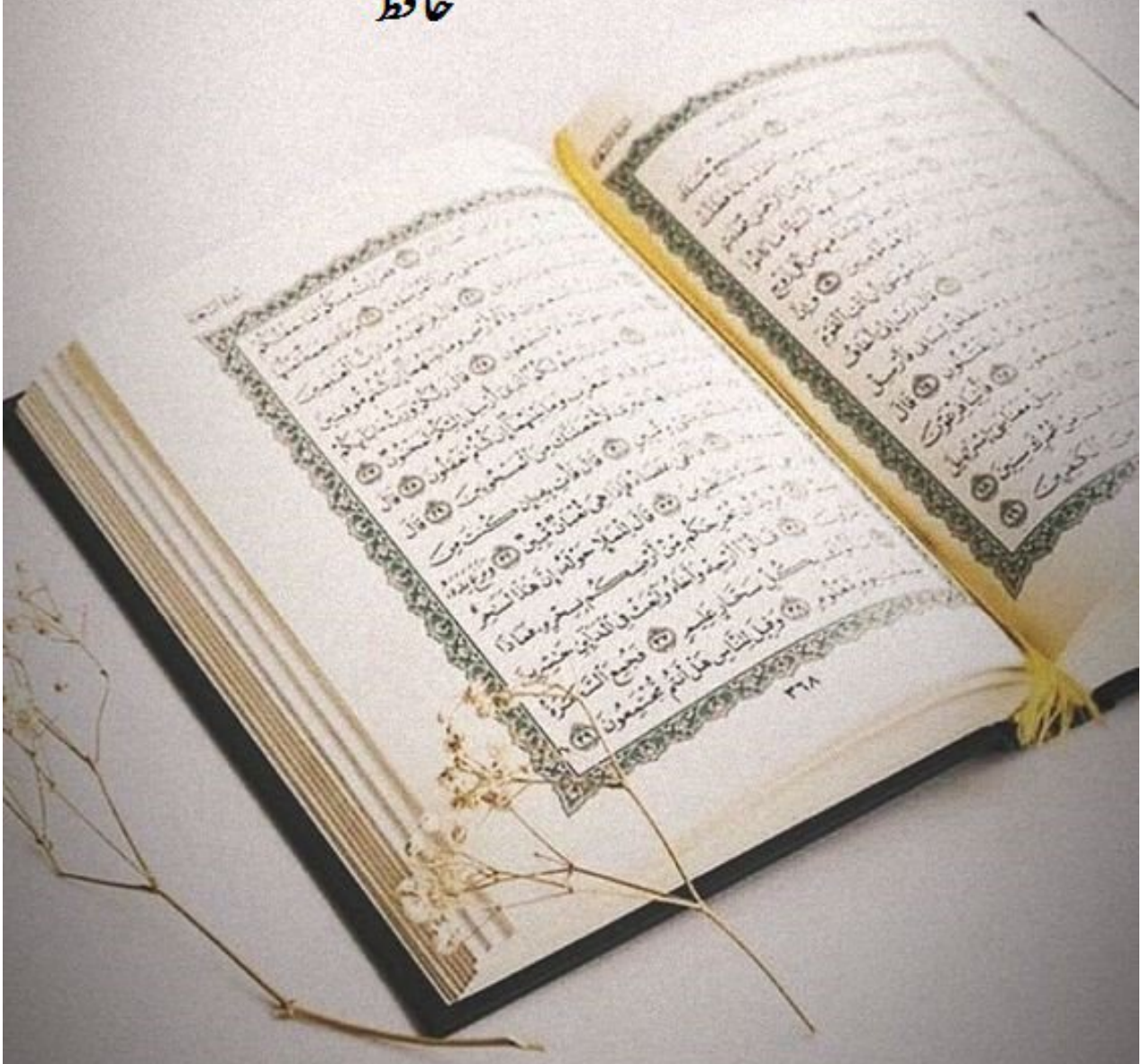

حافظ

ایسا نہ ہو دیر ہو جائے
اے مرے شہر کے لوگو
نہ کہیں اندھیر ہو جائے
اے مرے شہر کے لوگو

Luca Pierro stocksy.com/771175

حافظ

ایسا نہ ہو دیر ہو جائے
اے مرے شہر کے لوگو
نہ کہیں اندھیر ہو جائے
اے مرے شہر کے لوگو

Luca Pierro stocksy.com/771175

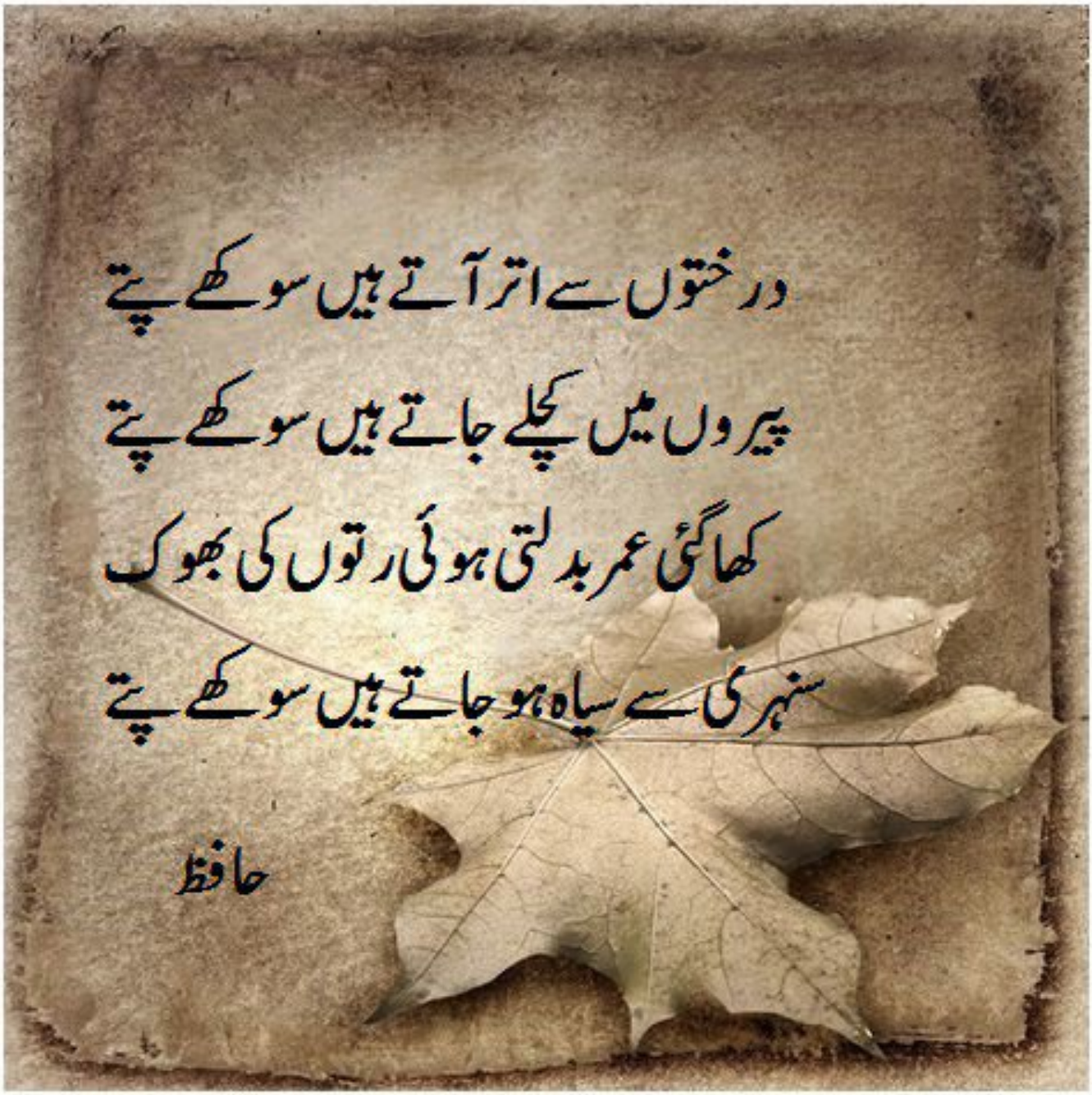
درختوں سے اتر آتے ہیں سوکھے پتے
پیروں میں کچلے جاتے ہیں سوکھے پتے
کھا گئی عمر بدلتی ہوئی رتوں کی بھوک
سنہری سے سیاہ ہو جاتے ہیں سوکھے پتے
حافظ

کسی انقلاب کی نوید ہے یہ لال رنگ
دل سے ٹپک رہے ہیں خون کے قطرے

حافظ

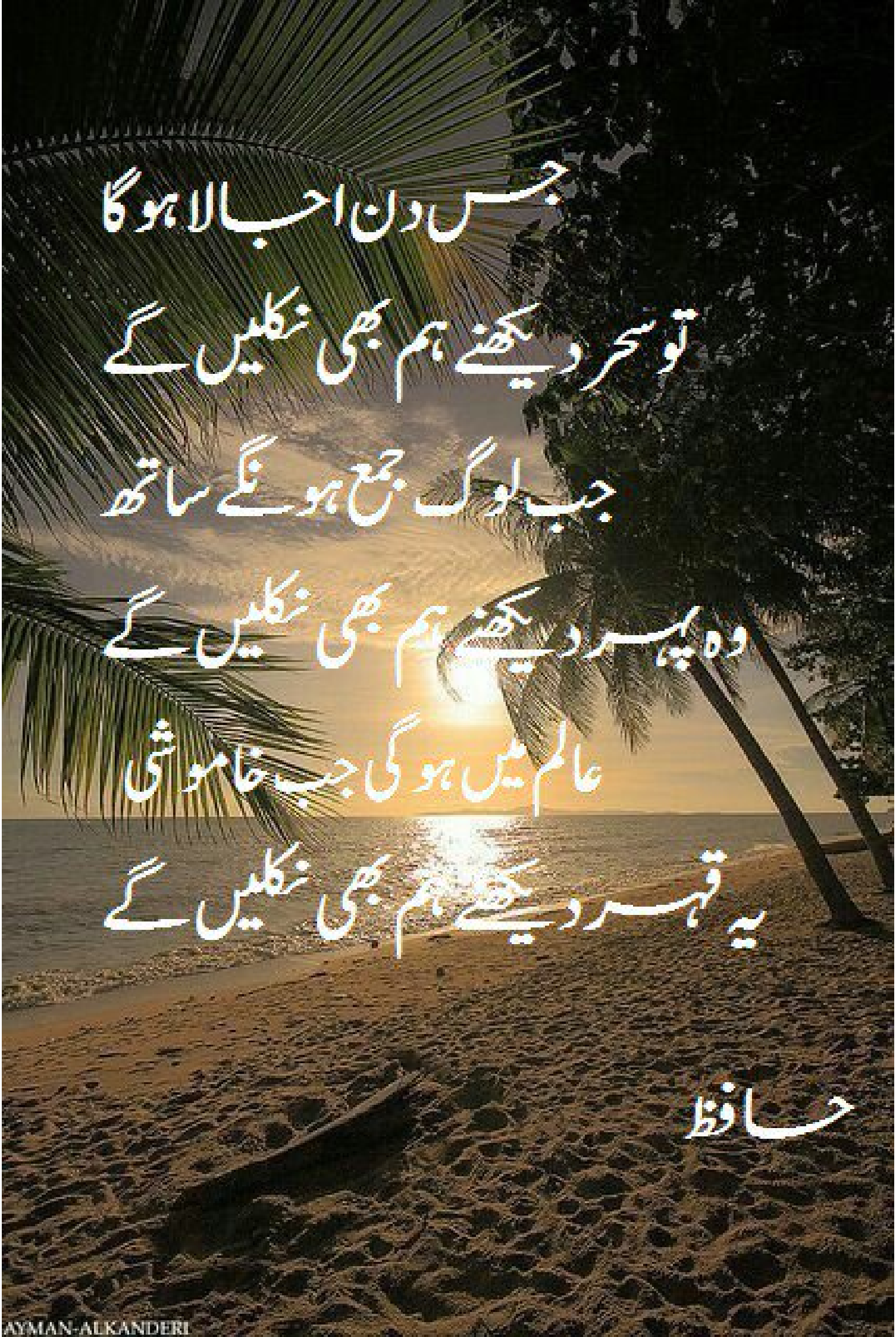
جس دن احبالا ہو گا
تو سحر دیکھنے ہم بھی نکلیں گے
جب لوگ جمع ہونگے ساتھ
وہ پھر دیکھنے ہم بھی نکلیں گے
عالم میں ہو گی جب خاموشی
یہ قہر دیکھنے ہم بھی نکلیں گے
حافظ
AYMAN-ALKANDERI

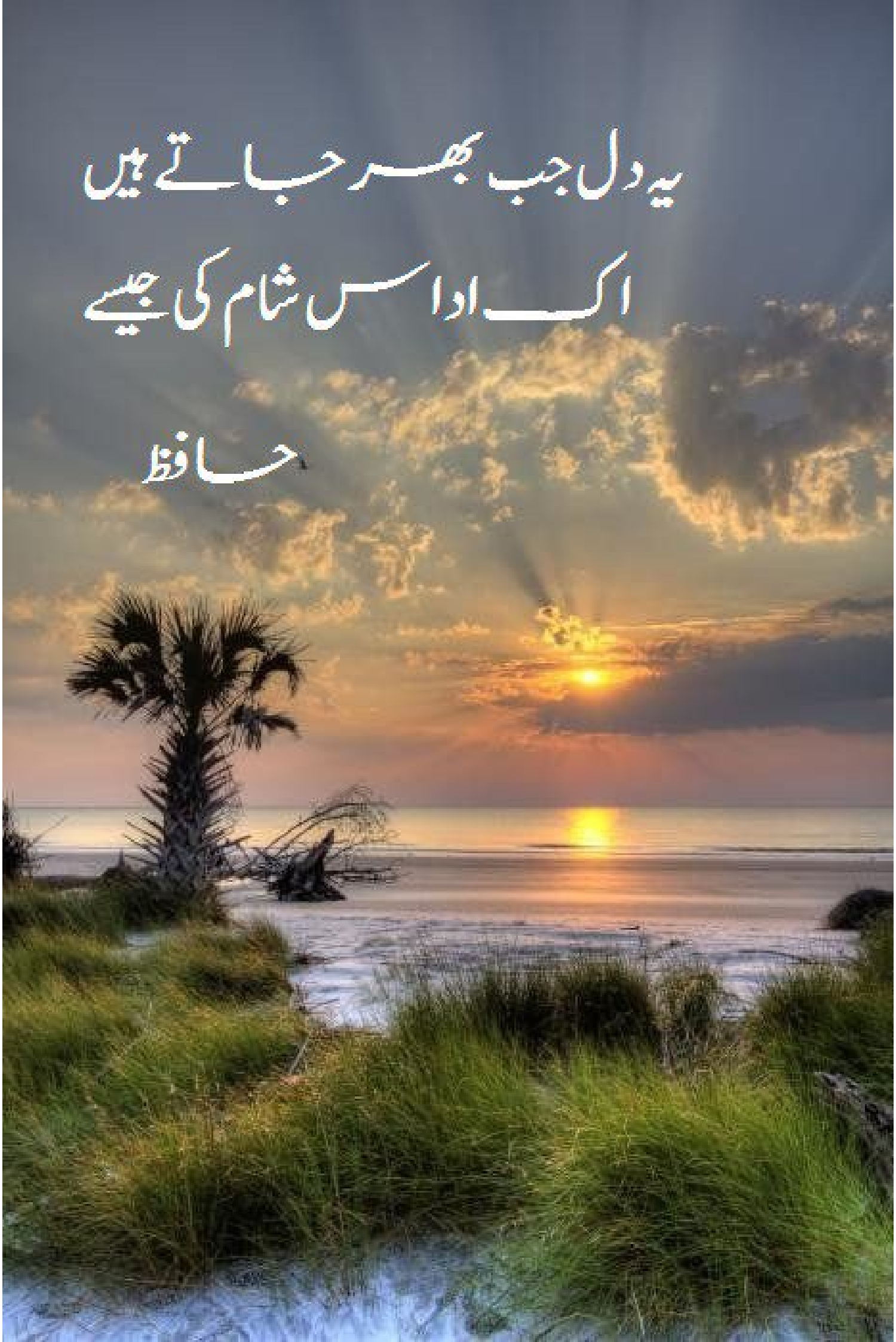
یہ دل جب بھر جاتے ہیں
اک اداس شام کی جیسے
حافظ

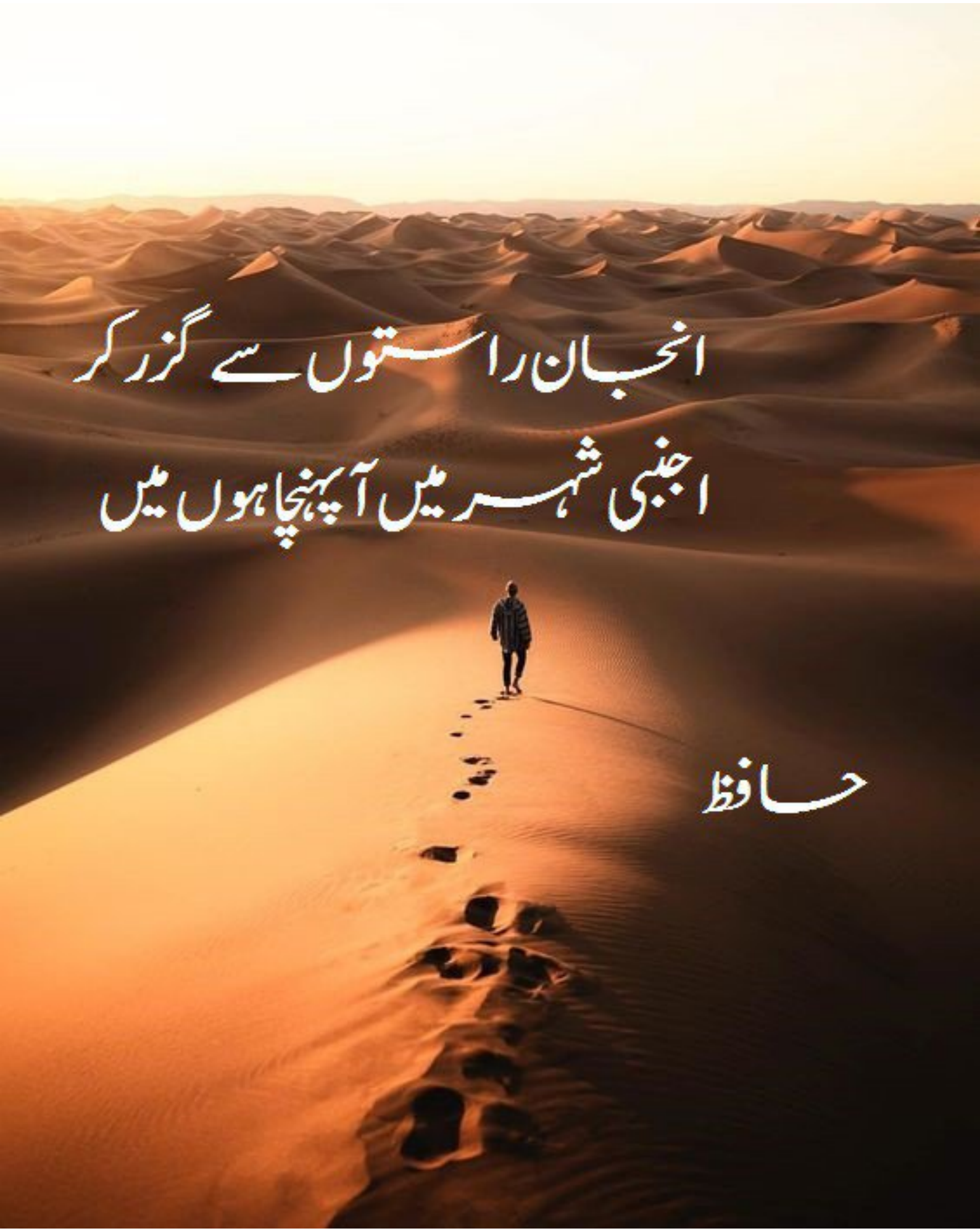
انجان راستوں سے گزر کر
اجنبی شہر میں آپہنچا ہوں میں
حافظ

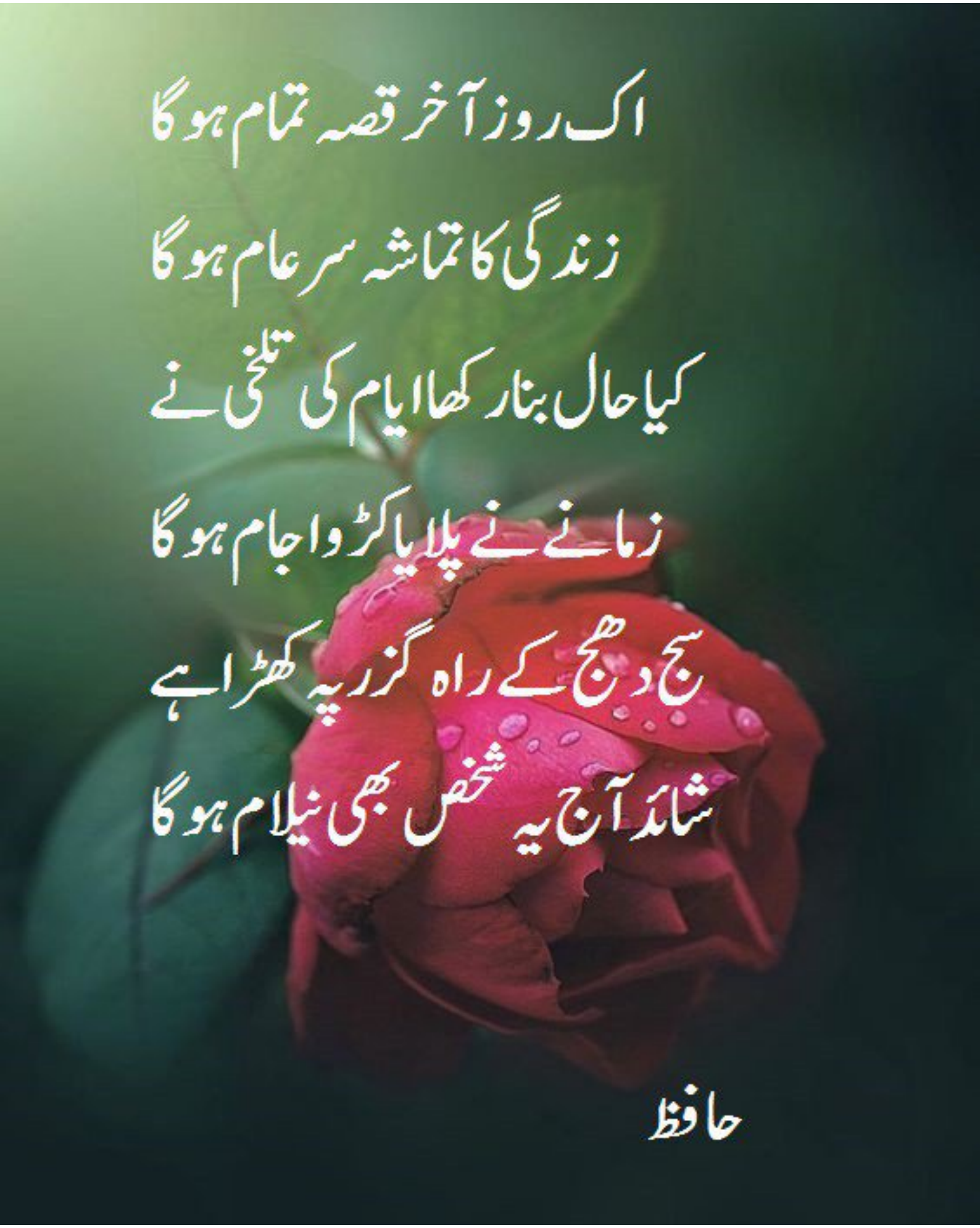
اک روز آخر قصہ تمام ہو گا
زندگی کا تماشہ سر عام ہو گا
کیا حال بنا رکھا ایام کی تلخی نے
زمانے نے پلایا کڑوا جام ہو گا
سج دھج کے راہ گزر پہ کھڑا ہے
شائد آج یہ شخص بھی نیلام ہو گا
حافظ

لوگ عقیدت سے جلاتے ہیں مجھے

میں اک چراغ ہوں کسی مزار کا

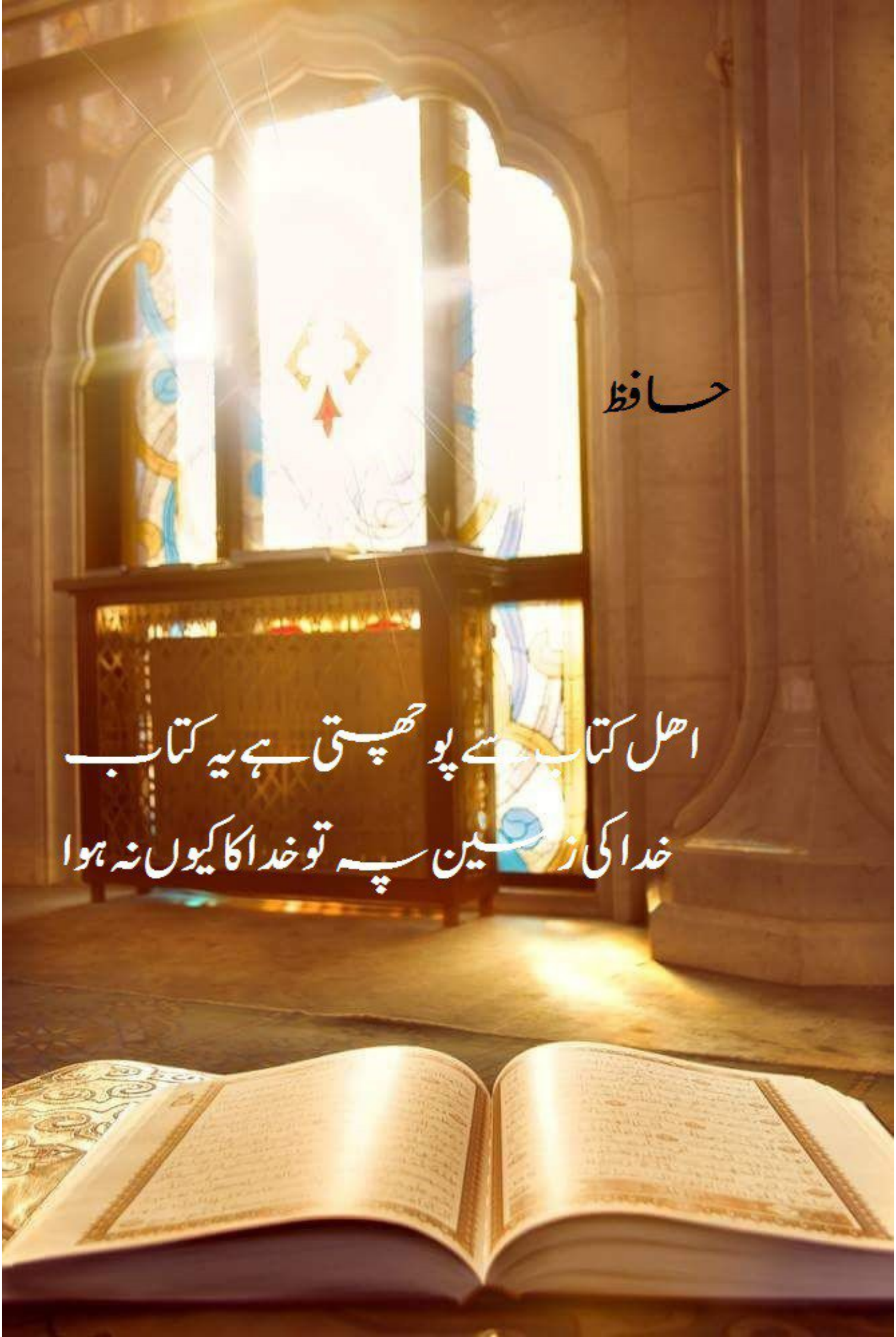
حافظ
اہل کتاب سے پوچھتی ہے یہ کتاب
خدا کی زمین پہ تو خدا کا کیوں نہ ہوا

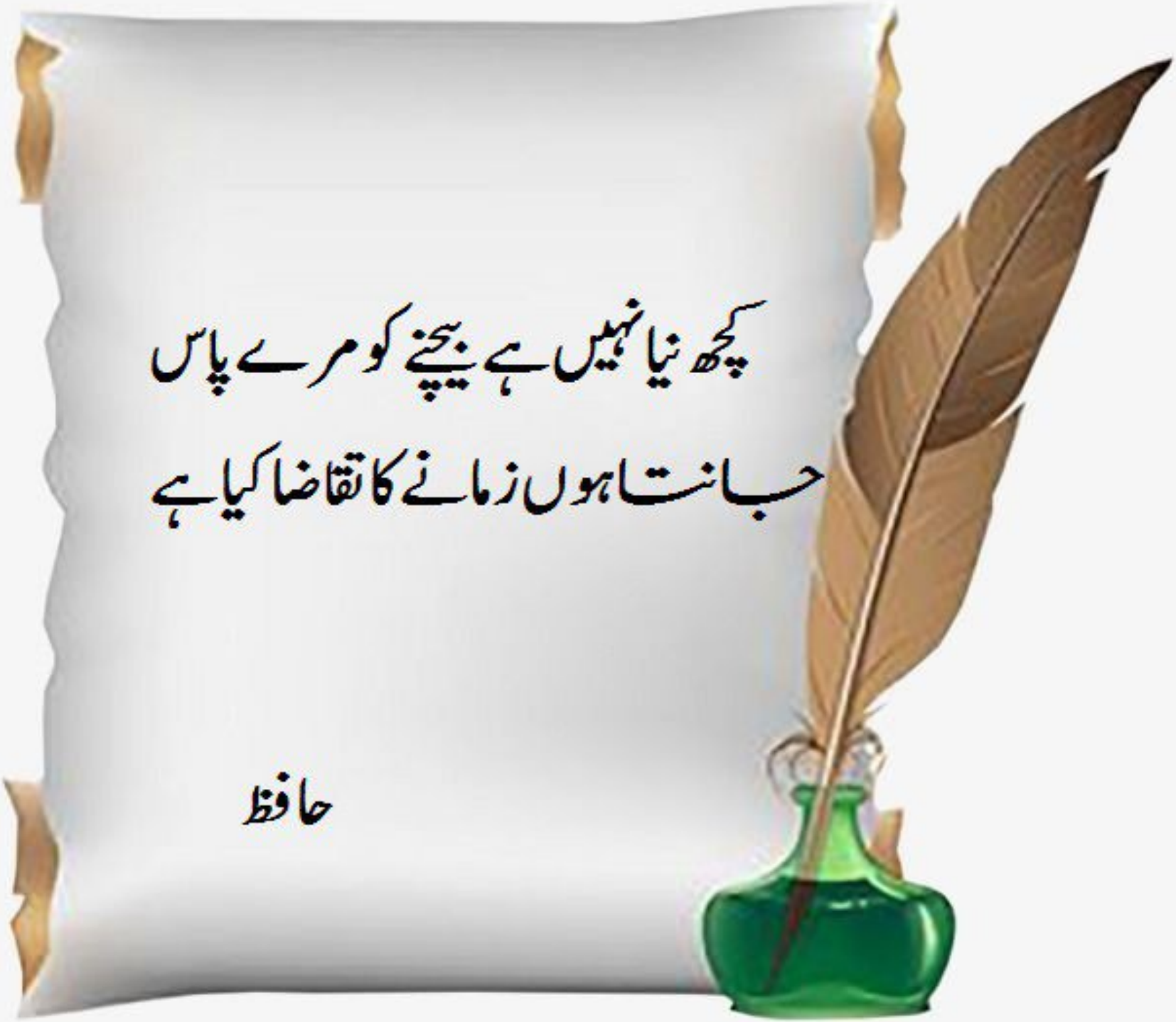
کچھ نیا نہیں ہے بیچنے کو مرے پاس
جانتا ہوں زمانے کا تقاضا کیا ہے
حافظ

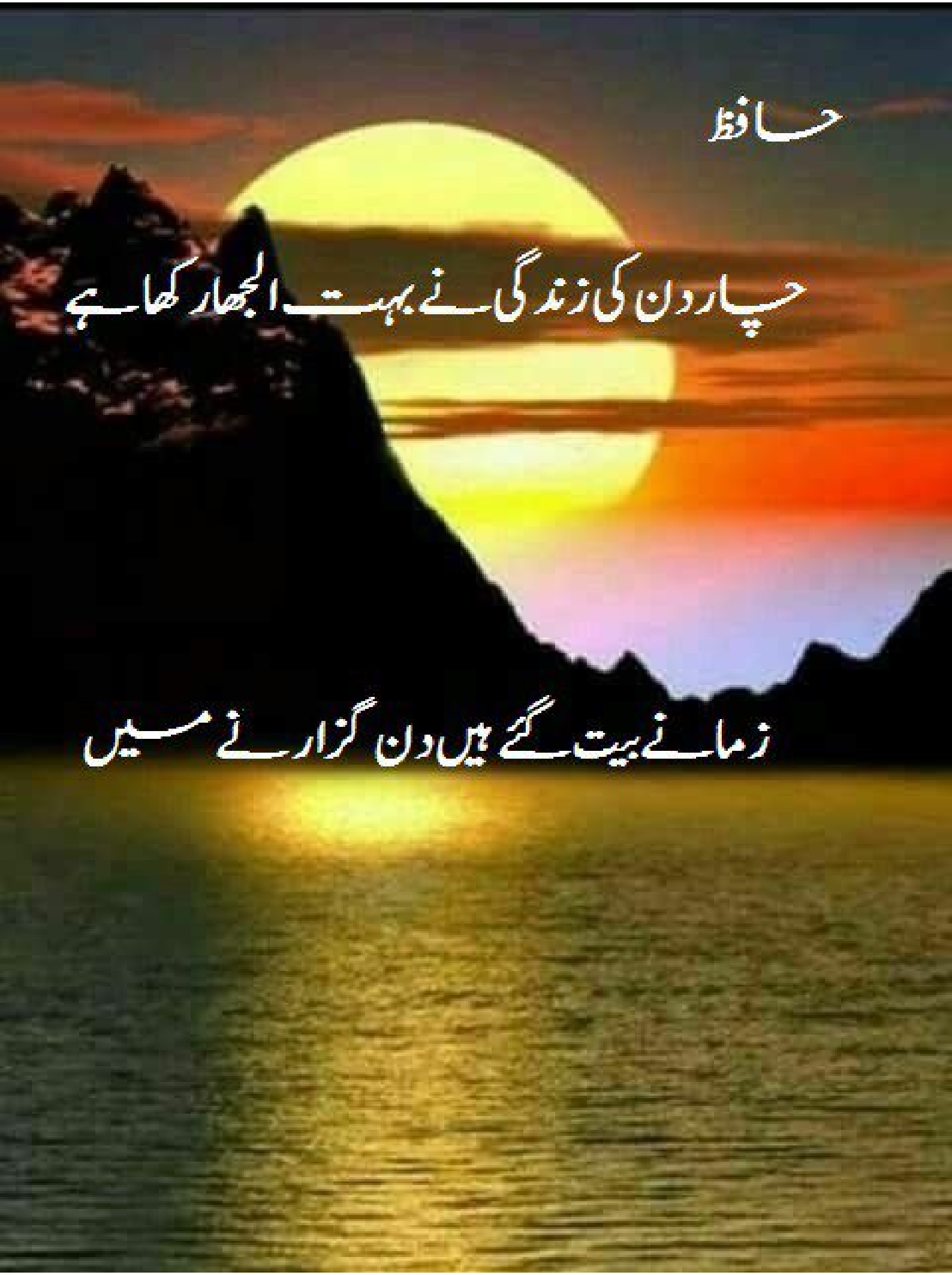
حافظ
چار دن کی زندگی نے بہت الجھا رکھا ہے
زمانے بیت گئے ہیں دن گزارنے میں

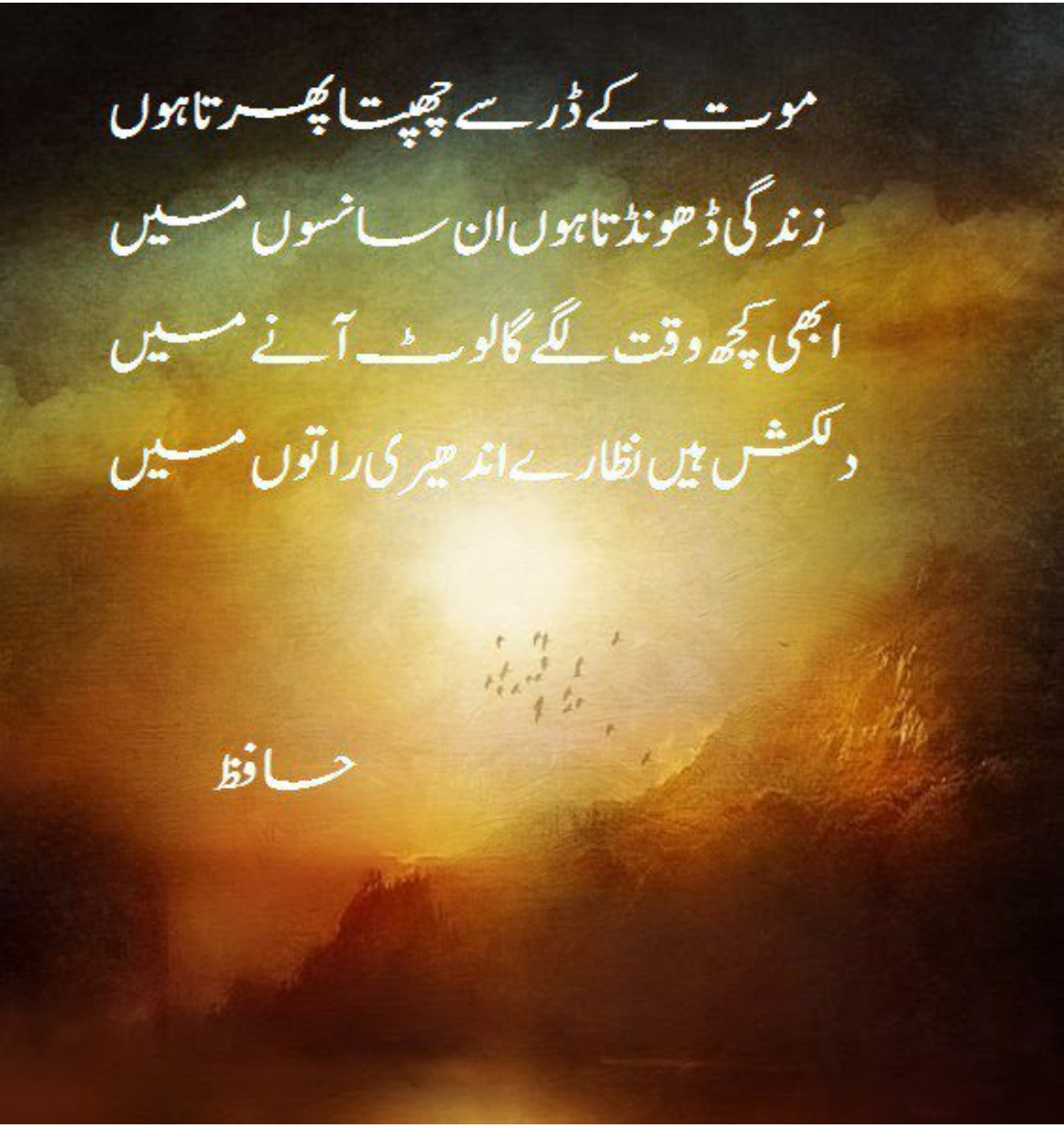
موت کے ڈر سے چھپتا پھرتا ہوں
زندگی ڈھونڈتا ہوں ان سانسوں میں
ابھی کچھ وقت لگے گا لوٹ آنے میں
دلکش ہیں نظارے اندھیری راتوں میں
حافظ

حافظ
آزادی کے لیے قربانی چاہیے
لہو، زندگی جوانی چاہیے
سوکھے پتوں پہ نہ اگے گی ہریالی
خاک سرزمیں کو پانی چاہیے

حافظ
آزادی کے لیے قربانی چاہیے
لہو، زندگی جوانی چاہیے
سوکھے پتوں پہ نہ اگے گی ہریالی
خاک سرزمیں کو پانی چاہیے

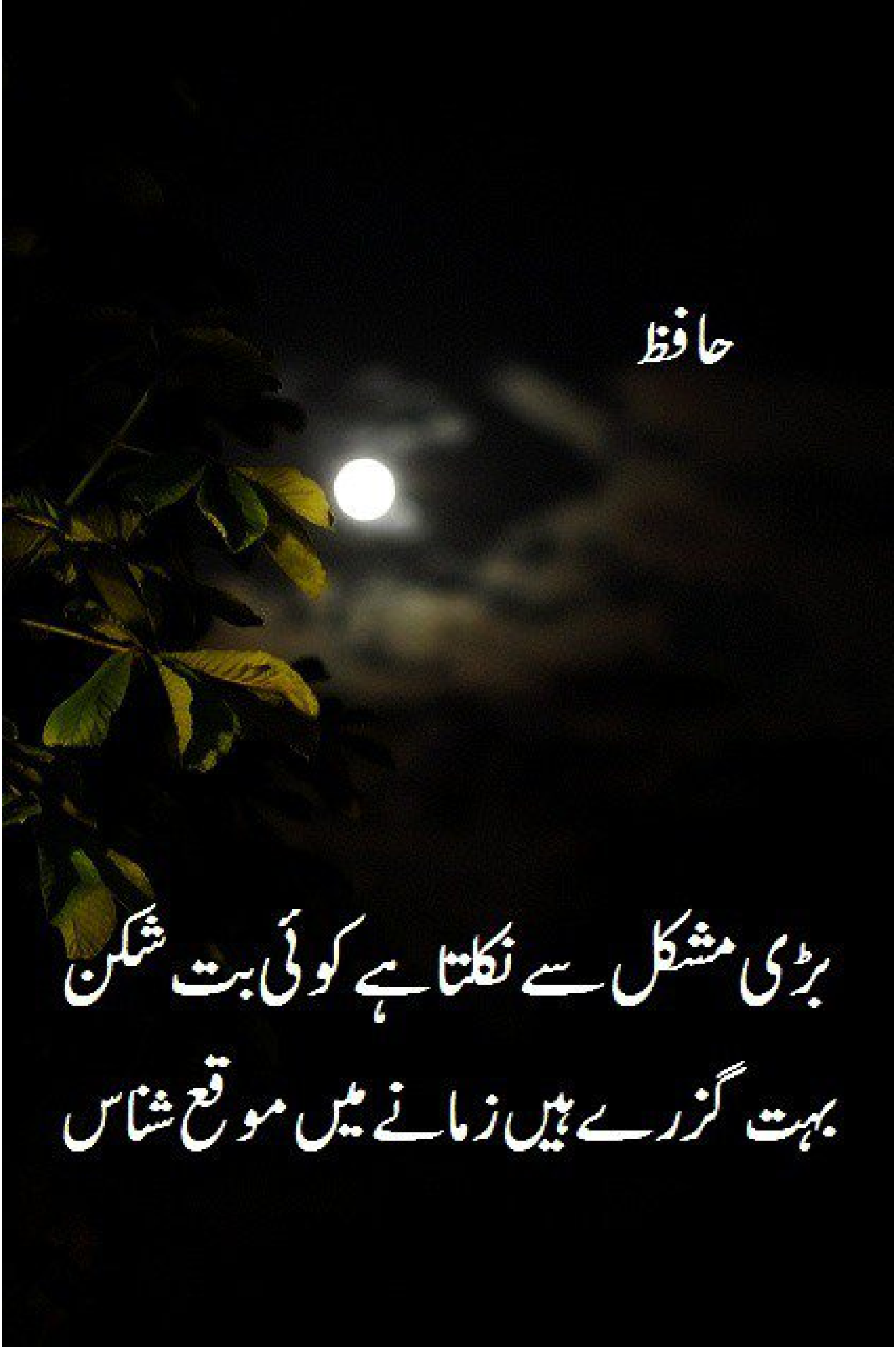
حافظ
بڑی مشکل سے نکلتا ہے کوئی بت شکن
بہت گزرے ہیں زمانے میں موقع شناس

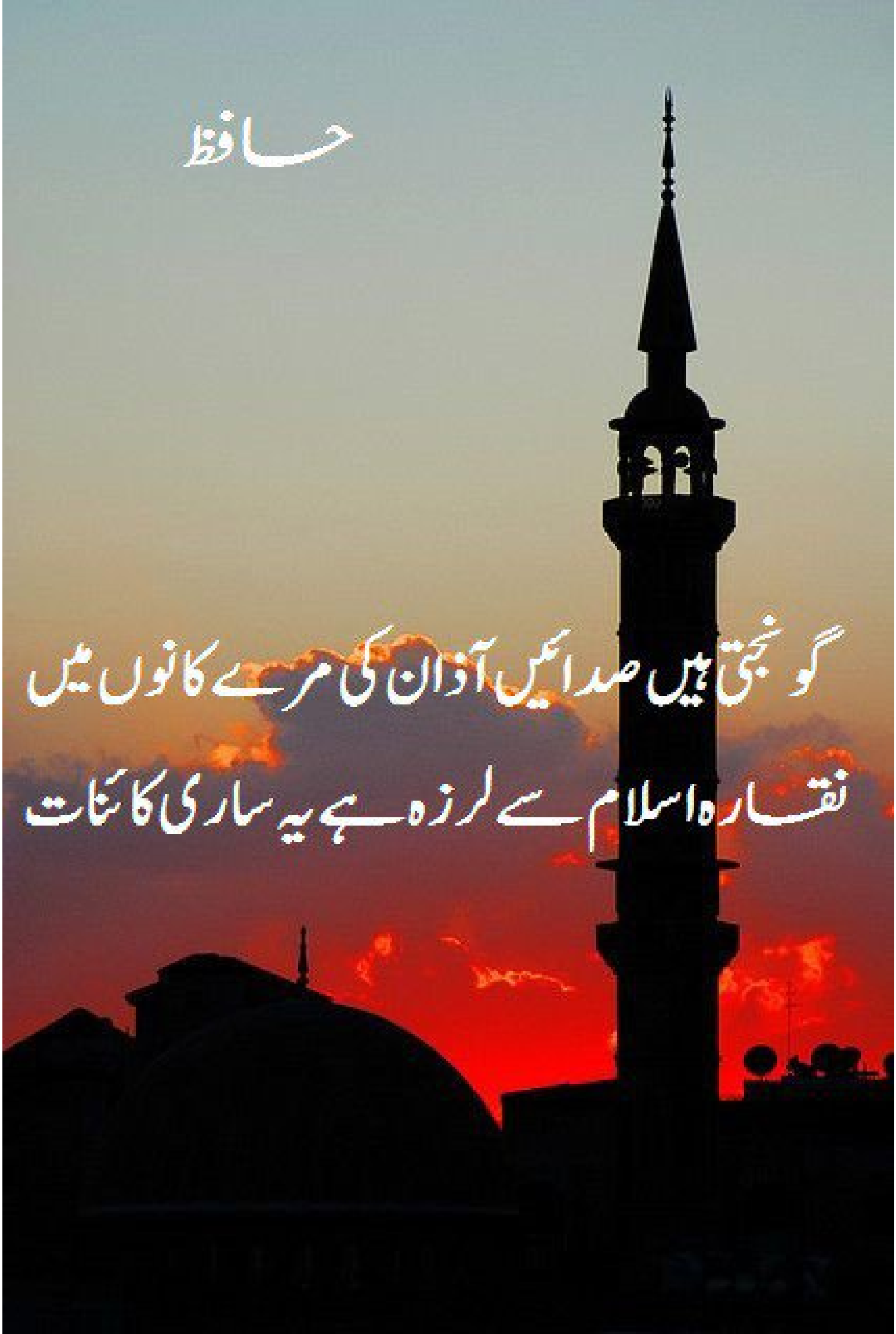
حافظ
گونجتی ہیں صدائیں آذان کی مرے کانوں میں
نقارہ اسلام سے لرزہ ہے یہ ساری کائنات

یہ خانہ دل خلوت چاہتا ہے
اب کسی کسک کی آرزو نہیں ہے باقی
حافظ

دل کا شیشہ ہوا جب پاش پاش

چہرے نظر آتے ہیں کرچیوں میں

فرصت سے دیکھوں گا کس کس نے

مجھ پہ گرائے تھے پتھر اُن گلیوں میں

حافظ

دل کا شیشہ ہوا جب پاش پاش

چہرے نظر آتے ہیں کرچیوں میں

فرصت سے دیکھوں گا کس کس نے

مجھ پہ گرائے تھے پتھر اُن گلیوں میں

حافظ

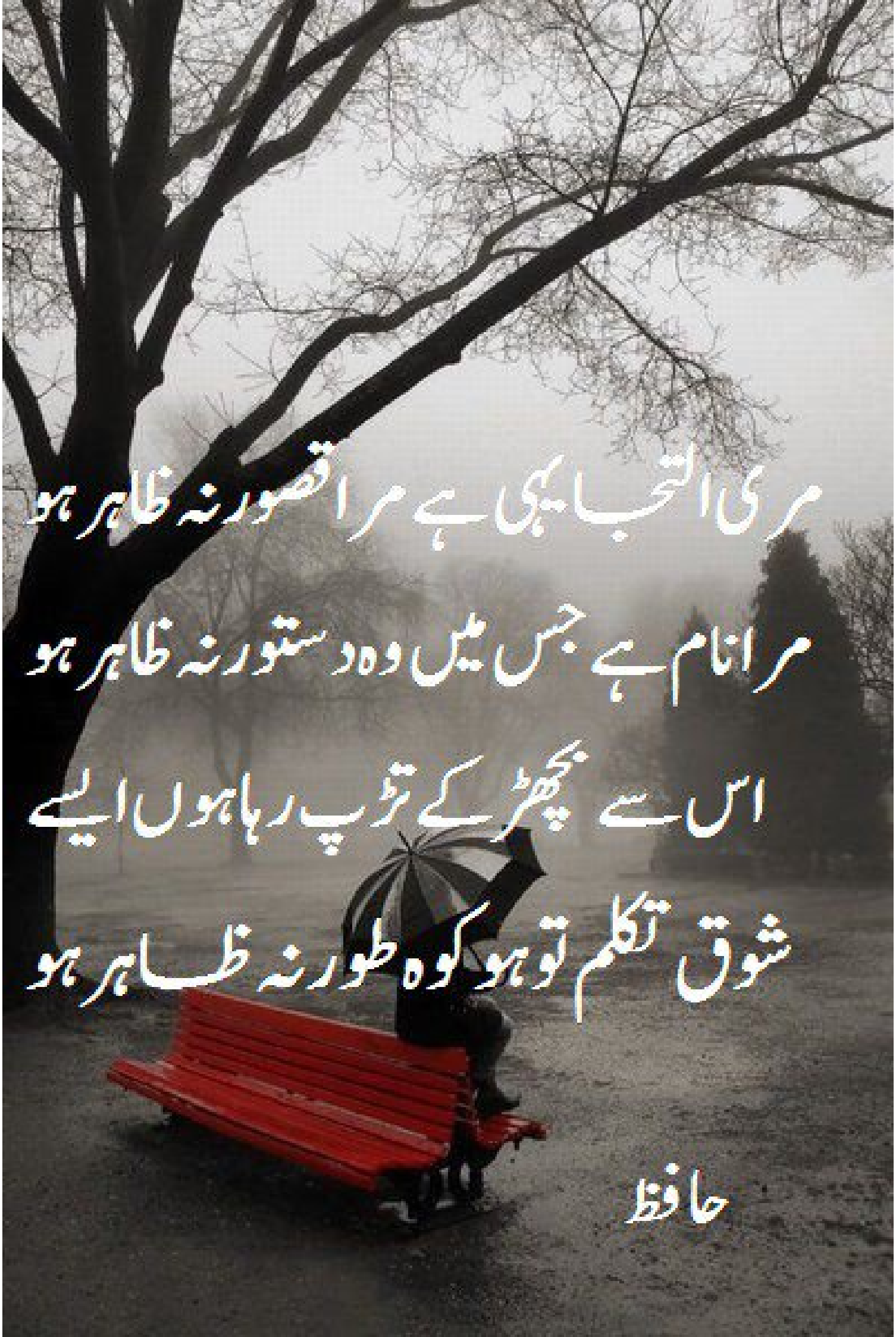
مری انتخاب یہی ہے مرا قصور نہ ظاہر ہو
مرا نام ہے جس میں وہ دستور نہ ظاہر ہو
اس سے بچھڑ کے تڑپ رہا ہوں ایسے
شوق تکلم تو ہو کوہ طور نہ ظاہر ہو
حافظ

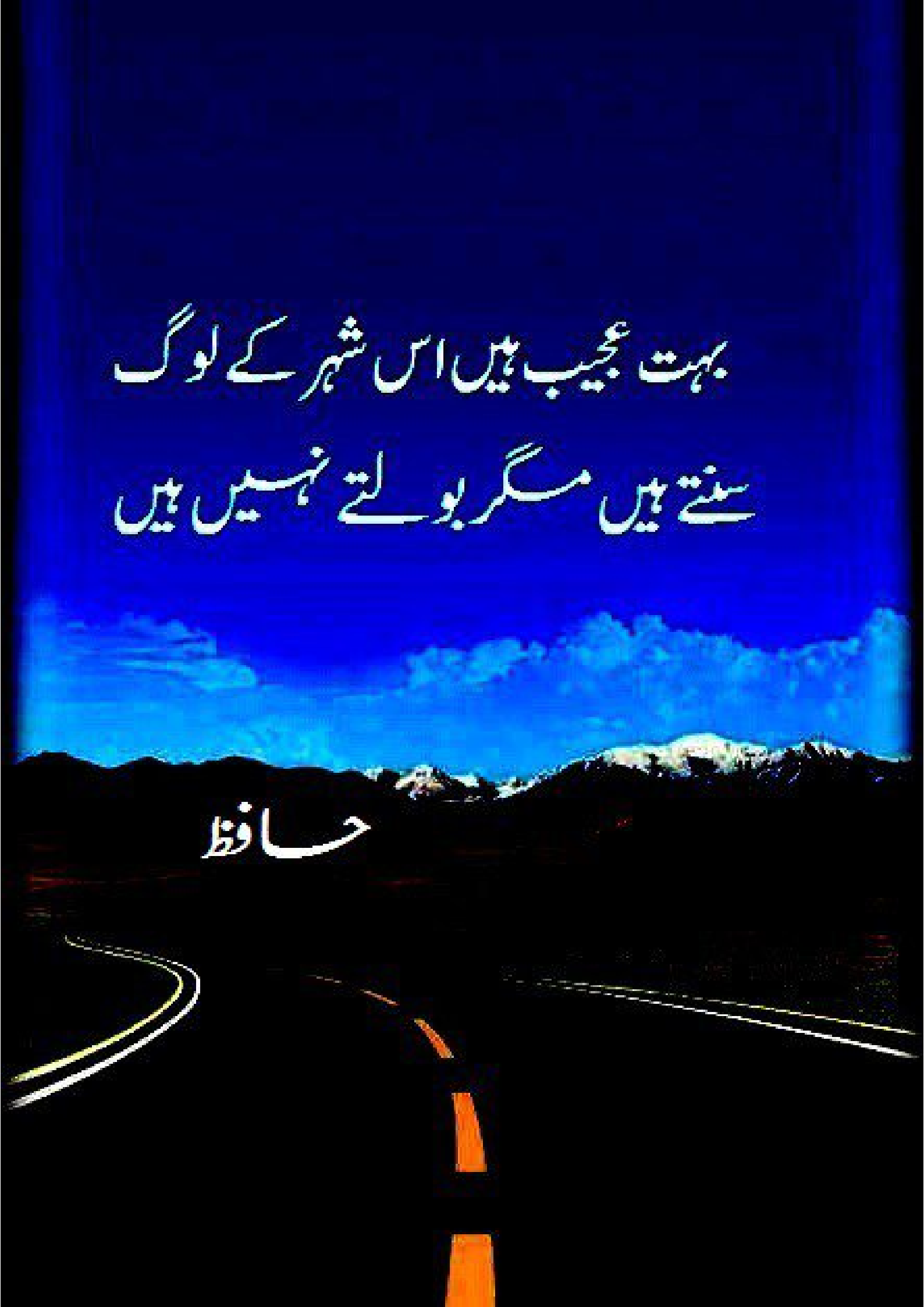
بہت عجیب ہیں اس شہر کے لوگ
سنتے ہیں مگر بولتے نہیں ہیں
حافظ

جب بھی دیکھتا ہوں میں یہ روشن کتاب
نظر آتی ہے وجہ بندوں کے حالات کی
حافظ

تاریخ میں لکھا ہے سیاہ حروف سے

اقوام کے زوال میں اپنوں کا ہاتھ تھا

حافظ

پھر زمانے نے رسوا تجھے کیوں کر دیا
ترے ہاتھوں میں اک روشن کتاب تھی

حافظ

پھر زمانے نے رسوا تجھے کیوں کر دیا
ترے ہاتھوں میں اک روشن کتاب تھی

حافظ

لوگ کہتے ہیں چھوڑ یہ امید کا جہاں
میں اپنے گھر کو بتا خود کیسے جلا دوں

حافظ

ویران راستوں پہ قدموں کے نشان ہیں مٹے ہوئے
لوگ مر گئے ان کے ذرات ہیں بکھرے ہوئے
حافظ

لوگوں میں بڑھ رہی ہے بے چینی

زمانے کی ستم ظریفی ہے اے پروردگار

ہر آدمی پریشاں ہے ہر بندہ مجبور

لوگوں میں مایوسی ہے اے پروردگار

حافظ

ابتدائے تخلیق سے آدمی ہے کہنہ مشق
ہاتھوں پہ اٹھائے ہیں اس نے کئی سورج

حافظ

قبول نہ ہوئیں مری زندگی بھر کی دعائیں
تمام عمر دعاؤں کا ثمر کھاتا رہا ہوں میں

حافظ

حافظ
جہد مسلسل کا نام ہی زندگی ہے
موت سے تعبیر ہے یہ دل بستگی

پھولوں کی چاہت کسے نہیں ہوتی

کانٹوں پہ نظر کس کی ہے

کیوں چھن گیا ہے اس دل کا قرار

وجہ کیا یہ فکر کس کی ہے

حافظ

پھولوں کی چاہت کسے نہیں ہوتی

کانٹوں پہ نظر کس کی ہے

کیوں چھن گیا ہے اس دل کا قرار

وجہ کیا یہ فکر کس کی ہے

حافظ

زمیں میری یا آسمان میرا ہے
ہوا میں اڑ رہے ہیں مرے حنا کی ذرے

حافظ

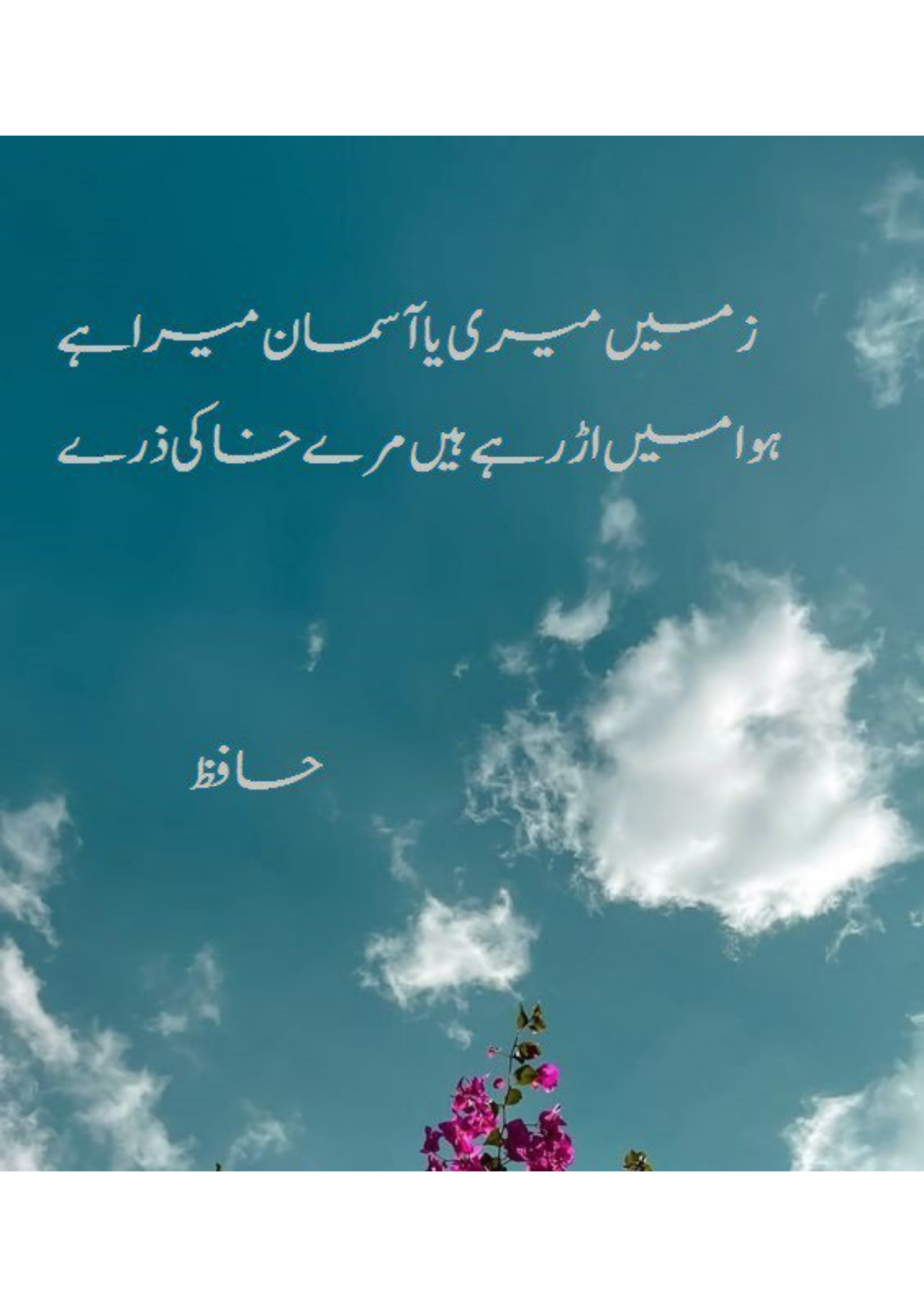

روٹی نہ ملی بھوک میں تو کیا ہوا
مٹی سے بھر جائے گا غریب کا پیٹ

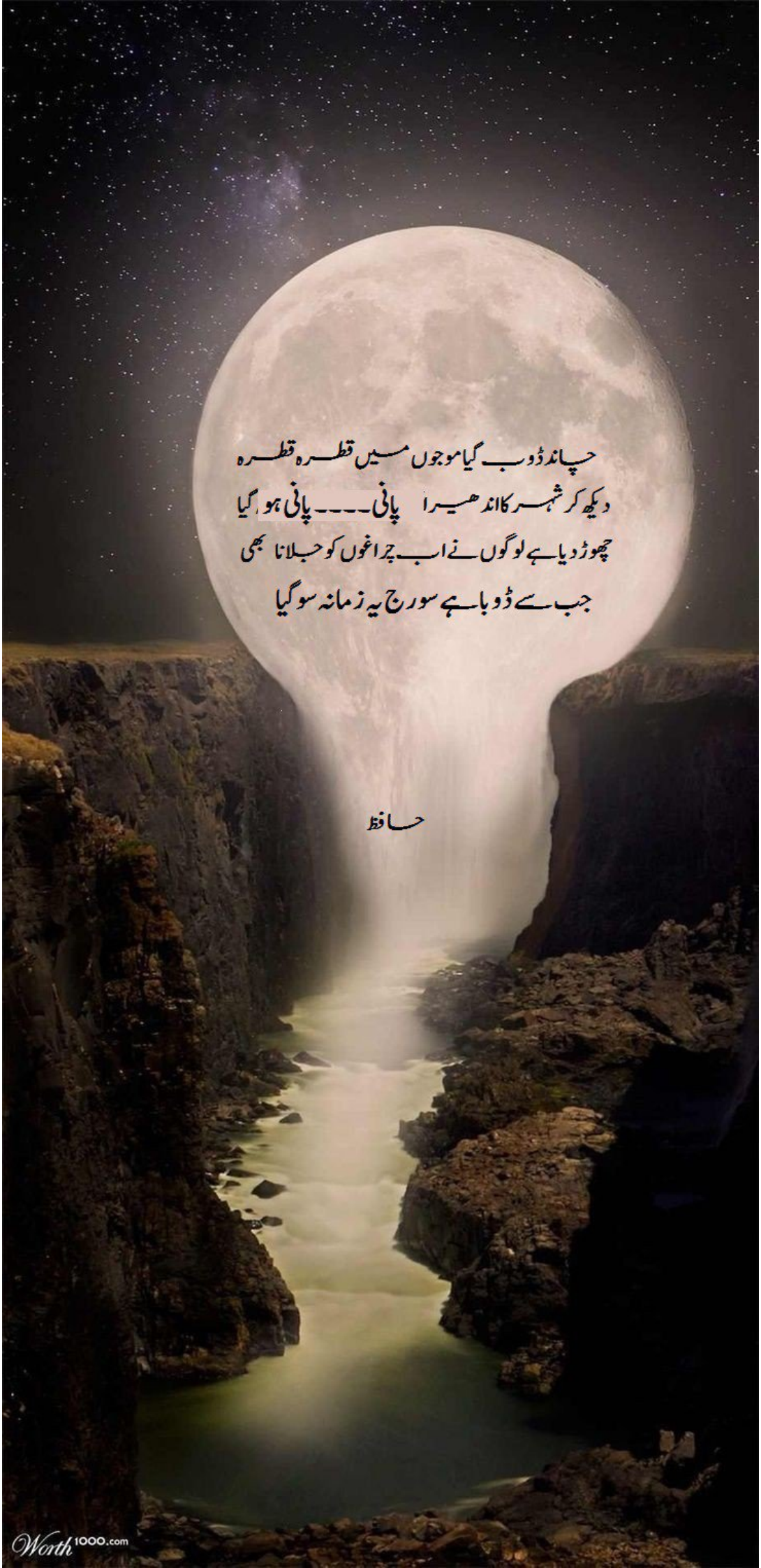
چاند ڈوب گیا موجوں میں قطرہ قطرہ
دیکھ کر شہر کا اندھیرا پانی۔۔۔۔ پانی ہو گیا
چھوڑ دیا ہے لوگوں نے اب چراغوں کو جلانا بھی
جب سے ڈوبا ہے سورج یہ زمانہ سو گیا
حافظ
Worth1000.com

حافظ
اک قطرے میں سما جاتی ہے ساری کائنات
اشک ہو یا کہ لہو ایک ہی بات ہے

حافظ
اک قطرے میں سما جاتی ہے ساری کائنات
اشک ہو یا کہ لہو ایک ہی بات ہے

بہر کیف زندگی کو امتحاں میں نہیں ڈالا

جیسی گزری گزارتے گئے ہم سدا

حافظ

بہر کیف زندگی کو امتحاں میں نہیں ڈالا

جیسی گزری گزارتے گئے ہم سدا

حافظ

اے آسماں تری وسعتوں کا اثر نہ ہوگا مجھ پہ
تو نہ جانے مرے دل کی گہرائی کیا ہے

حافظ

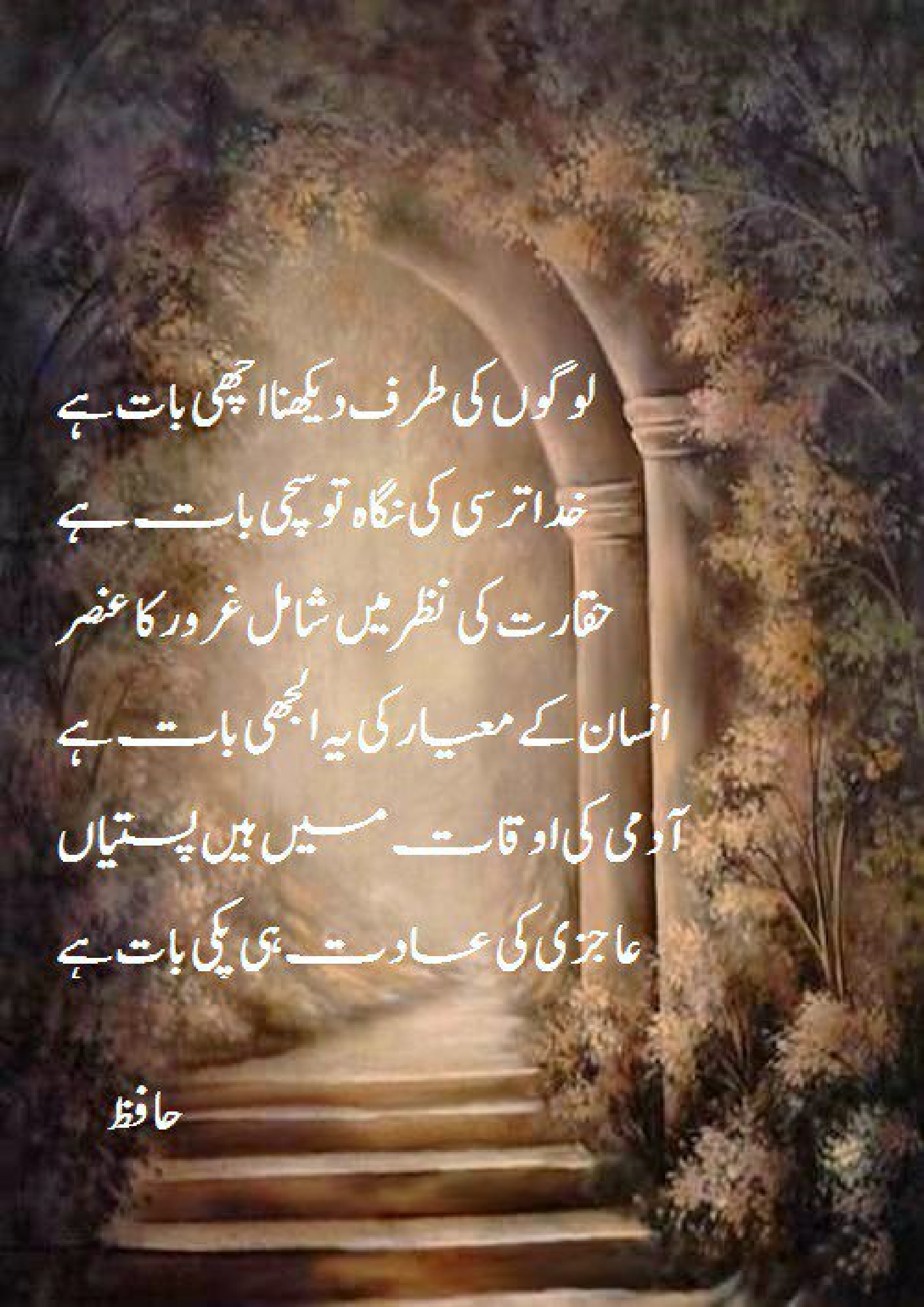
لوگوں کی طرف دیکھنا اچھی بات ہے
خدا ترسی کی نگاہ تو سچی بات ہے
حقارت کی نظر میں شامل غرور کا عنصر
انسان کے معیار کی یہ الجھی بات ہے
آدمی کی اوقات میں ہیں پستیاں
عاجزی کی عادت ہی پکی بات ہے

حافظ

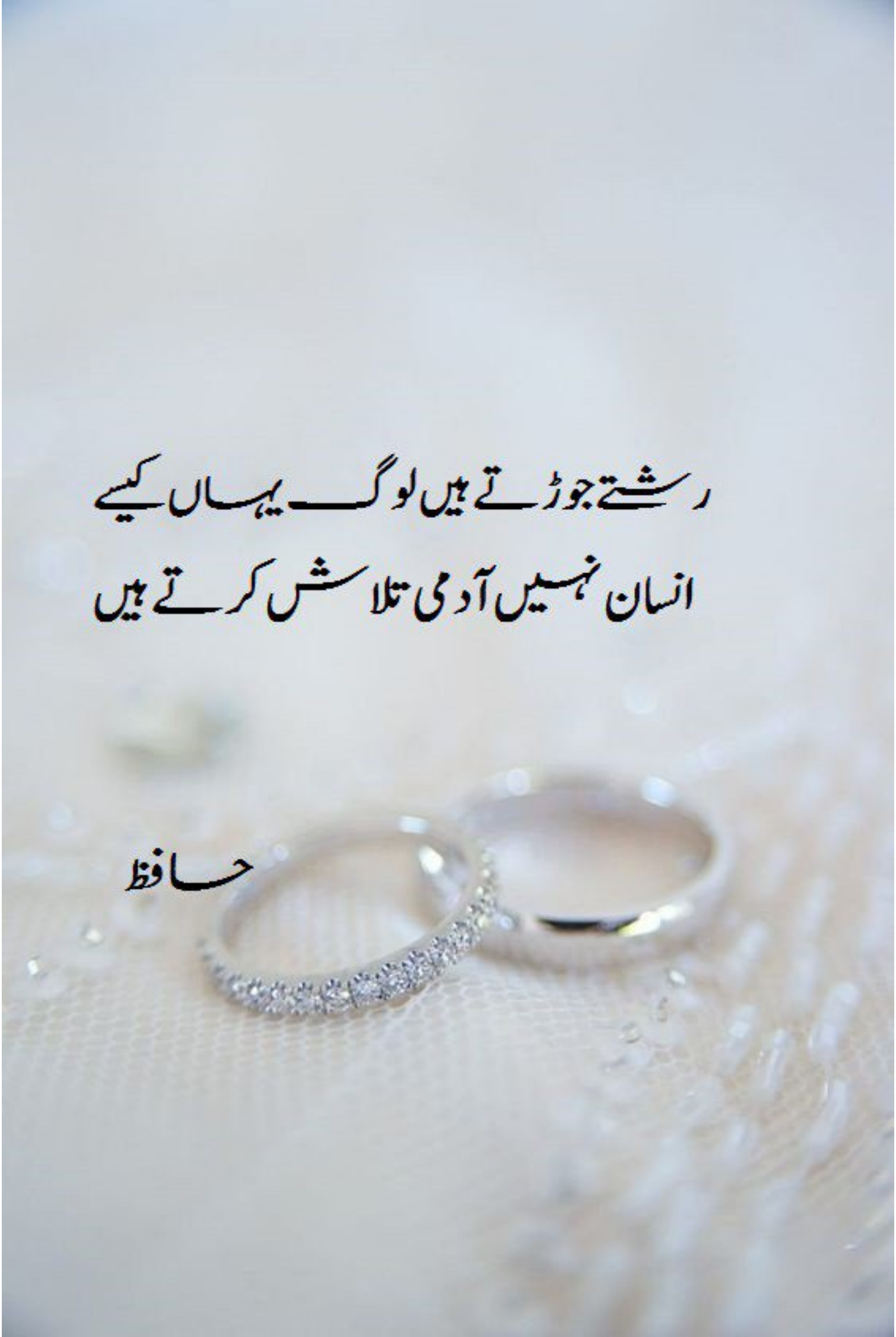
رشتے جوڑتے ہیں لوگ یہاں کیسے
انسان نہیں آدمی تلاش کرتے ہیں
حافظ

سوچتا ہوں نہ مانا اگر آوارہ دل

ہاتھ سے اسے مسل کے رکھ دوں

کوئی نہ چلے گی اب حیلہ سازی

جو میرا نہ ہوا اسے کچل کے رکھ دوں

حافظ

حافظ

سرخ گلابوں پہ کالی چادر ہو جیسے

دل کی نرمی ہو جاتی ہے پتھر ایسے

حافظ

سرخ گلابوں پہ کالی چادر ہو جیسے

دل کی نرمی ہو جاتی ہے پتھر ایسے

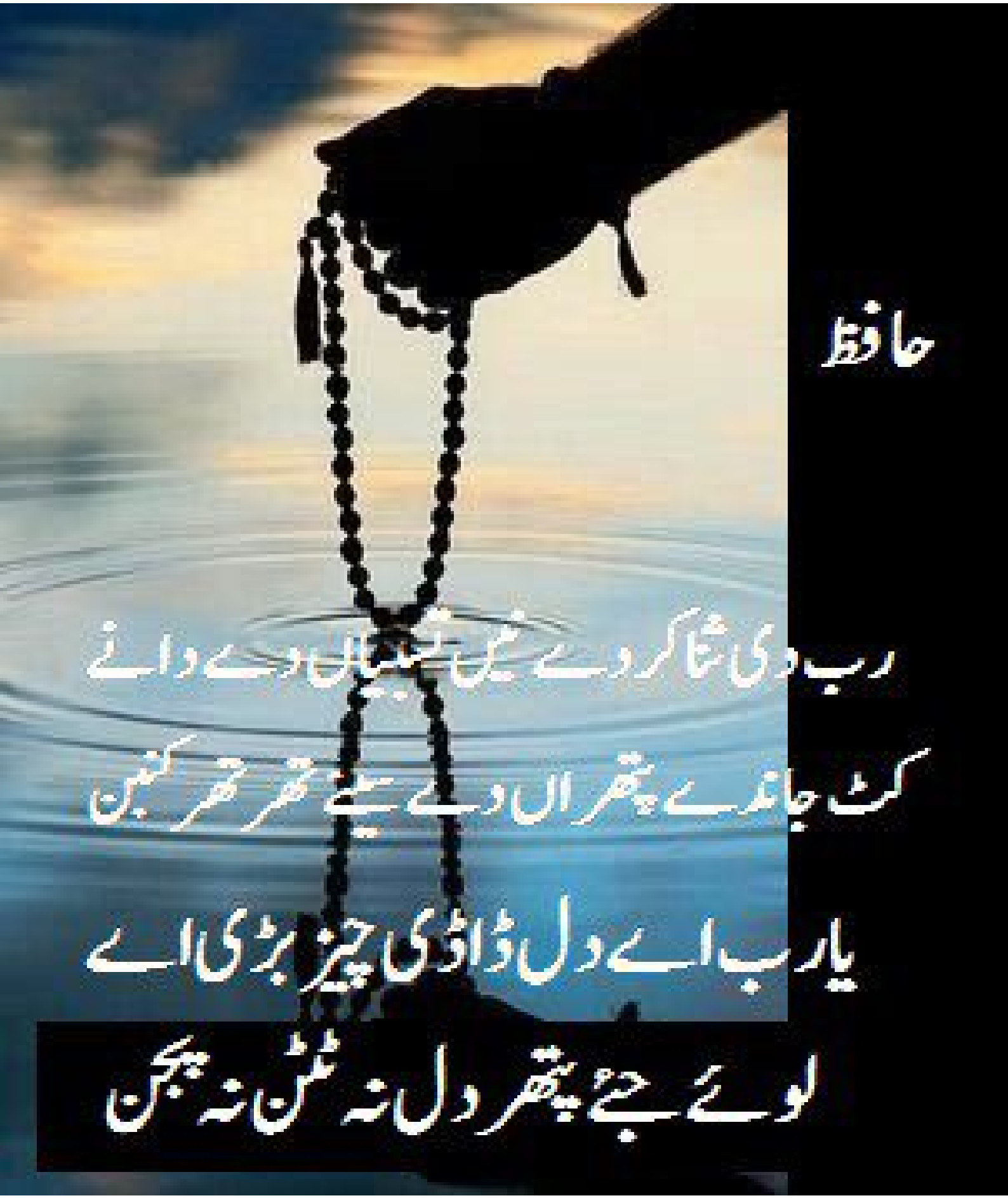
حافظ
رب دی ثنا کردے نیں تسبیاں دے دانے
کٹ جاندے پتھراں دے سینے تھر تھر کنبن
یارب اے دل ڈاڈی چیز بڑی اے
لوئے جئے پتھر دل نہ ٹٹن نہ پجن

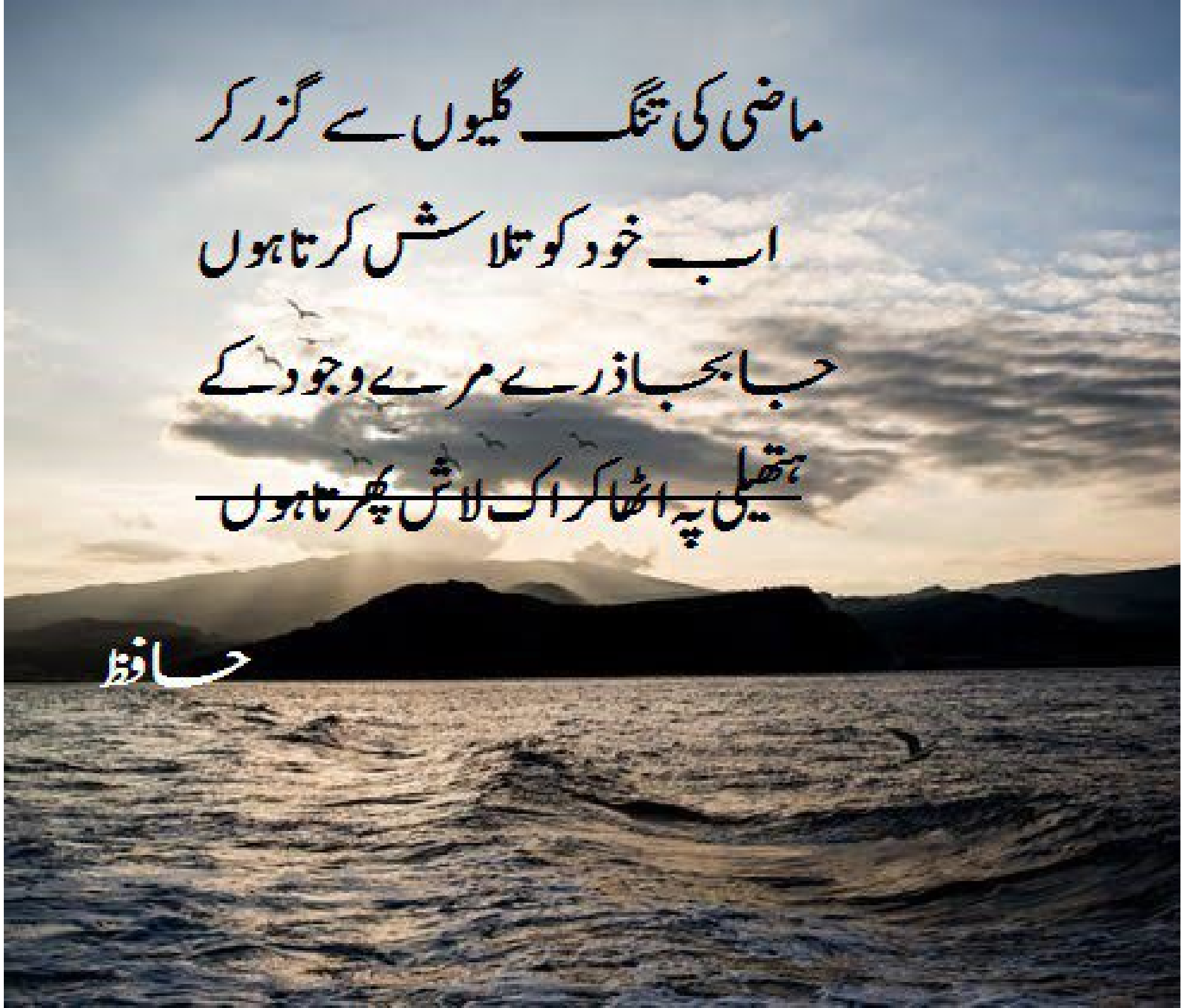
ماضی کی تنگ گلیوں سے گزر کر
اب خود کو تلاش کرتا ہوں
جا بجا ذرے مرے وجود کے
ہتھیلی پہ اٹھا کر اک لاش پھرتا ہوں
حافظ

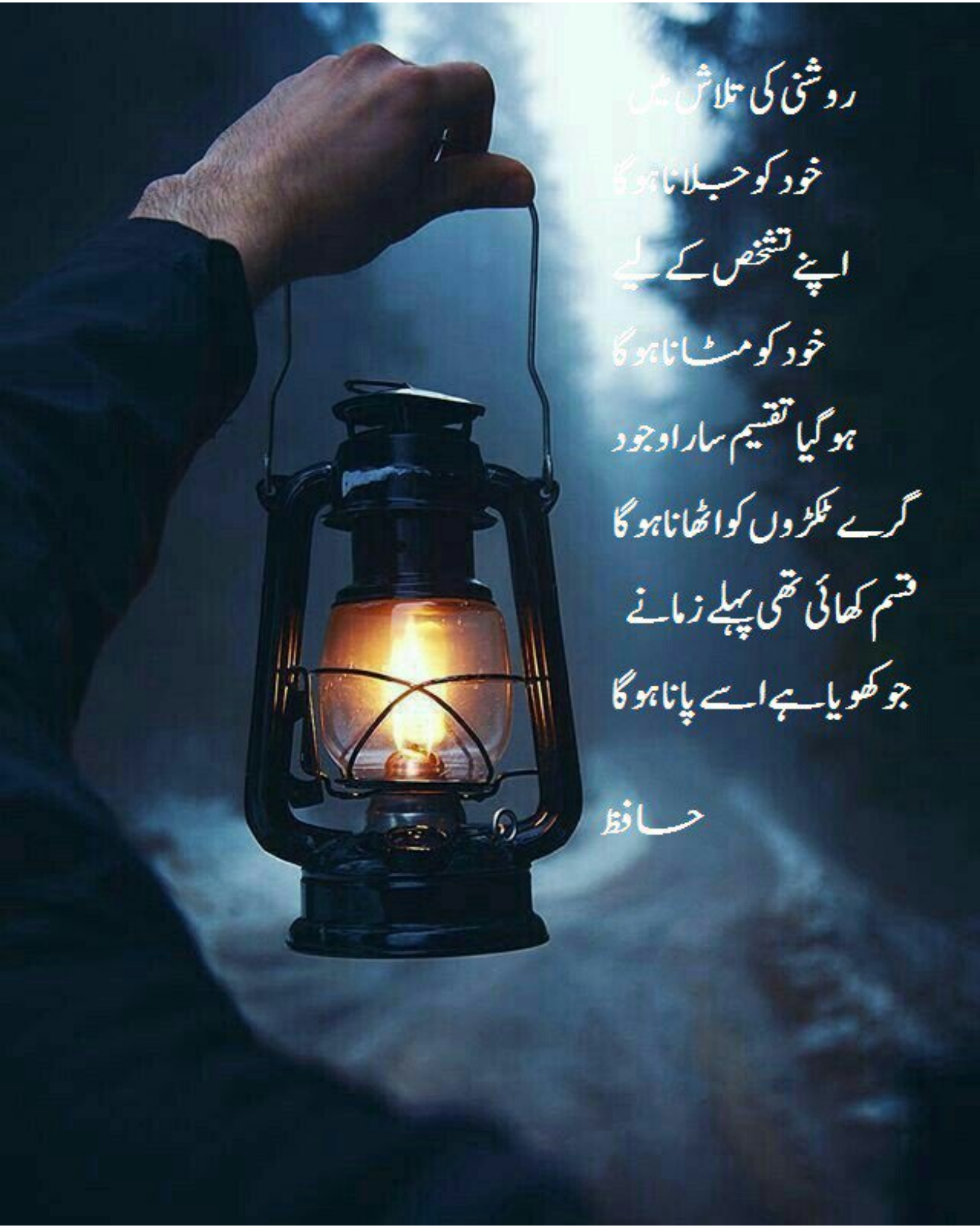
روشنی کی تلاش میں
خود کو جلانا ہو گا
اپنے تشخص کے لیے
خود کو مٹانا ہو گا
ہو گیا تقسیم سارا وجود
گرے ٹکڑوں کو اٹھانا ہو گا
قسم کھائی تھی پہلے زمانے
جو کھویا ہے اسے پانا ہو گا
حافظ

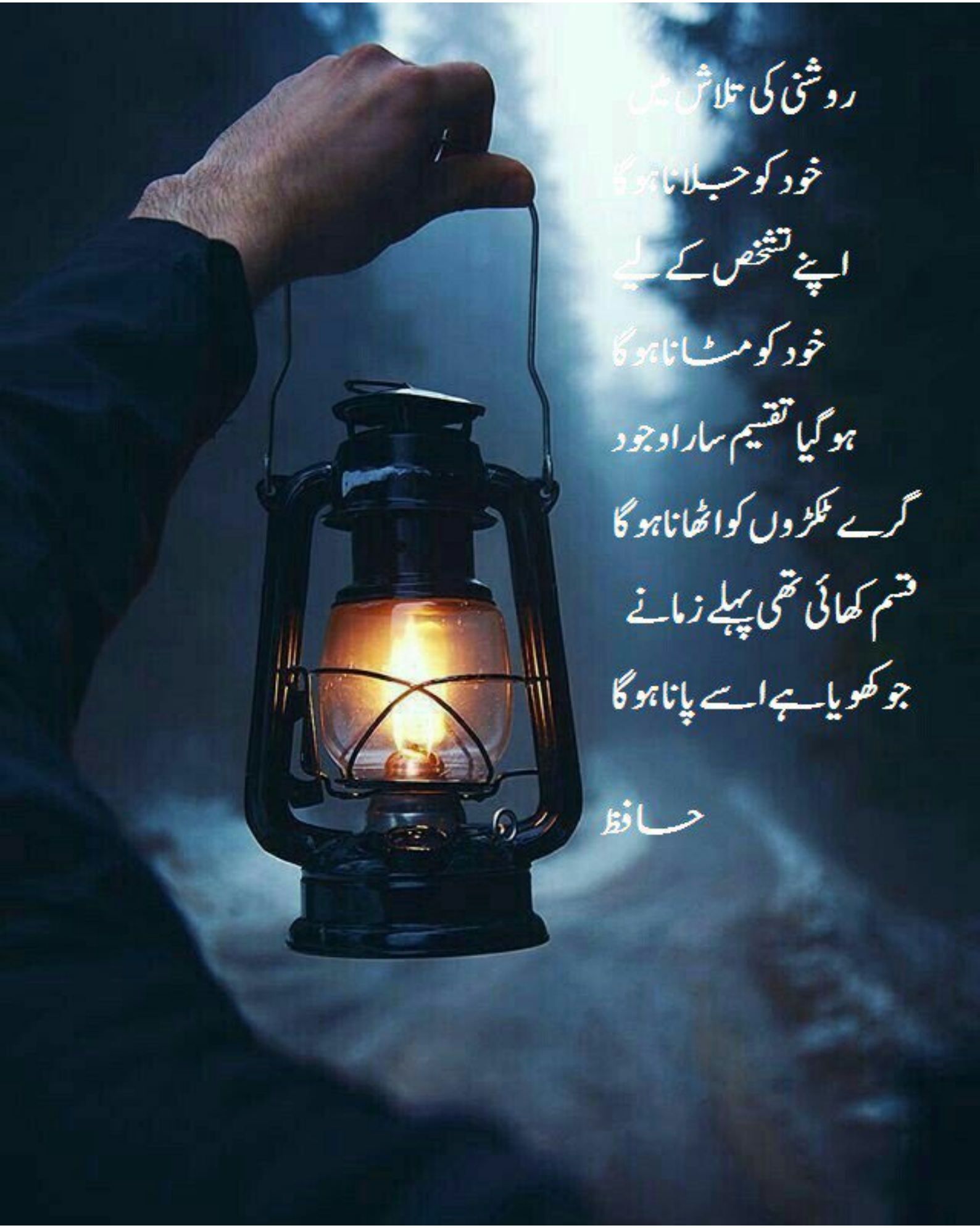
روشنی کی تلاش میں
خود کو جلانا ہو گا
اپنے تشخص کے لیے
خود کو مٹانا ہو گا
ہو گیا تقسیم سارا وجود
گرے ٹکڑوں کو اٹھانا ہو گا
قسم کھائی تھی پہلے زمانے
جو کھویا ہے اسے پانا ہو گا
حافظ

کہاں ہیں اس چمن کے مالی

اگر ہی ہے زمیں سوکھے ہوئے پھول

حافظ

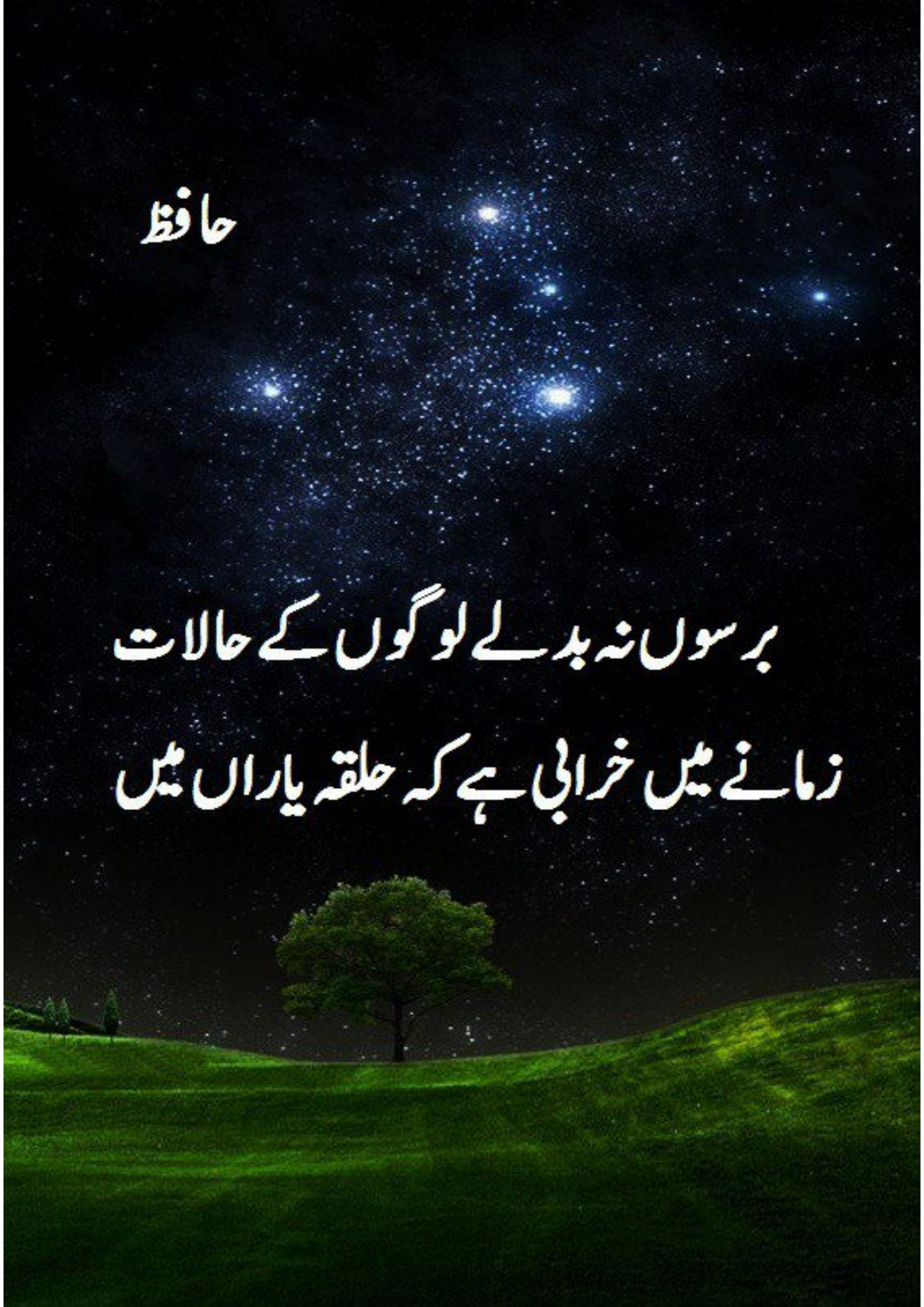
حافظ
برسوں نہ بدلے لوگوں کے حالات
زمانے میں خرابی ہے کہ حلقہ یاراں میں

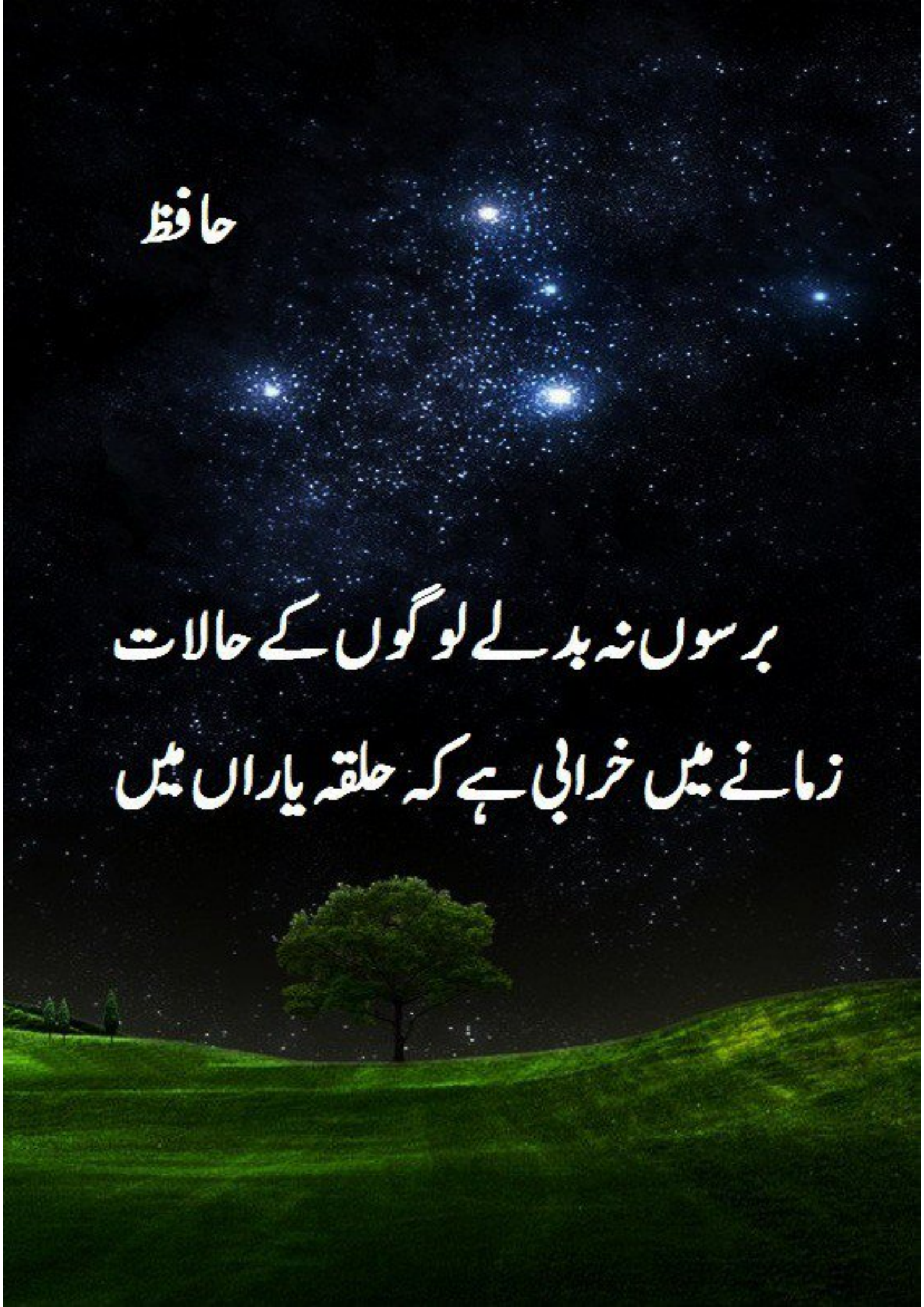
حافظ
برسوں نہ بدلے لوگوں کے حالات
زمانے میں خرابی ہے کہ حلقہ یاراں میں

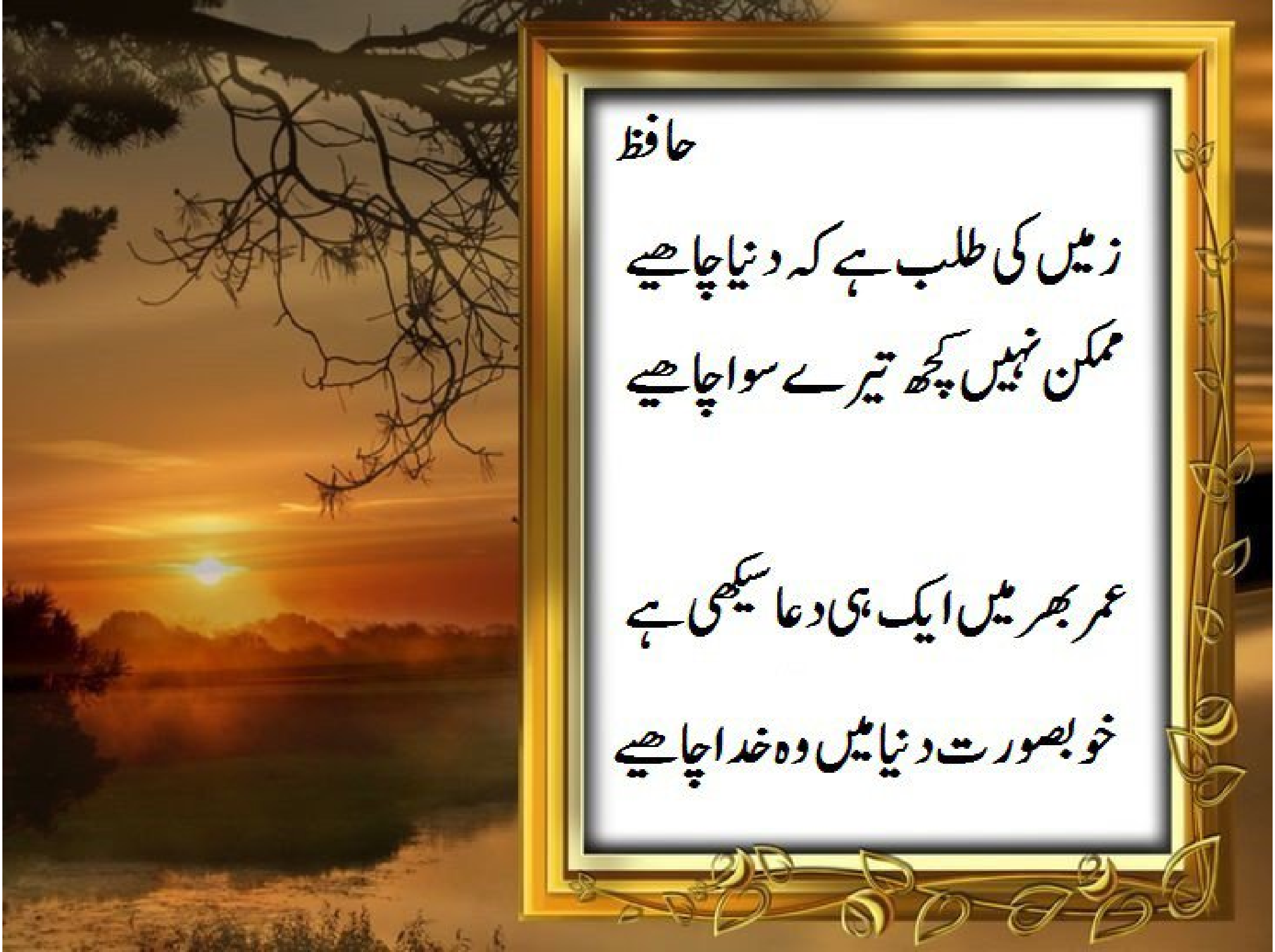
حافظ
زمیں کی طلب ہے کہ دنیا چاہیے
ممکن نہیں کچھ تیرے سوا چاہیے
عمر بھر میں ایک ہی دعا سیکھی ہے
خوبصورت دنیا میں وہ خدا چاہیے

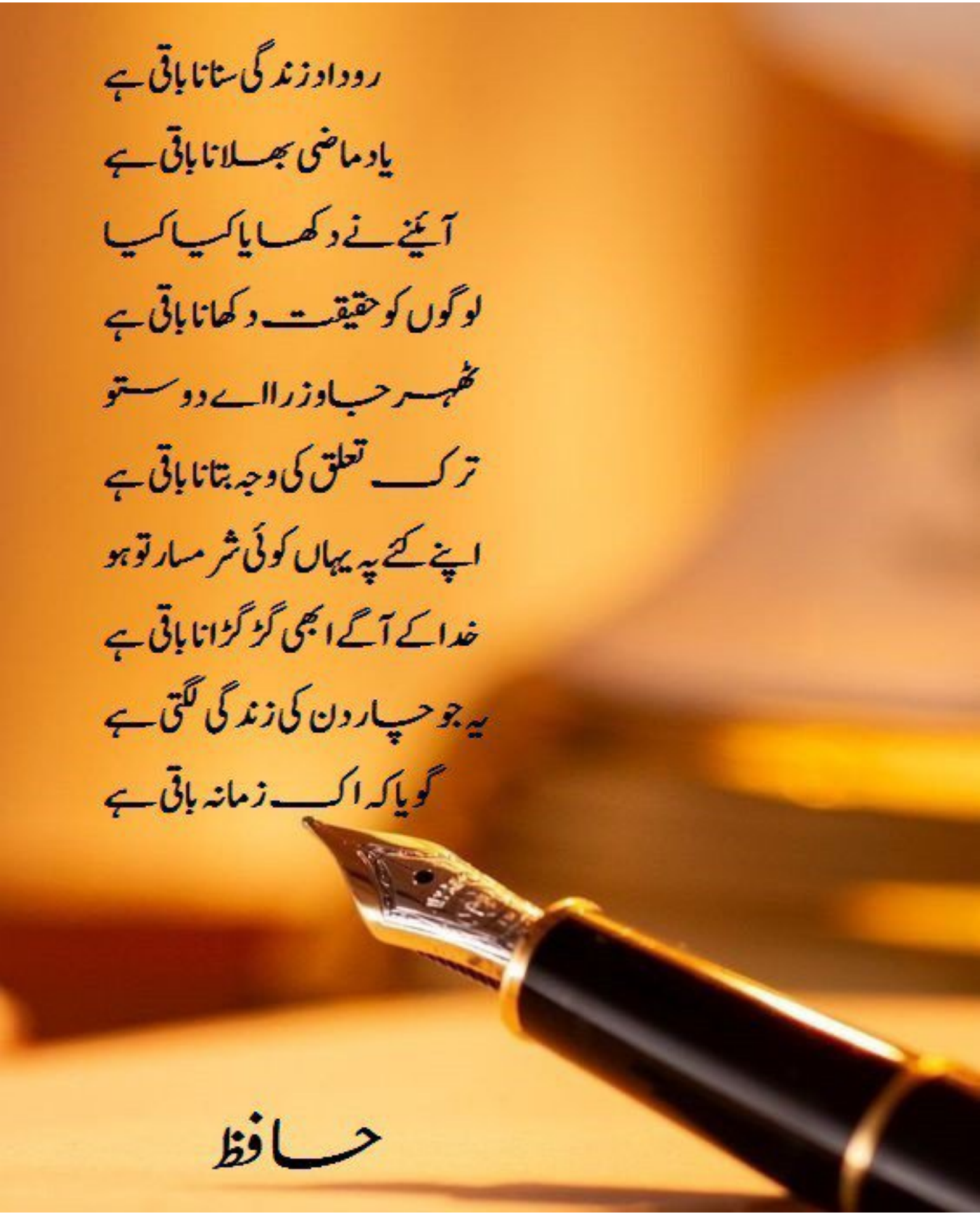
روداد زندگی سنانا باقی ہے
یاد ماضی بھلانا باقی ہے
آئینے نے دکھایا کیا کیا
لوگوں کو حقیقت دکھانا باقی ہے
ٹھہر جا وزرا اے دوستو
ترک تعلق کی وجہ بتانا باقی ہے
اپنے کیے پہ یہاں کوئی شرمسار تو ہو
خدا کے آگے ابھی گڑگڑانا باقی ہے
یہ جو چار دن کی زندگی لگتی ہے
گویا کہ اک زمانہ باقی ہے
حافظ

حافظ

جانتا ہوں بڑی بے وفا ہے تو
اے زندگی پھر بھی تجھے میرا سلام

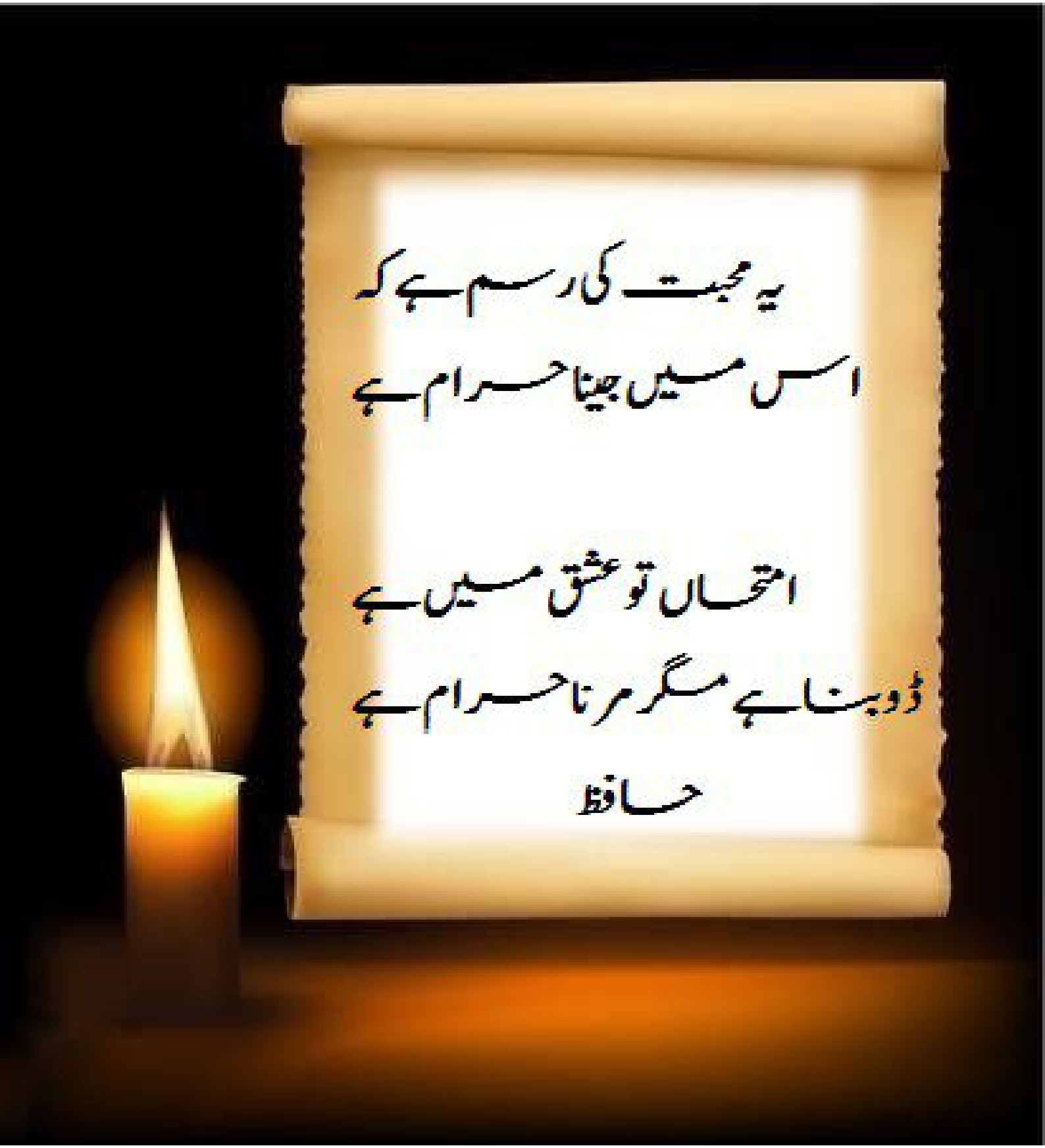
یہ محبت کی رسم ہے کہ
اس میں جینا حرام ہے
امتحاں تو عشق میں ہے
ڈوبنا ہے مگر مرنا حرام ہے
حافظ

بہت زیرک ہیں زمانے کے آئین تراش
ہوتی ہے قانون سازی عوام کے لیے
حافظ

عشق کے نام پہ ہوتی ہے حوس پرستی یہاں
جسموں کے کاروبار میں یہ محبت بدنام ہے

حافظ

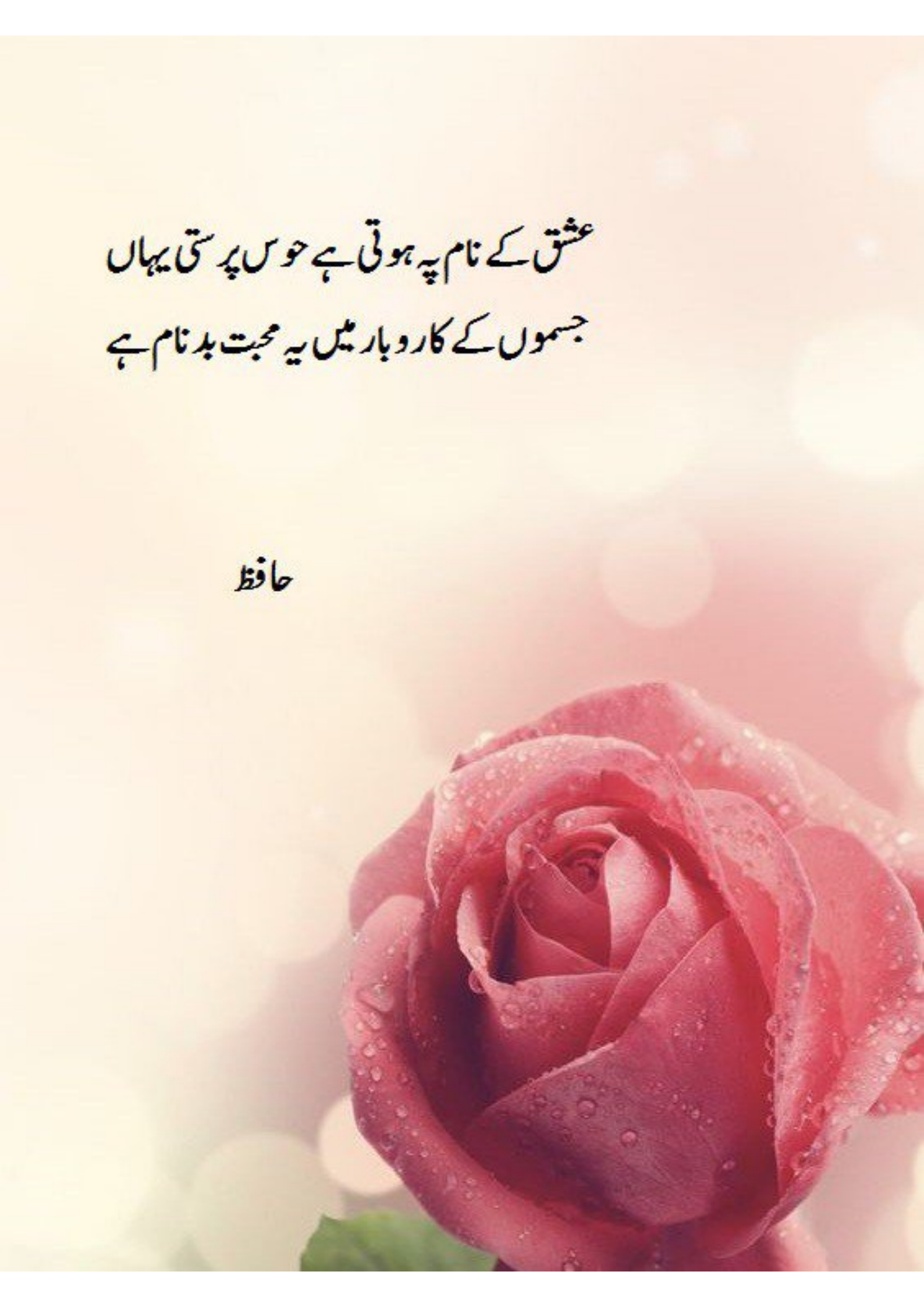

عشق کے نام پہ ہوتی ہے حوس پرستی یہاں
جسموں کے کاروبار میں یہ محبت بدنام ہے

حافظ

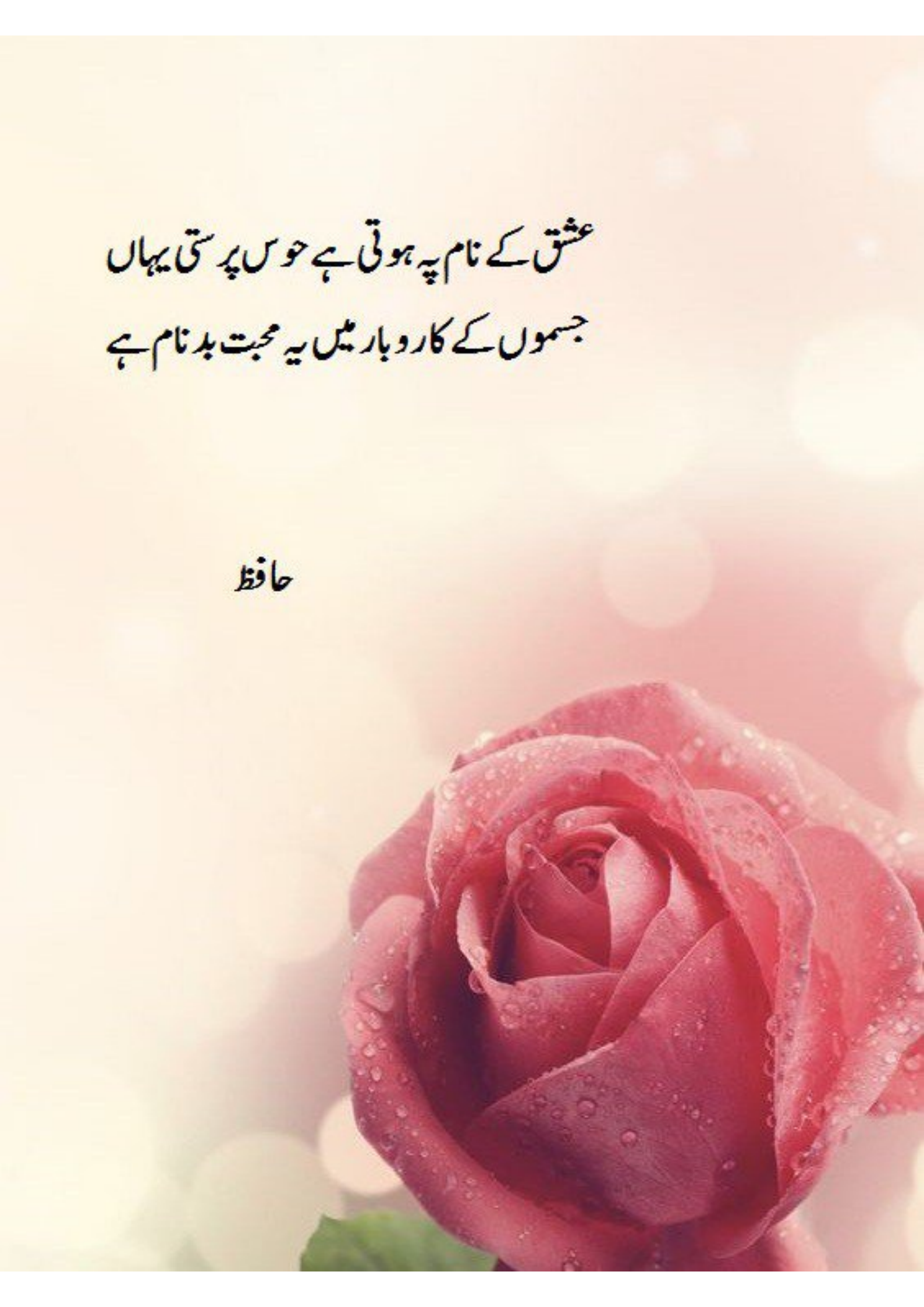

عروج وزوال ہیں زندگی کے دو اصول
طلوع آفتاب کے بعد ہے سورج کا غروب
حافظ

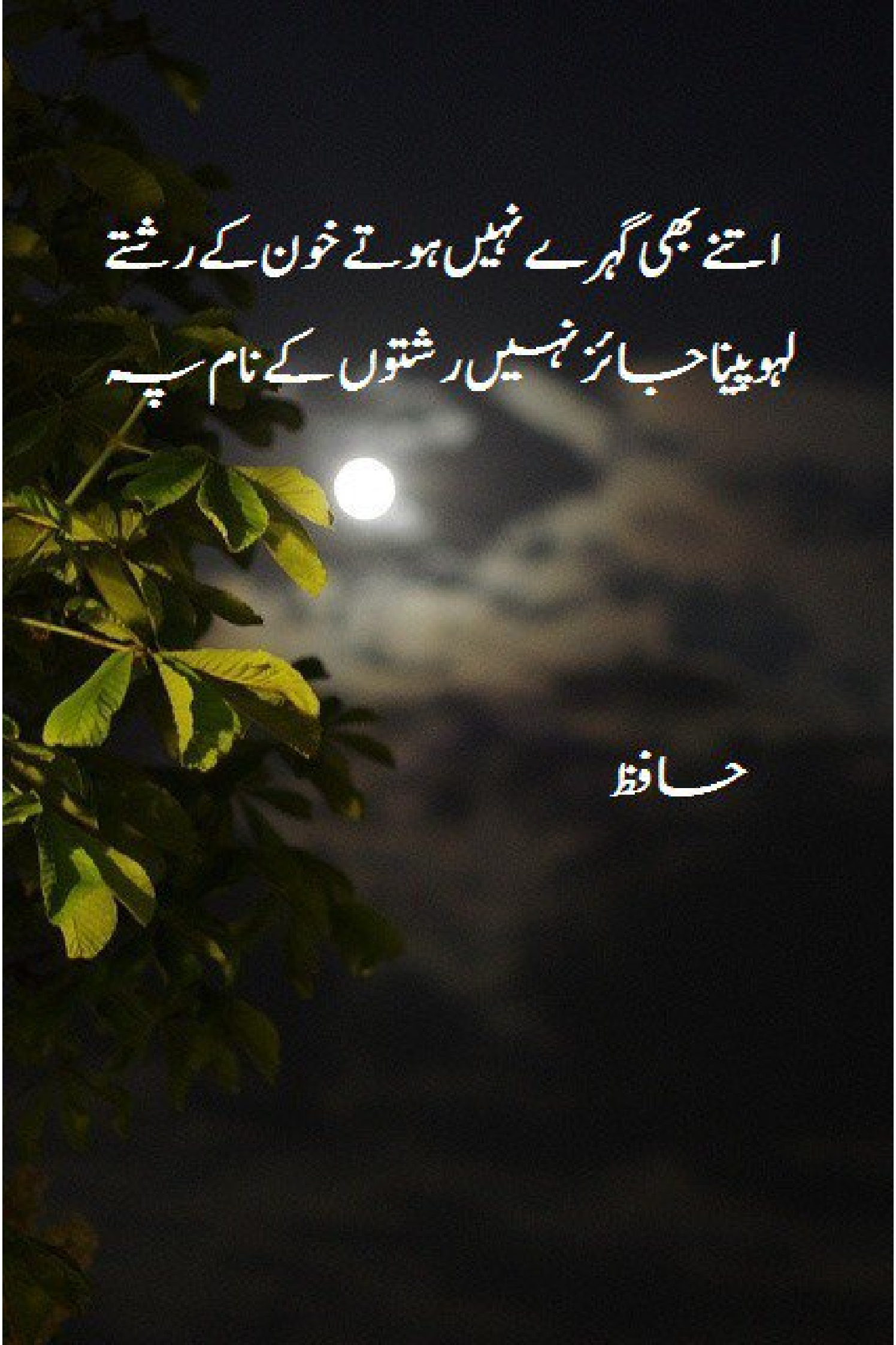
اتنے بھی گہرے نہیں ہوتے خون کے رشتے
لہو پینا جائز نہیں رشتوں کے نام پہ
حافظ

حافظ
میں سمندر میں بستی ہوئی اک لہر ہوں
ساحل سے ٹکرا کر بکھروں گا نہیں لوٹ آوں گا

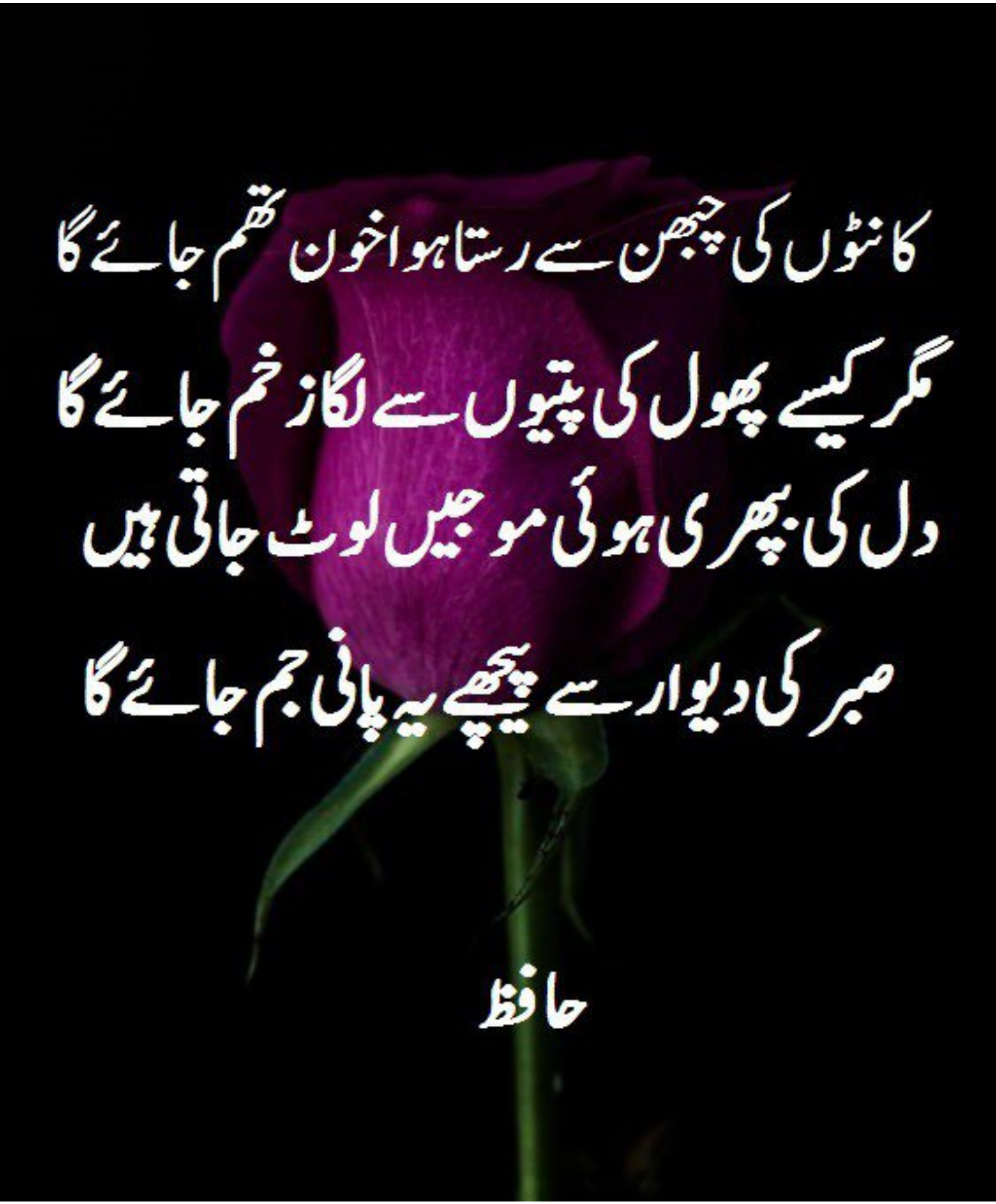
کانٹوں کی چبھن سے رستا ہوا خون تھم جائے گا
مگر کیسے پھول کی پتیوں سے لگا زخم جائے گا
دل کی بپھری ہوئی موجیں لوٹ جاتی ہیں
صبر کی دیوار سے پیچھے یہ پانی جم جائے گا
حافظ

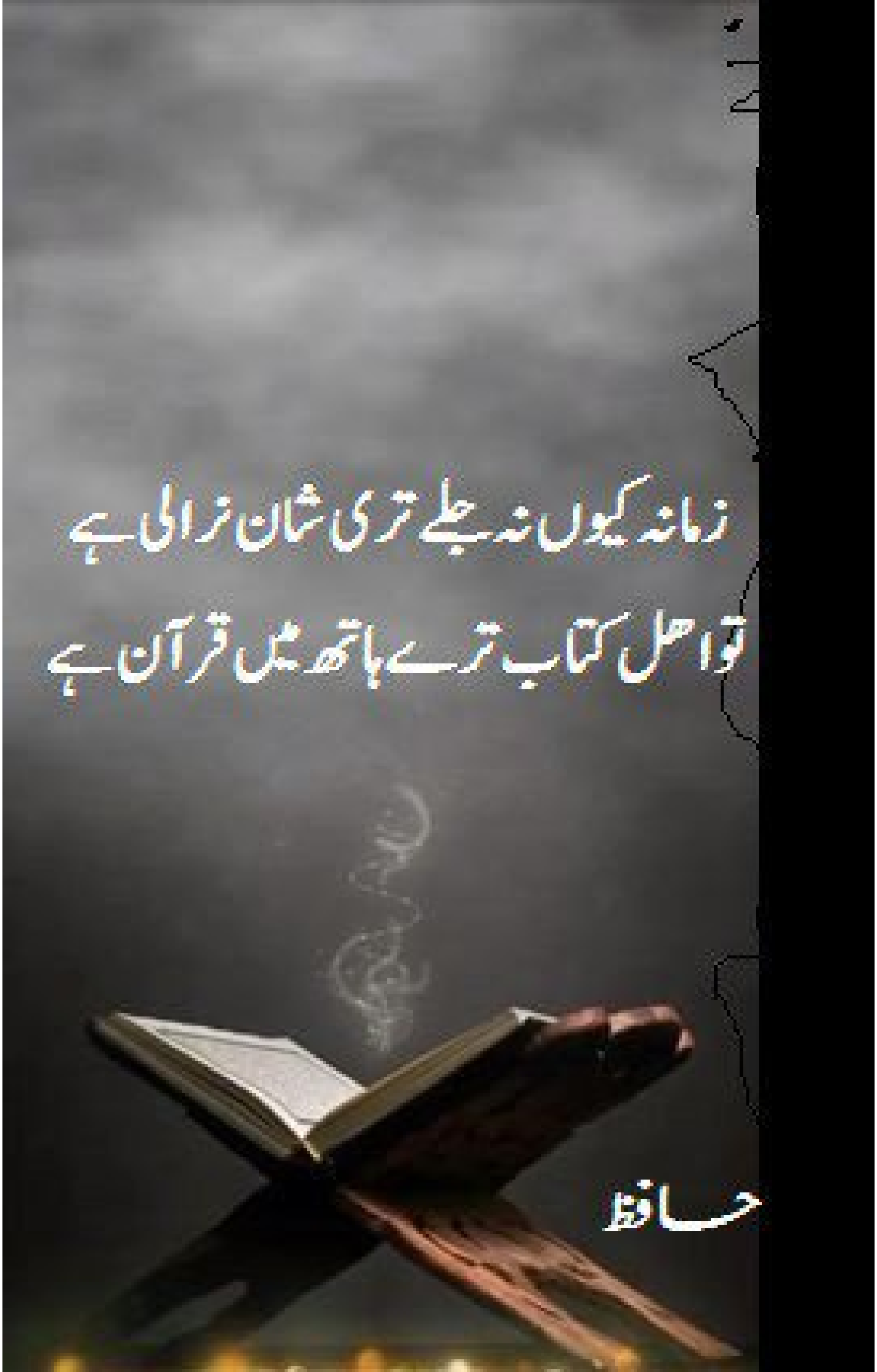
زمانہ کیوں نہ جلے تری شان نرالی ہے
تو اہل کتاب ترے ہاتھ میں قرآن ہے
حافظ

تخیل کی خوبصورت وادی میں آتا گیا اندھیرا
کھلتے گئے راز زندگی کے جب تارہا سویرا

حافظ

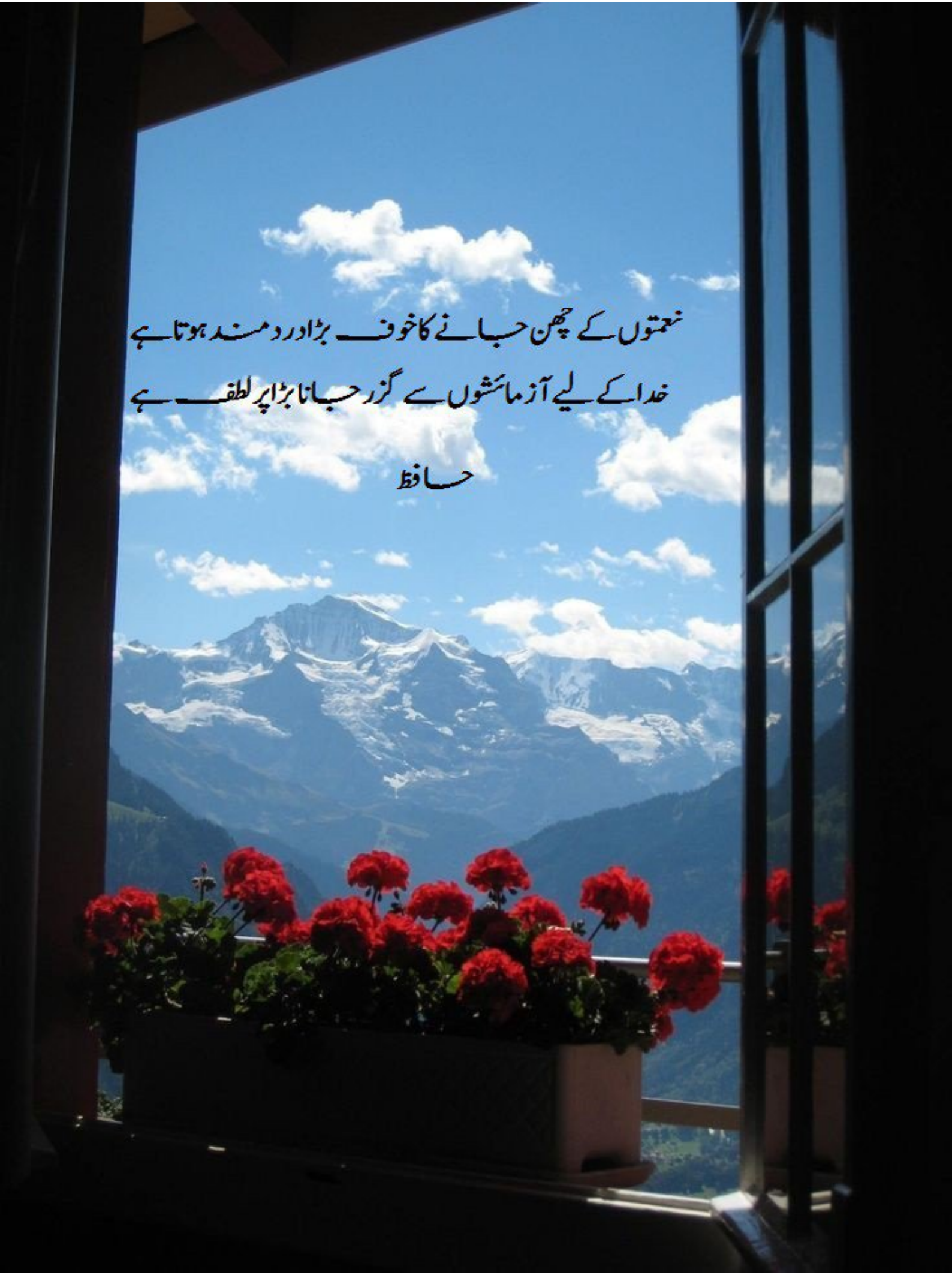
نعمتوں کے چھن جانے کا خوف بڑا دردمند ہوتا ہے
خدا کے لیے آزمائشوں سے گزر جانا بڑا پر لطف ہے
حافظ

دکھ مارنے کا نہیں ہے ذرا
اس نے بیچ ڈالی مری جان
حافظ

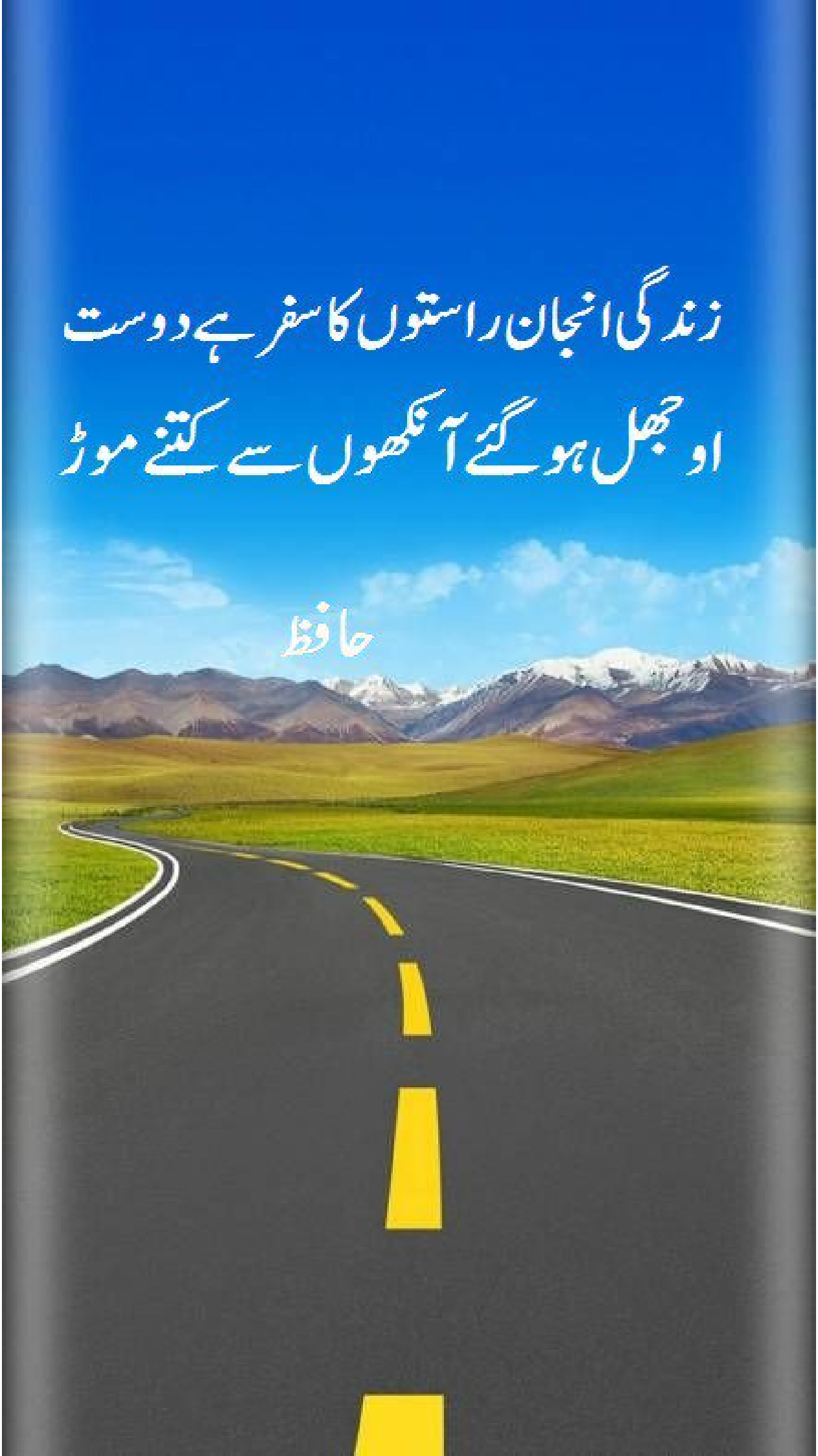
زندگی انجان راستوں کا سفر ہے دوست
او جھل ہو گئے آنکھوں سے کتنے موڑ
حافظ

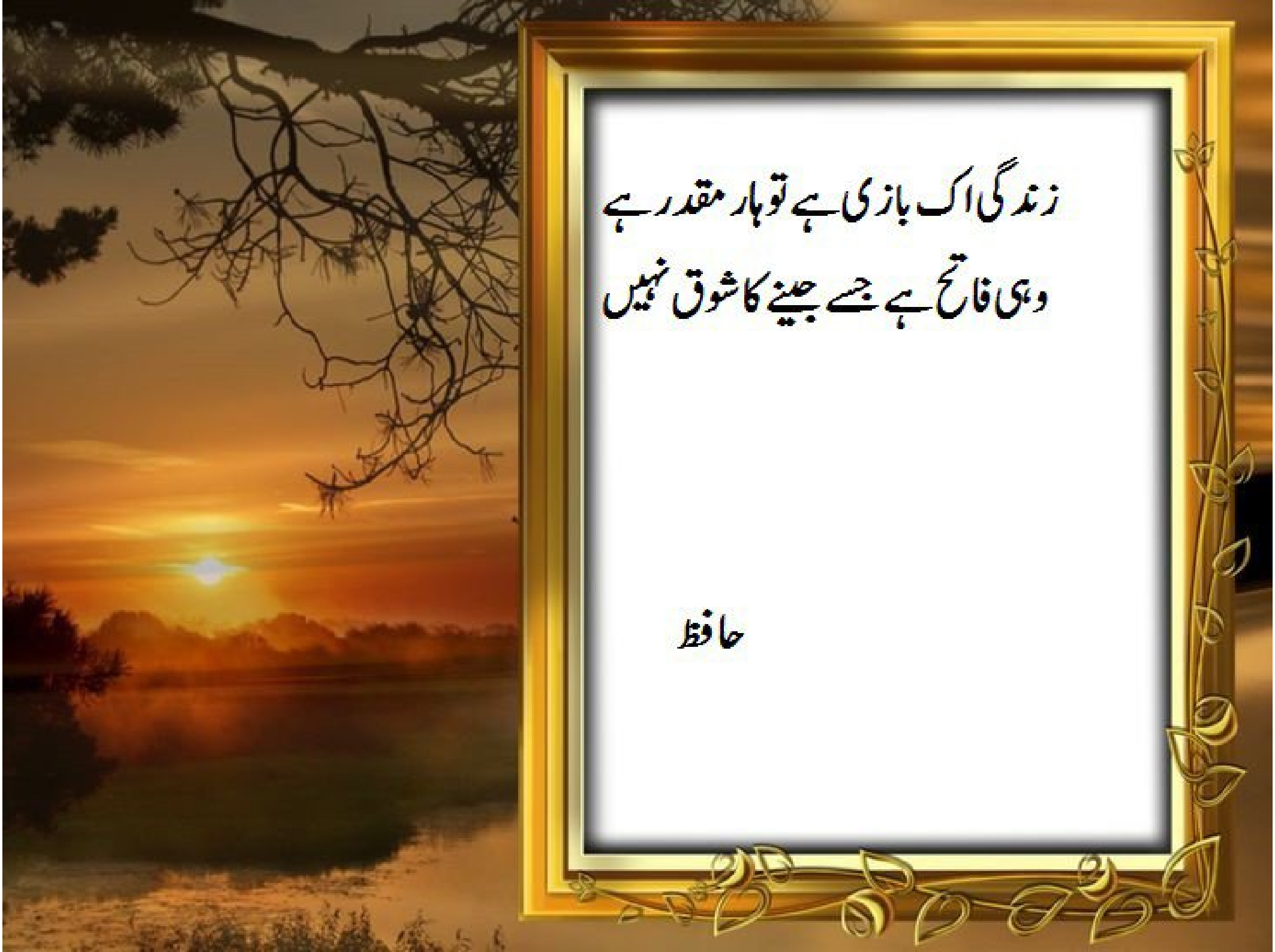
زندگی اک بازی ہے توہار مقدر ہے
وہی فاتح ہے جسے جینے کا شوق نہیں
حافظ

سفید اوراق پہ جیسے کالی تحریریں

آدمی کاتب ہے اپنی بداعمالی کا

حافظ

سفید اوراق پہ جیسے کالی تحریریں

آدمی کاتب ہے اپنی بداعمالی کا

حافظ

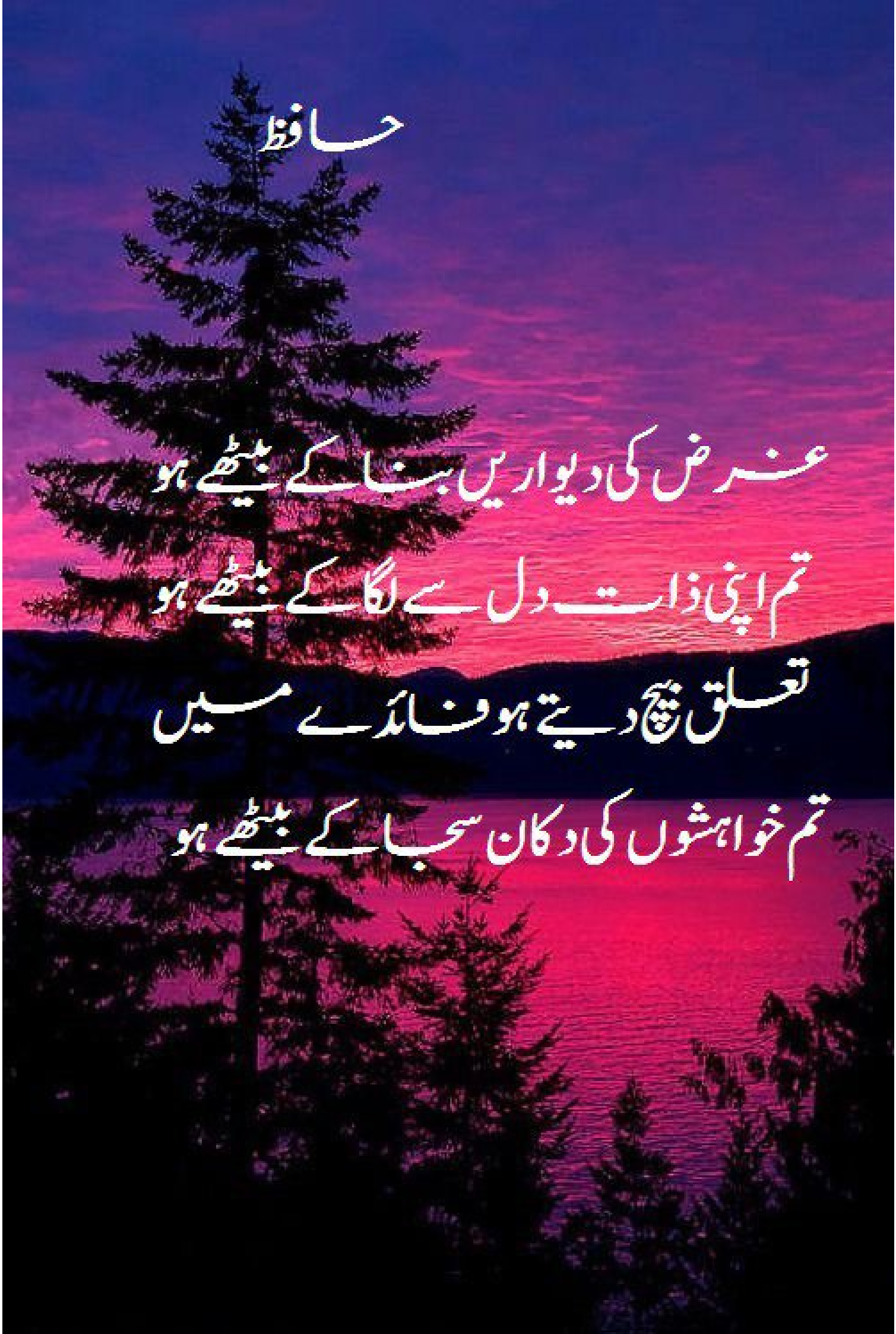
حافظ
غرض کی دیواریں بنا کے بیٹھے ہو
تم اپنی ذات دل سے لگا کے بیٹھے ہو
تعلق بیچ دیتے ہو فائدے میں
تم خواہشوں کی دکان سجا کے بیٹھے ہو

بارش بجھا دیتی ہے
آگ جو جلا دیتی ہے
نہ سیکھا گر تیرنا
تو لہر بہا دیتی ہے
یہ دن ہیں سوکھے پتے
ہوا جسے اڑا دیتی ہے
کڑی دھوپ جلاتی ہے
آدمی کو سزا دیتی ہے

حاصل

زندگی گزارنے کے بعد
انسان کو دغا دیتی ہے
ایک ہی راستہ ہے سامنے
تقدیر سبھی کو دکھا دیتی ہے

حافظ

اتنے بھی گہرے نہیں ہوتے خون کے رشتے

لہو پینا جائز نہیں ہے رشتوں کے نام پر

حافظ

اتنے بھی گہرے نہیں ہوتے خون کے رشتے

لہو پینا جائز نہیں ہے رشتوں کے نام پر

مفلسی میں خوش رہنے لگے ہیں اللہ کے بندے

واعظ نے کر دیا ہے لوگوں کو تارک دنیا

حافظ

میرے قتل کے ثبوت نمایاں ہیں دوستو
اس زندگی سے تعلقات اچھے نہیں میرے

حافظ

جس کا غرور بہت جان لیوا ہے

بے رخی کا اک شہکار ہے آدمی

حافظ

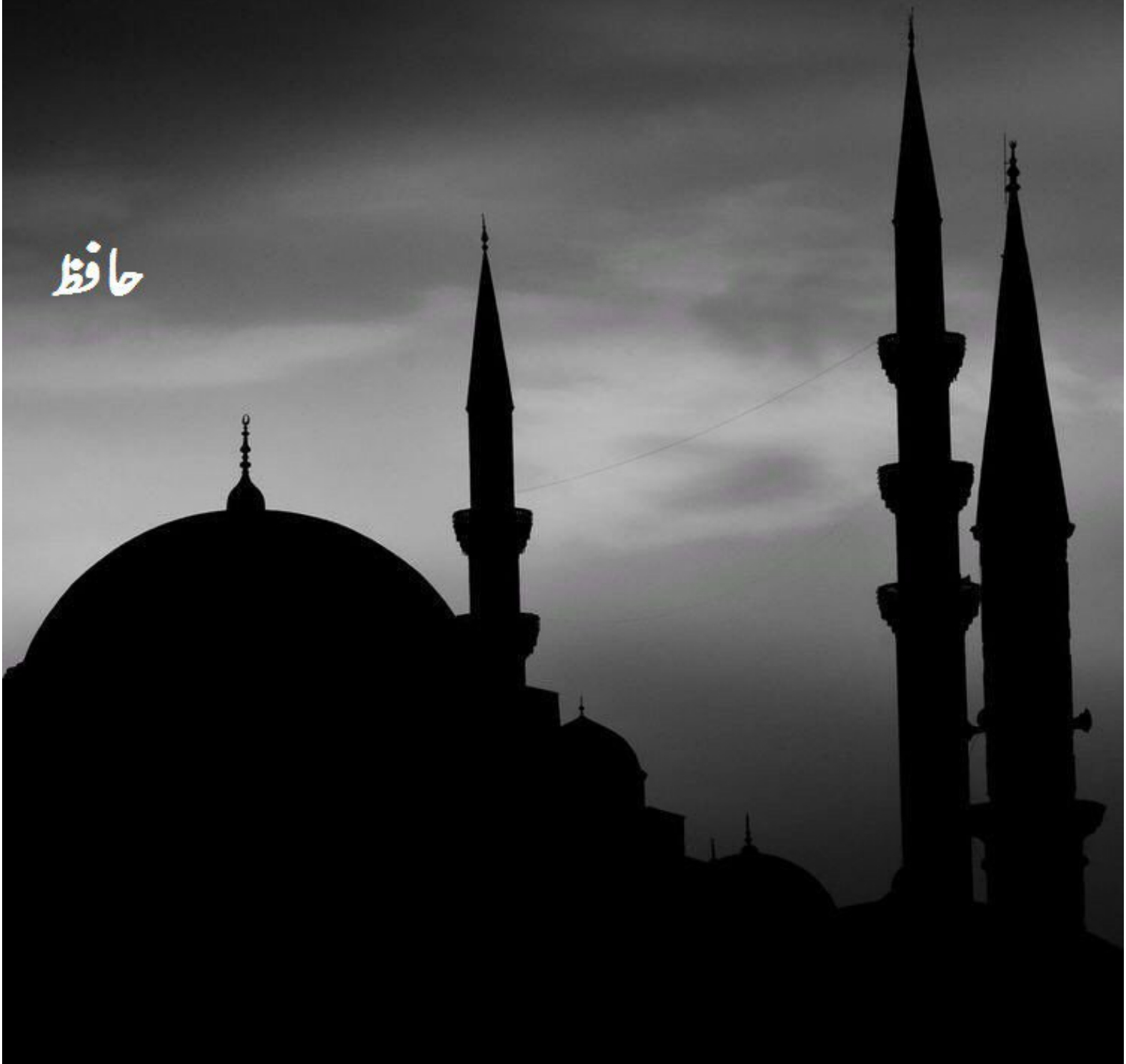

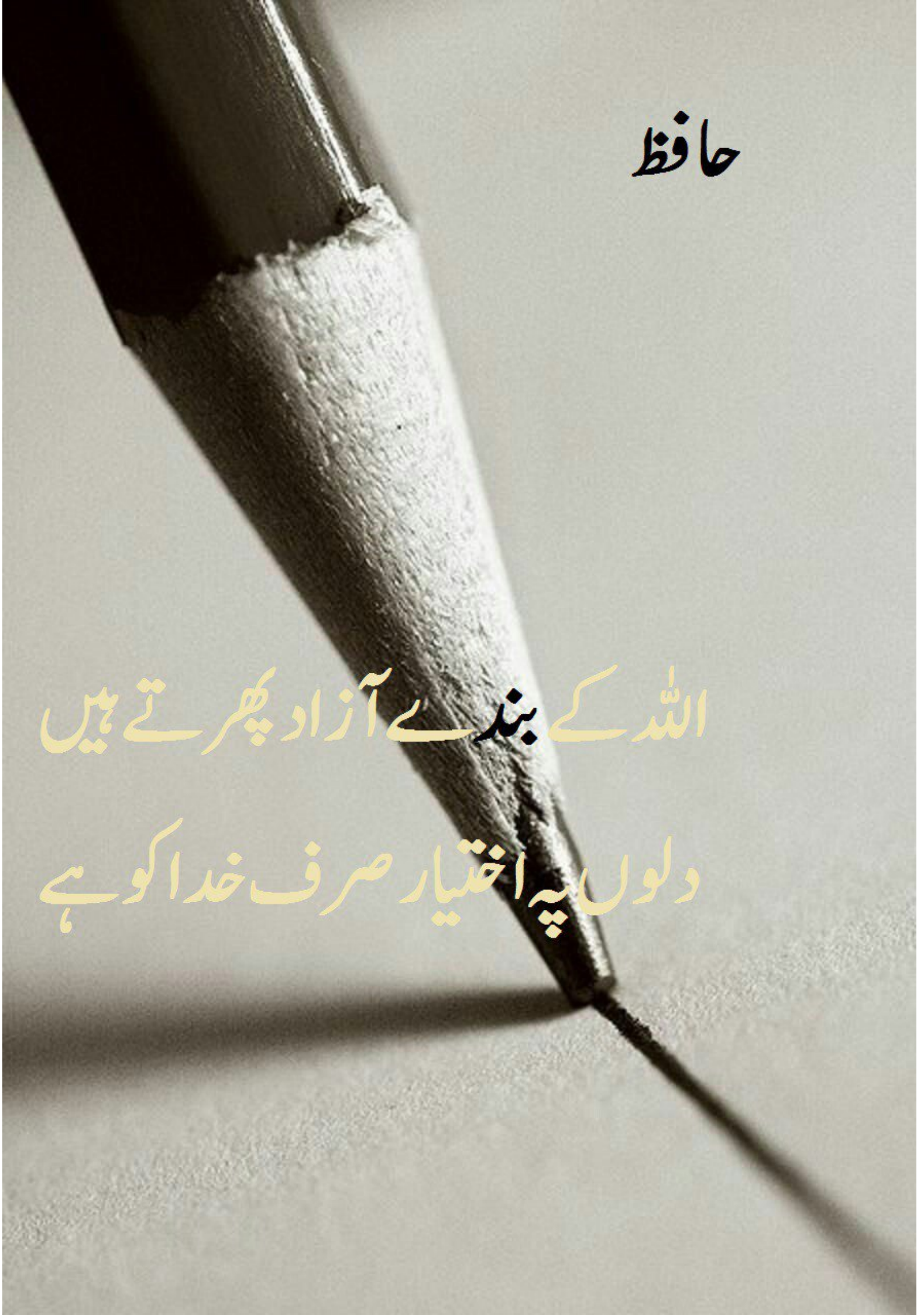
حافظ
اللہ کے بندے آزاد پھرتے ہیں
دلوں پہ اختیار صرف خدا کو ہے

کیا وجہ بے ابرو ہے مسلماں
حامل قرآن کبھی بے قیمت نہیں ہوتے

حافظ

میری پرواز میں چھپا ہے راز زندگی کا

آدمی کے شاہیں نہیں زمیں بوسی

حافظ

معصومیت کسے کہتے ہیں اس زمانے میں

کوئی وعدہ کوئی تعلق قائم ہو خلوص پہ

حافظ

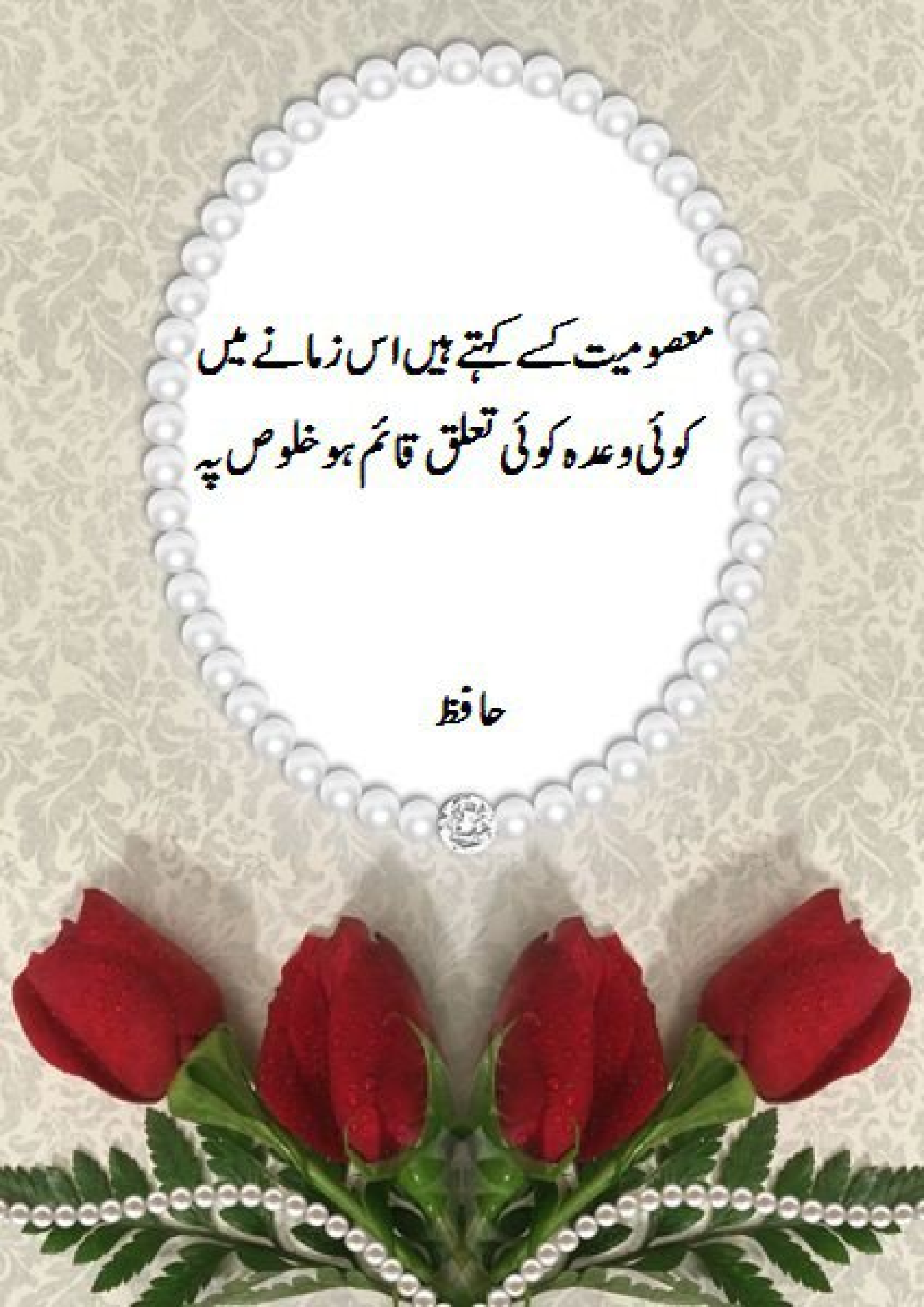

رب داد تا ٹھکرایا

تے مثال کھوتے جئ

دل دتا جئے دنیانوں

تے مثال کتے جئ

حافظ

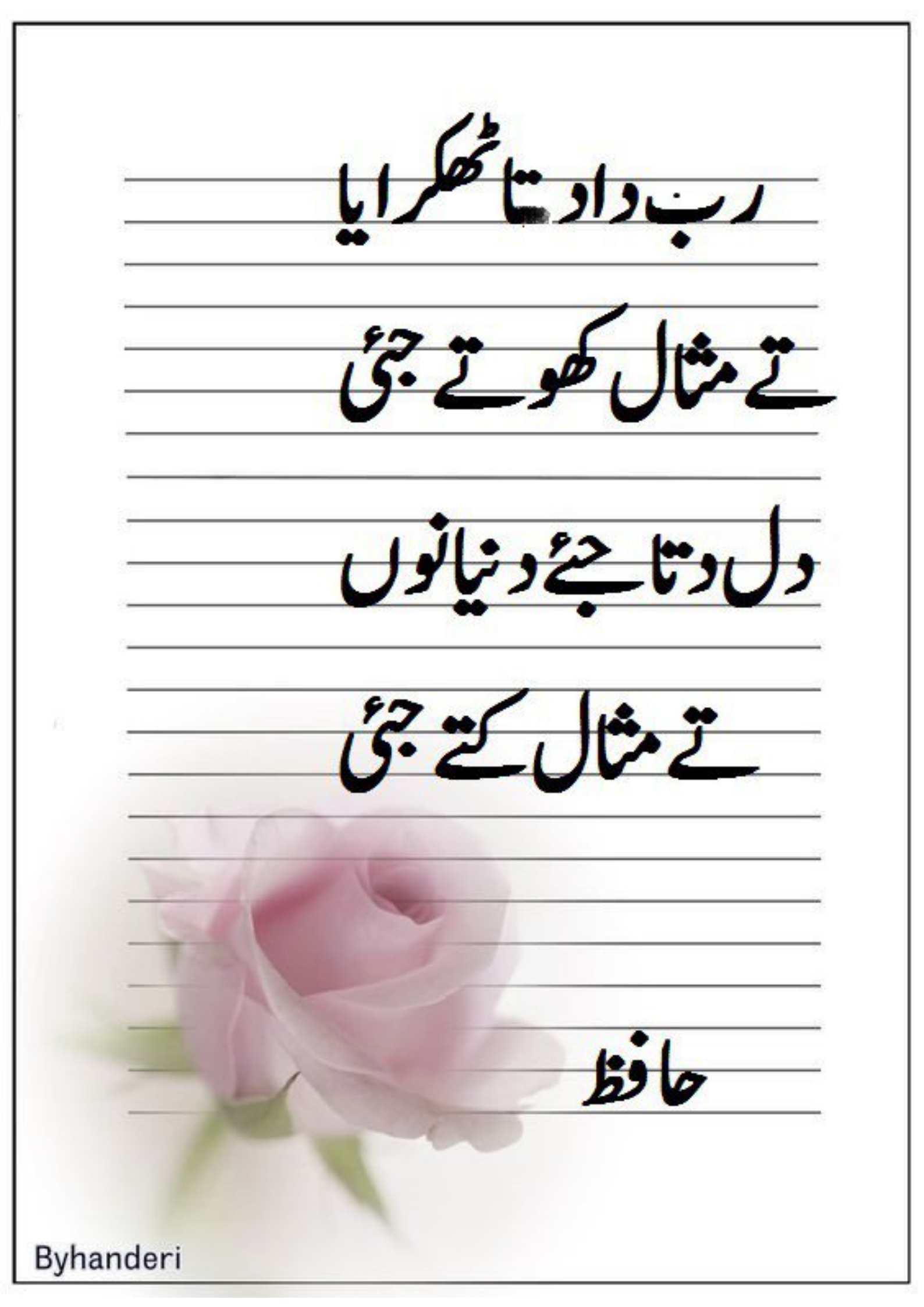

Byhanderi

اسکی قدرت کے آگے سرنگوں ہے کائنات
جا کے ملحدوں سے کہہ دو خدا سامنے ہے تمھارے

حافظ

اگر مختصر نہ ہوتی زندگی

جینے کی آرزو نہ کرتے

ہو جاتا حاصل جو لاحاصل

کچھ پانے کی جستجو نہ کرتے

بات بنتی اگر قطع کلام سے

ہم قسم سے گفتگو نہ کرتے

حافظ

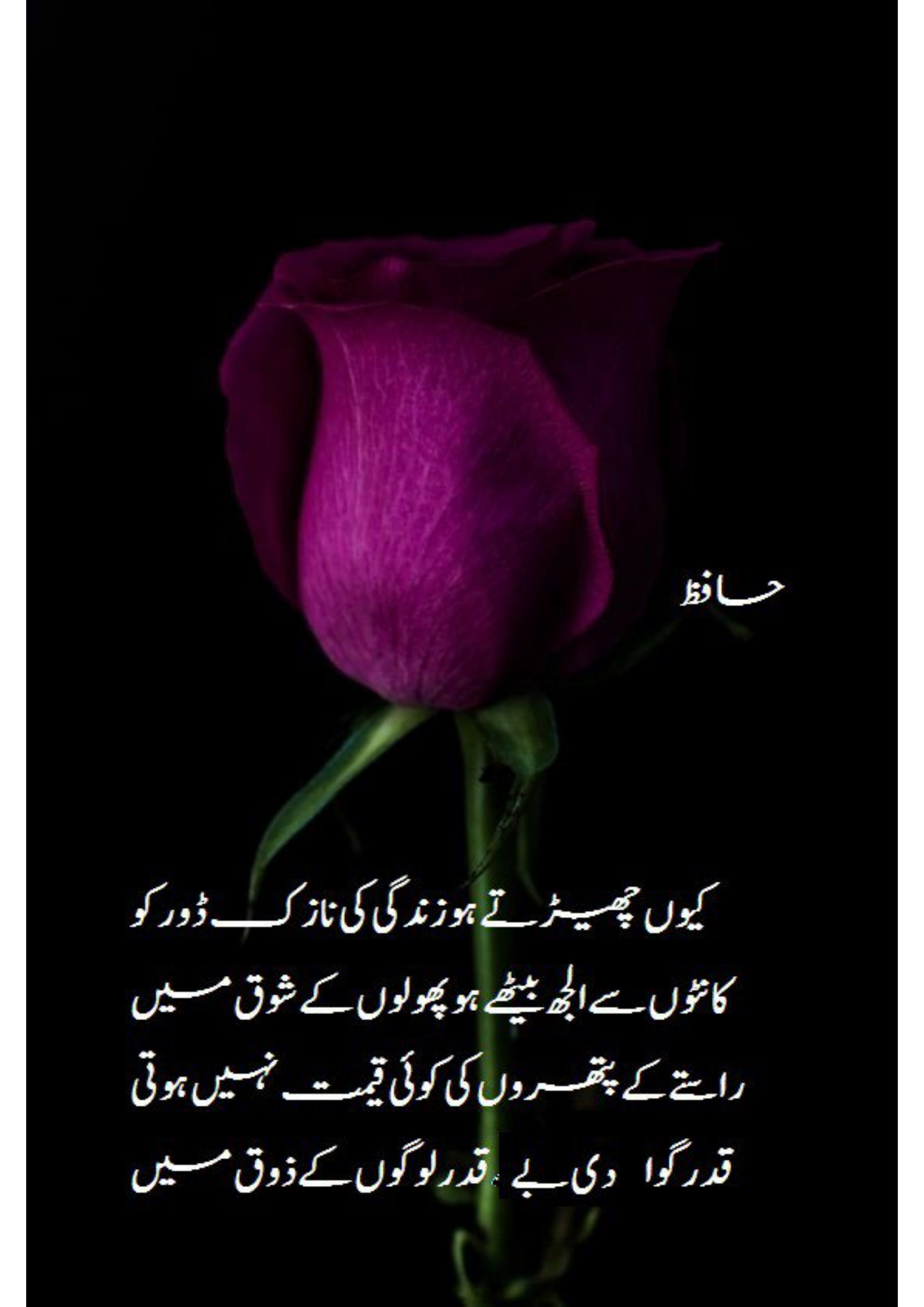
حافظ
کیوں چھیڑتے ہو زندگی کی نازک ڈور کو
کانٹوں سے الجھ بیٹھے ہو پھولوں کے شوق میں
راستے کے پتھروں کی کوئی قیمت نہیں ہوتی
قدر گوا دی بے قدر لوگوں کے ذوق میں

بہت بے درد نکلی اس زمانے کی ہوا

اڑا ڈالے اپنے چمن کی ہرے پتے

حافظ

زمانہ برا ہے تم دیکھنا ذرا

اپنے فیصلوں کو پرکھنا ذرا

بہت آساں ہے انسان کی تباہی

قدم اٹھانے سے پہلے سوچنا ذرا

حافظ

rawpixel

لہو سے بنے قدموں کے نشان

ثبوت ہیں ہم نے اسے تلاش کیا

حافظ

حافظ

کس نے دکھائے ہیں لوگوں کو سبز باغ

ہر آدمی اب رہتا ہے اپنی ہی جنت میں

دعا کا اثر تو دل سے جڑا ہے

خالی ہاتھوں کی کوئی وقعت نہیں

حافظ

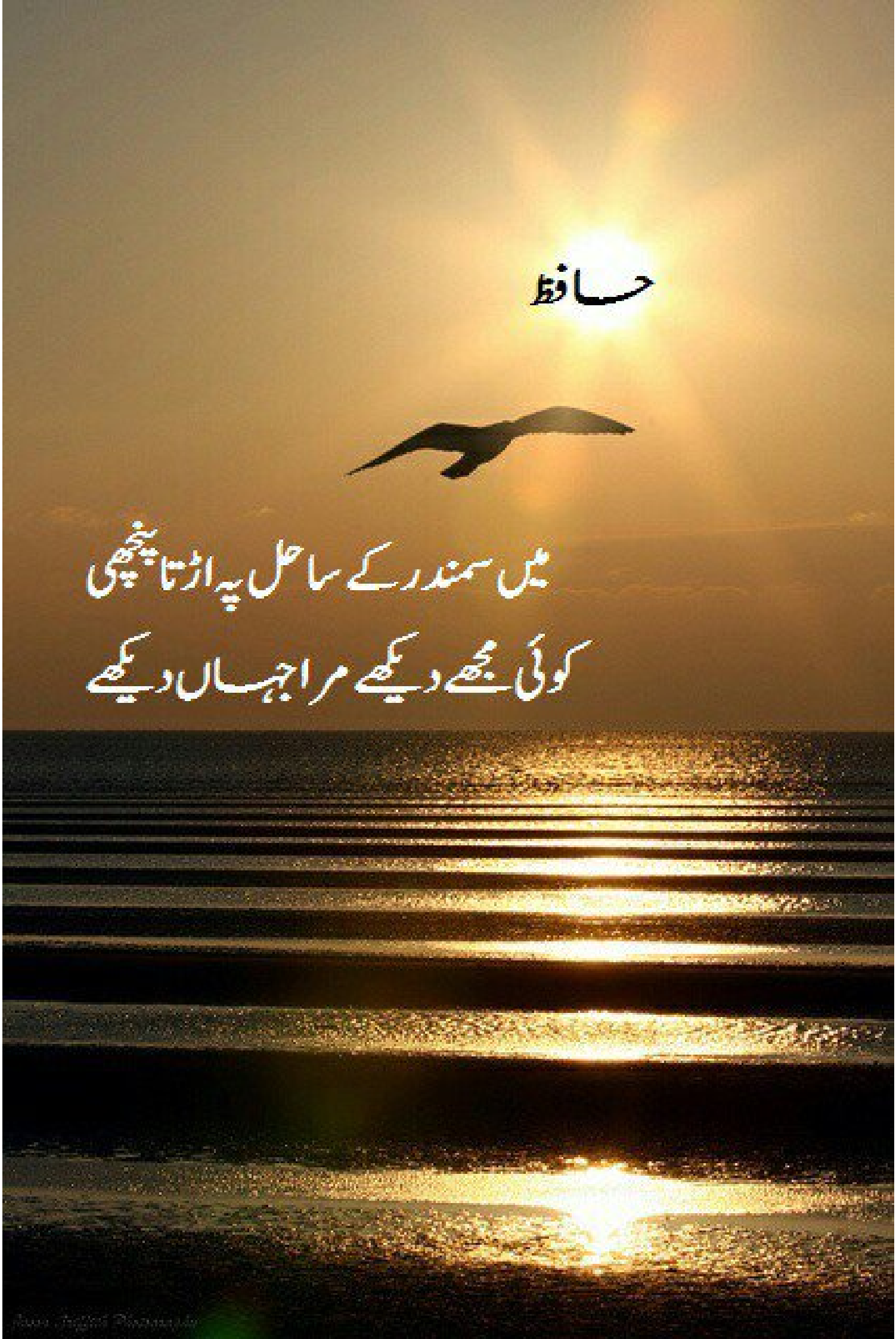
حافظ
میں سمندر کے ساحل پہ اڑتا پنچھی
کوئی مجھے دیکھے مرا جہاں دیکھے

زندگی خواہشوں کا بیان ہے

حسیں خوابوں کی داستان ہے

کتاب حیات کی پر کیف تحریریں

تخلیق آدم شاعری کا اک دیوان ہے

حافظ

جلتی رہے آگ سینے کی صبح و شام
چراغ ہیں یہ آنکھیں شمع فروزاں میرا دل
حافظ

لوگ خدا کے گھر کو لوٹ جاتے ہیں
دنیا کے مہمان بن کے چند لمحات
حافظ

جب سے چھوٹا ہے ترا ہاتھ

اب میں کیا مری زندگی کیا

حافظ

حافظ
سو گئے لوگ مٹی میں
مٹی پہ ناچتے ناچتے

اے وقت اگر تو میرا نہ ہو سکا
اڑا دوں گا تجھے ہوا کے دوش پر
حافظ

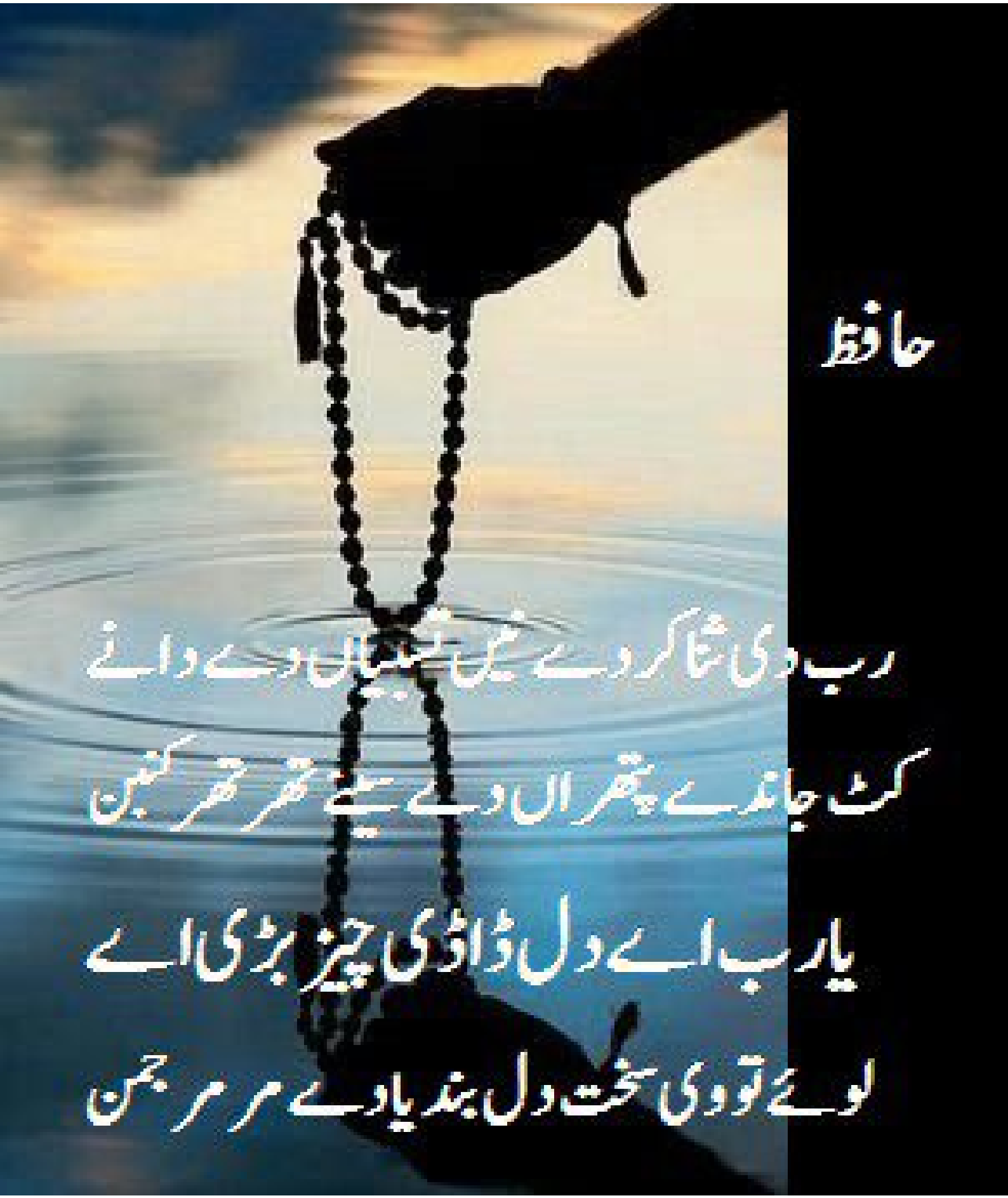
حافظ
رب دی ثنا کردے نیں تسبیاں دے دانے
کٹ جاندے پتھراں دے سینے تھر تھر کنبن
یارب اے دل ڈاڈی چیز بڑی اے
لوئے تو وی سخت دل بندیا دے مر مر جمن

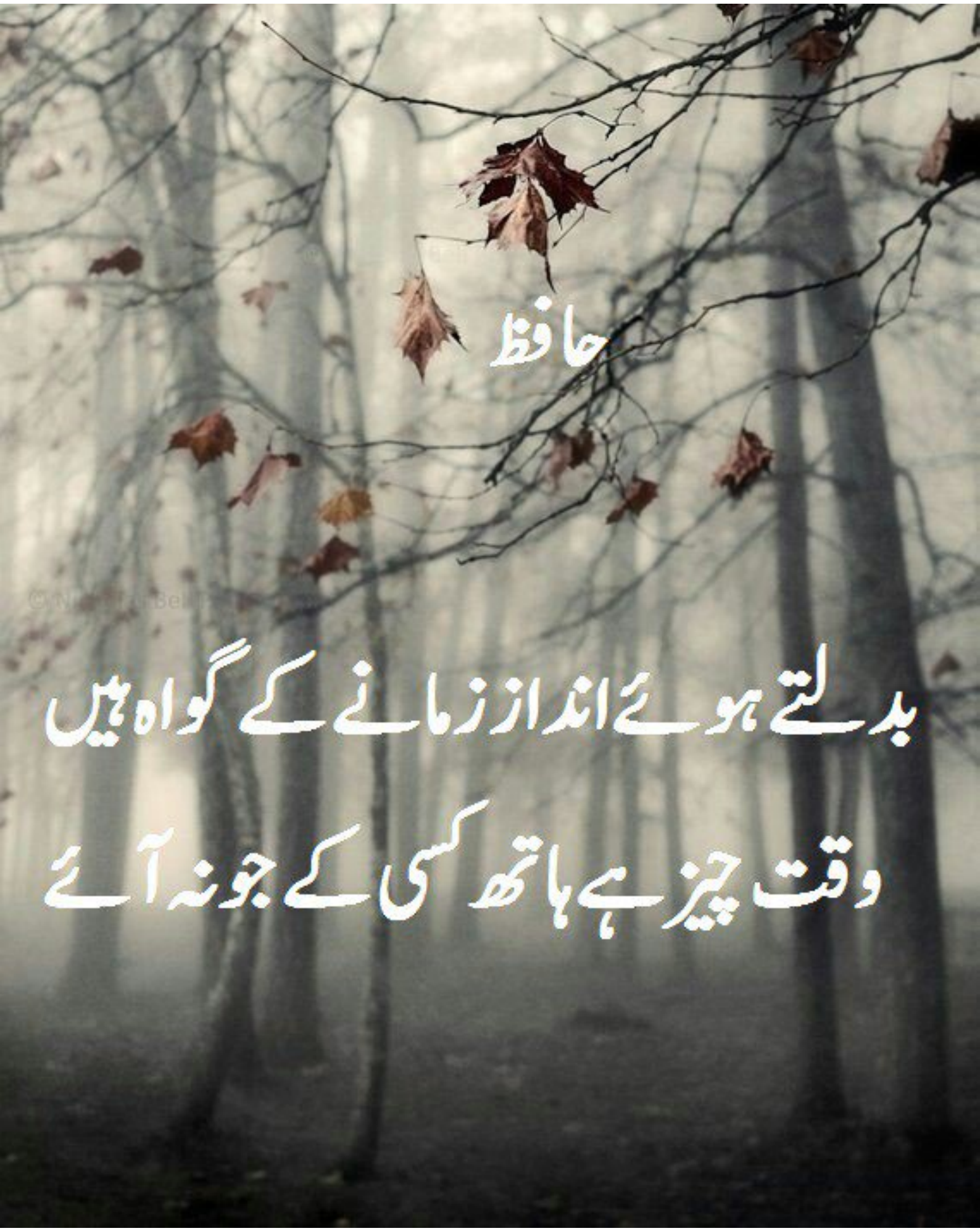
حافظ
بدلتے ہوئے انداز زمانے کے گواہ ہیں
وقت چیز ہے ہاتھ کسی کے جو نہ آئے

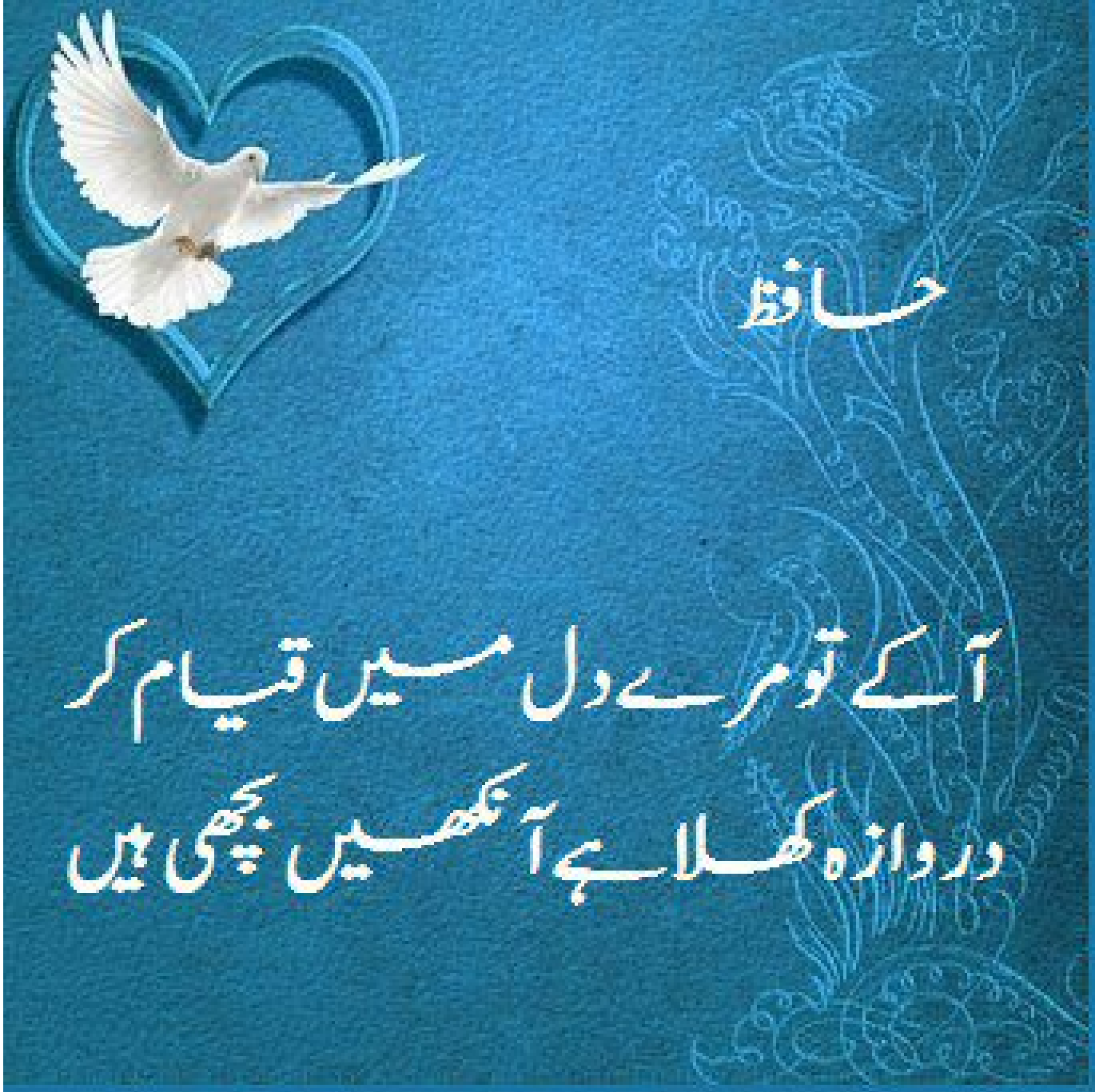
حافظ
آ کے تو مرے دل میں قیام کر
دروازہ کھلا ہے آنکھیں بچھی ہیں

جس کی تخلیق میں پنہاں اس کائنات کی وجہ
اے حضرت انسان تو ہی محبوب ہے آسمانوں تک
حافظ
PHOTOGRAPHY

حافظ
بسم اللہ الرحمن الرحیم
زندگی بدل جاتی ہے زندوں کی
کلام خدا دیتا ہے لوگوں کو حیات

حافظ
وہ جس میں جذبات سے کھیلا جاتا ہے
لوگوں نے بنایا ہے اک نیا کھیل

شوق کی بلندیوں پہ سدا دوں گا
زندگی کو دیکھ کے مسکرا دوں گا
ان بادلوں میں ڈوب کے میں
زمیں کو کوئی تماشہ دکھا دوں گا

حافظ

درختوں سے اتر آتے ہیں سوکھے پتے

پیروں میں کچلے جاتے ہیں سوکھے پتے

کھا گئی عمر بدلتی ہوئی رتوں کی بھوک

سنہری سے سیاہ ہو جاتے ہیں سوکھے پتے

حافظ

زندگی کے لیے جس طرح کی ہے لڑائی حافظ
جنگ آزادی کی طرح ہے اک داستان
حافظ

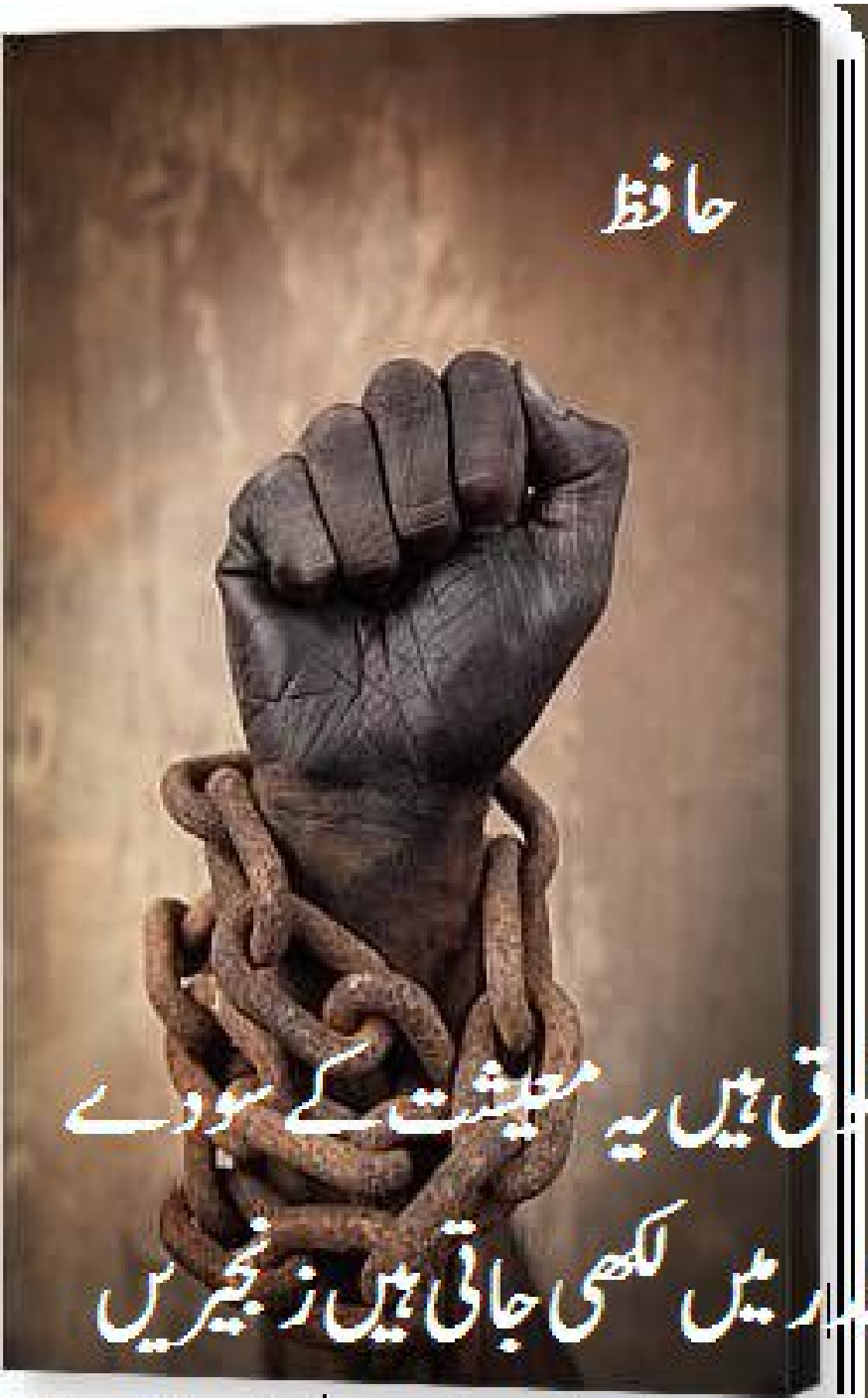

غلامی کا طوق ہیں یہ معیشت کے سودے
قوم کے مقدر میں لکھی جاتی ہیں زنجیریں

زباں بندی ہے کوئی بولنے نہیں دیتا
بیتاب دلوں کو زمانہ دھڑکنیں نہیں دیتا

ہے عروج پر اب قفل سازی یہاں
بند در بچوں کو کوئی کھولنے نہیں دیتا

ہوئے مجبور اتنے وقت کے مبلغ
سوالی کوئی سوال پوچھنے نہیں دیتا

اللہ کے بندوں کو لگایا کس نے اپنے پیچھے
خوف ضرورت انہیں سوچنے نہیں دیتا

پردے کے پیچھے جانے کیا ہو رہا ہے
وقت کا داروغہ کچھ دیکھنے نہیں دیتا

حافظ

حافظ

کسی خیال کے پیچھے ہے پرواز میری
مری منزل ہے دشت آوارگی کے اوپر

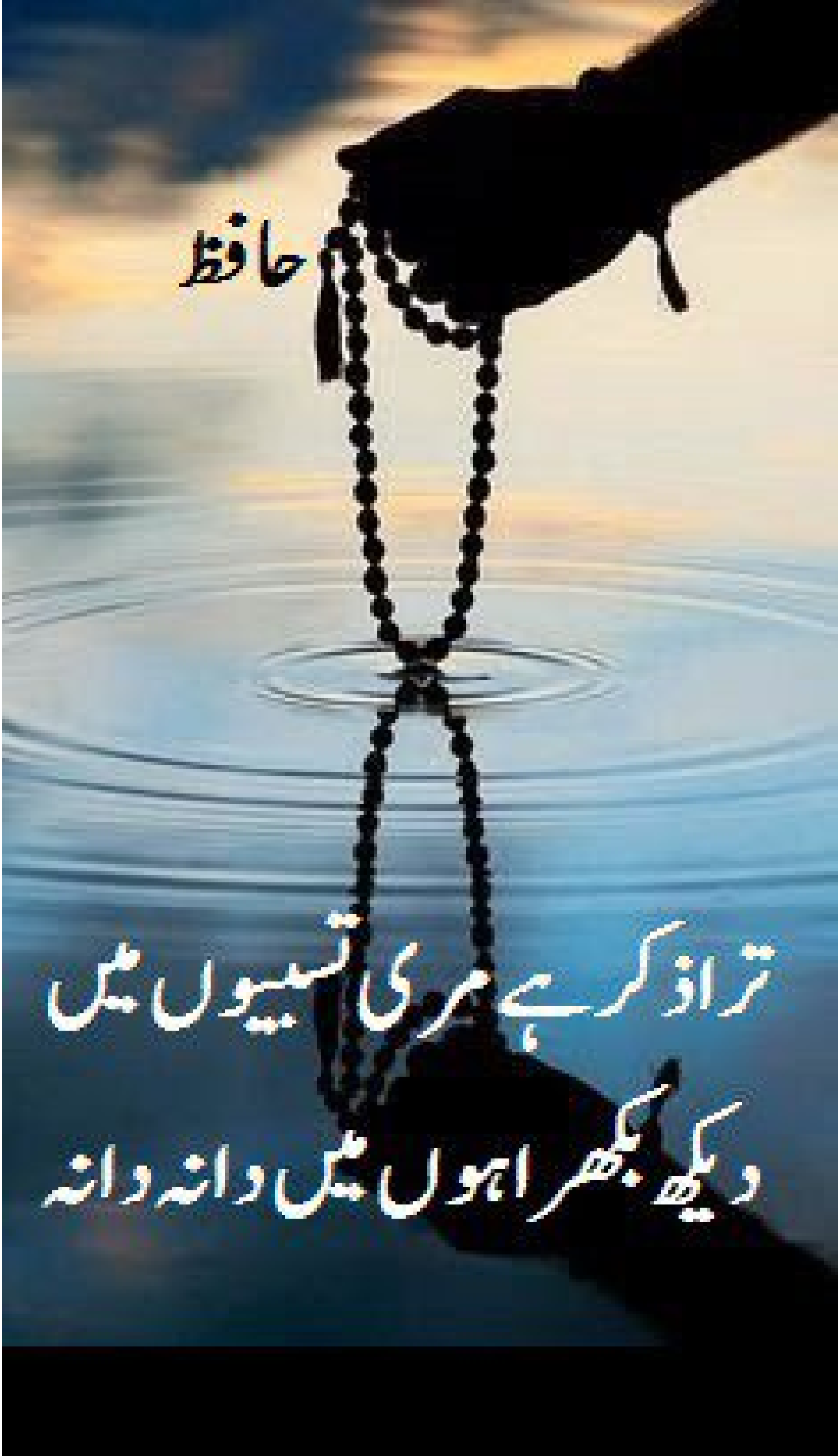
حافظ
تراذکر ہے مری تسبیوں میں
دیکھ بکھرا ہوں میں دانہ دانہ

کس جگہ سے گرا آدمی کا مقام

جنت سے اتر کر ہوا مٹی مٹی

حافظ

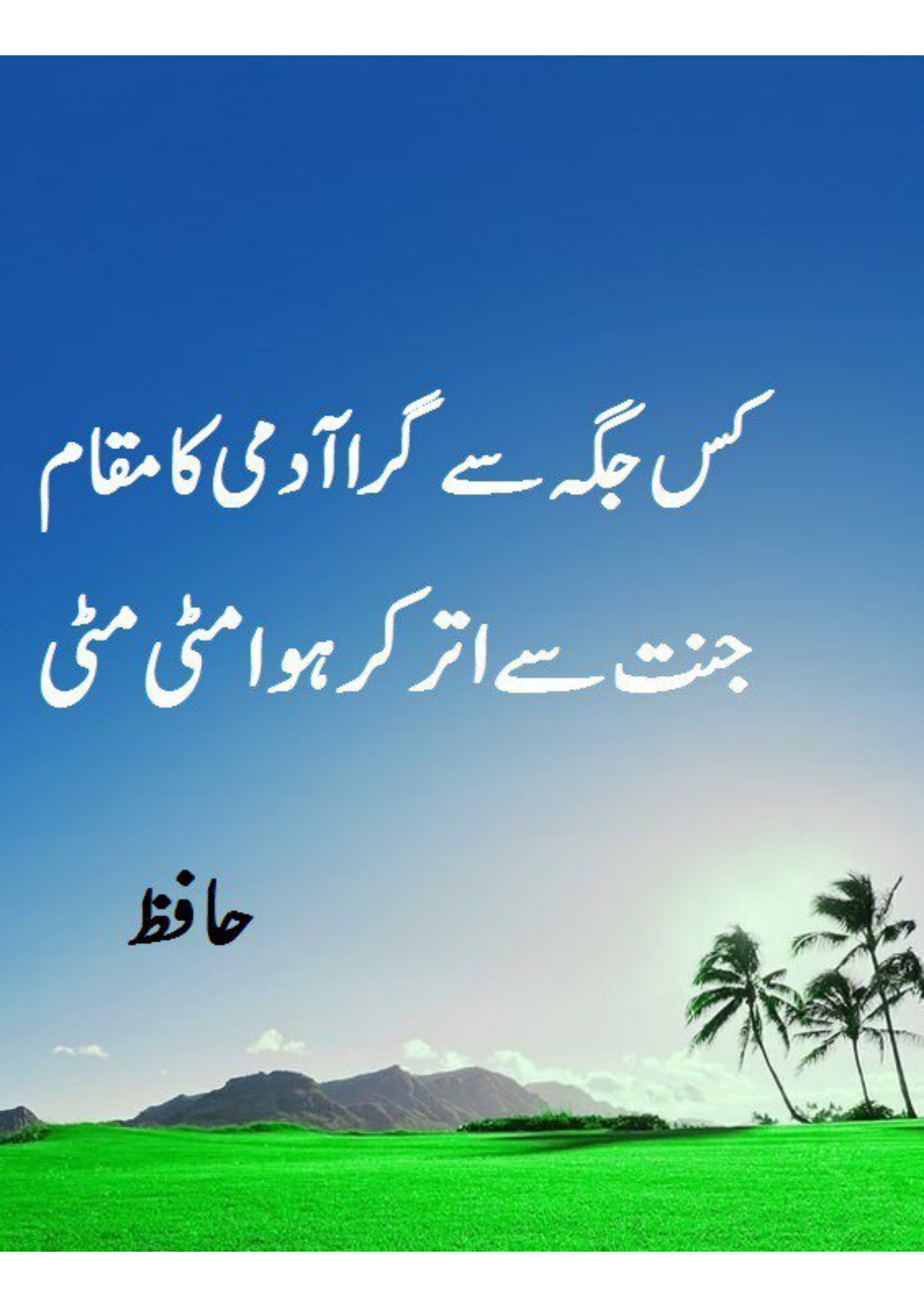

صحرا نشینی میں کھودوں میں اپنا پتہ
ملے تو وہ ملے ملوں تو اسے ملوں

حافظ

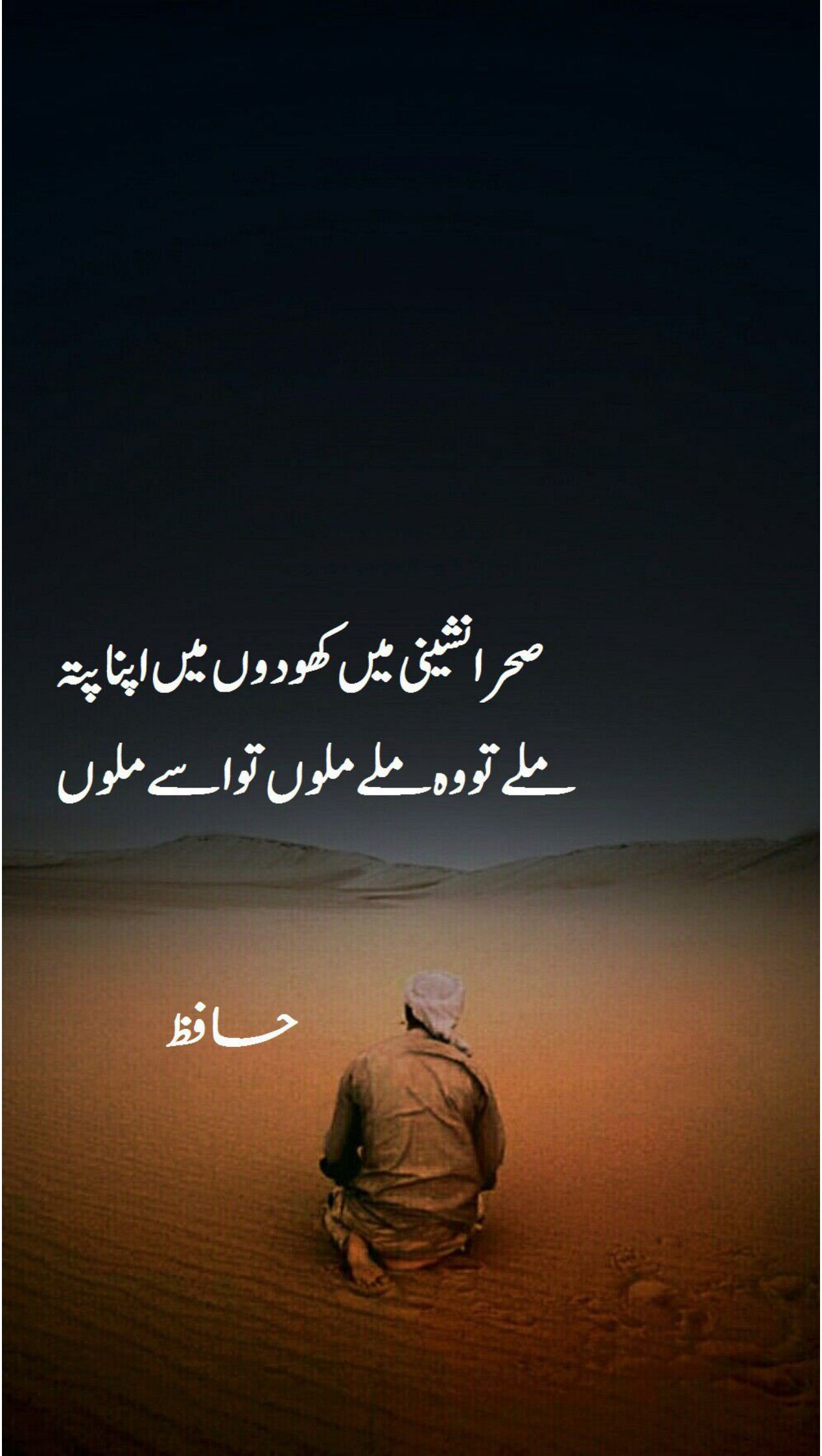

ہزار کتابوں میں نہیں ملتا

جو قرآن میں ہے نہیں ملتا

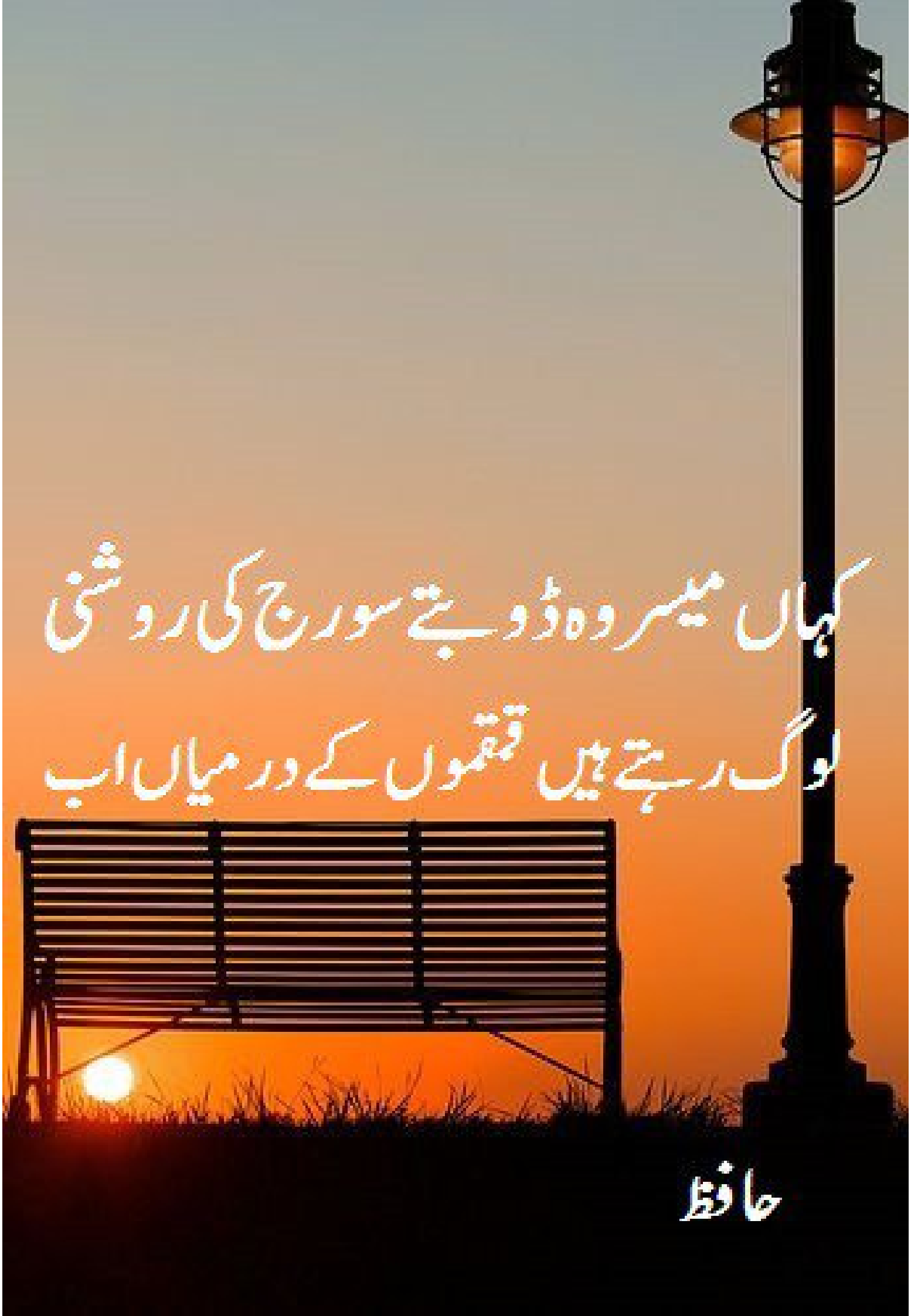
کہاں میسر وہ ڈوبتے سورج کی روشنی
لوگ رہتے ہیں قمقموں کے درمیاں اب
حافظ

نہیں اعتراض تری ذات حباویدہ کی قسم
ترا بندہ ہوں مجھے بندگی میں عروج دے
حافظ

جدا ہوتی ہے روح جس طرح جان سے
ایسا ہی تھا مرے ہر خواب کا ٹوٹنا

حافظ

حافظ
پرندے چہچہاتے ہوئے اچھے لگتے ہیں
ستارے جگمگاتے ہوئے اچھے لگتے ہیں
خدا نے بخشا ہے بندوں کو اختیار
انسان مسکراتے ہوئے اچھے لگتے ہیں

بڑی شدت سے سوچا شکوا کروں گا آج
نظر اٹھا کے دیکھا مسکرا رہا تھا وہ
حالت غم میں اشک تھم نہ سکے تو دیکھا
زمیں سے مرے آنسو اٹھا رہا تھا وہ

حافظ

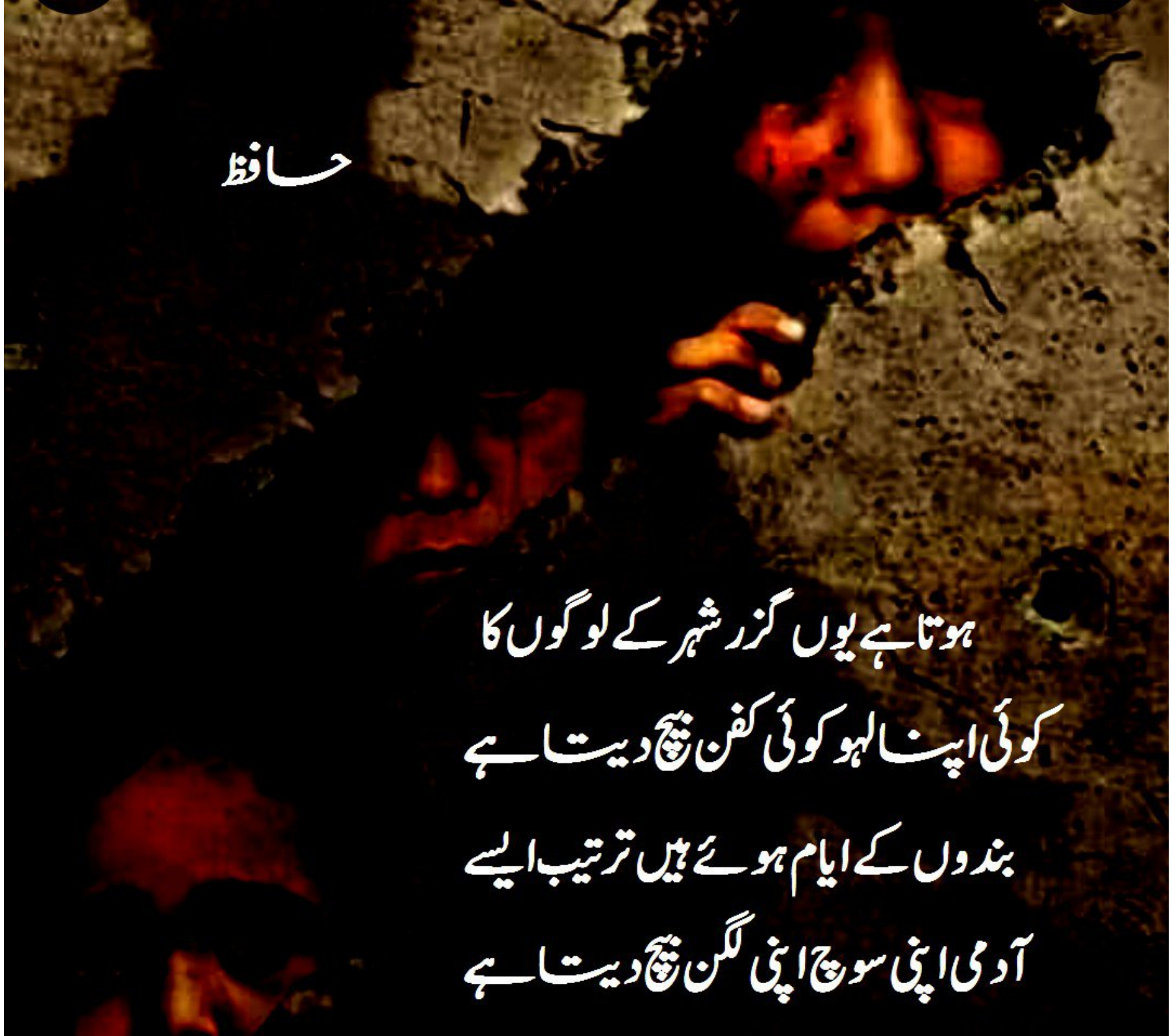
حافظ
ہوتا ہے یوں گزر شہر کے لوگوں کا
کوئی اپنا لہو کوئی کفن بیچ دیتا ہے
بندوں کے ایام ہوئے ہیں ترتیب ایسے
آدمی اپنی سوچ اپنی لگن بیچ دیتا ہے

بدلے کی آگ میں جل رہے ہیں لوگ

دھواں سا نظر آتا ہے سارے شہر میں

حافظ

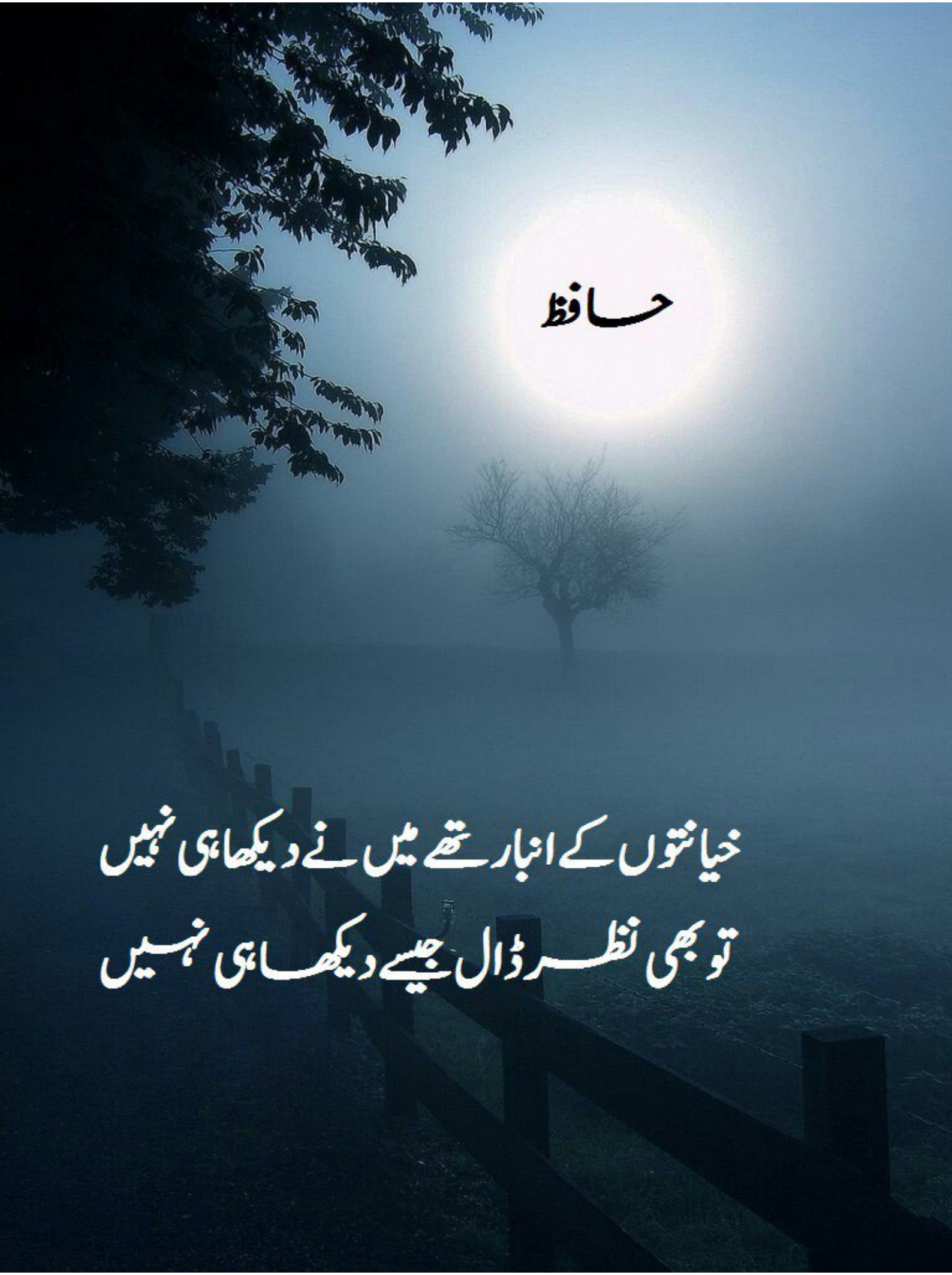
حافظ
خیانتوں کے انبار تھے میں نے دیکھا ہی نہیں
تو بھی نظر ڈال جیسے دیکھا ہی نہیں

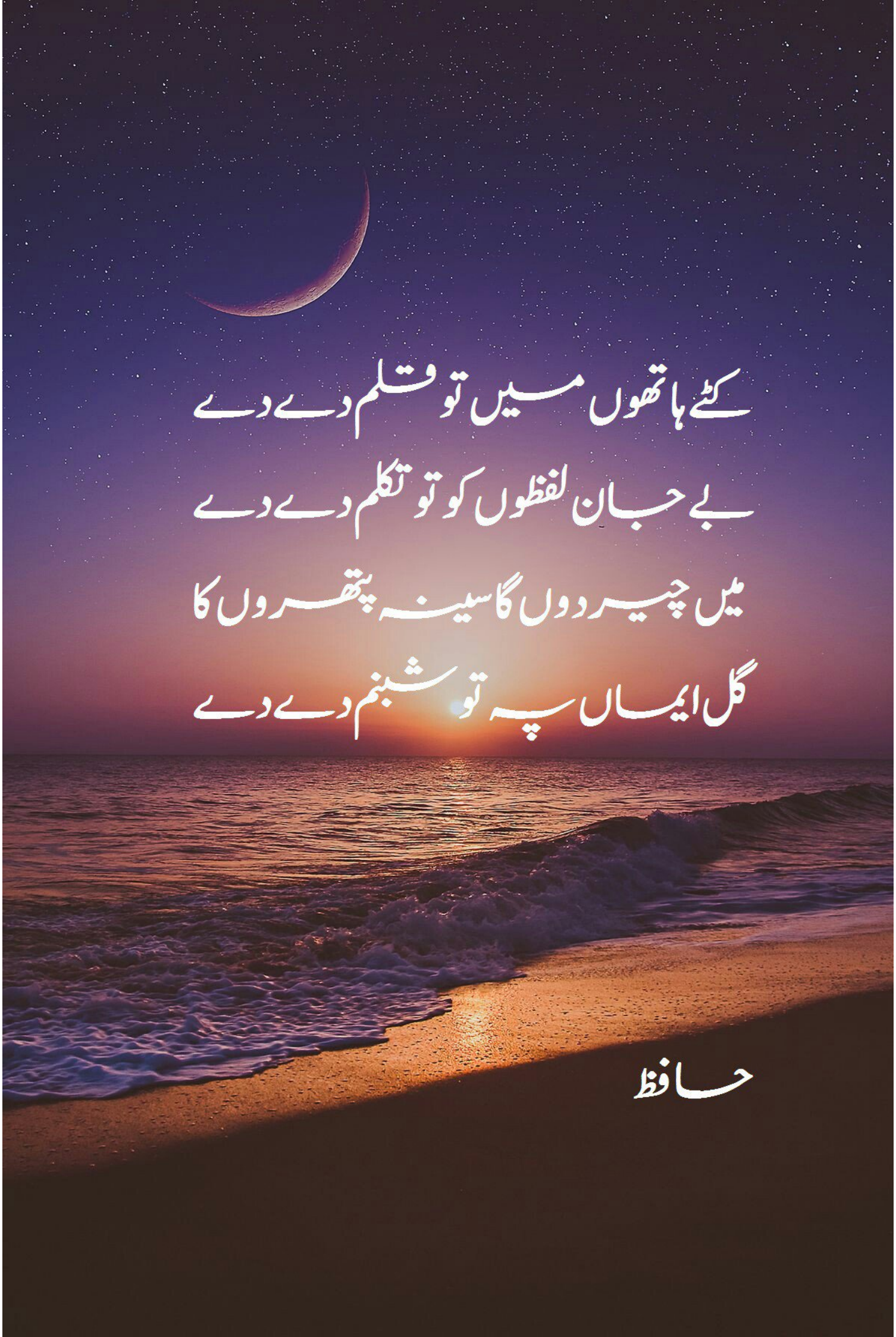
کٹے ہاتھوں میں تو قلم دے دے
بے جان لفظوں کو تو تکلم دے دے
میں چیر دوں گا سینہ پتھروں کا
گل ایماں پہ تو شبنم دے دے
حافظ

حافظ

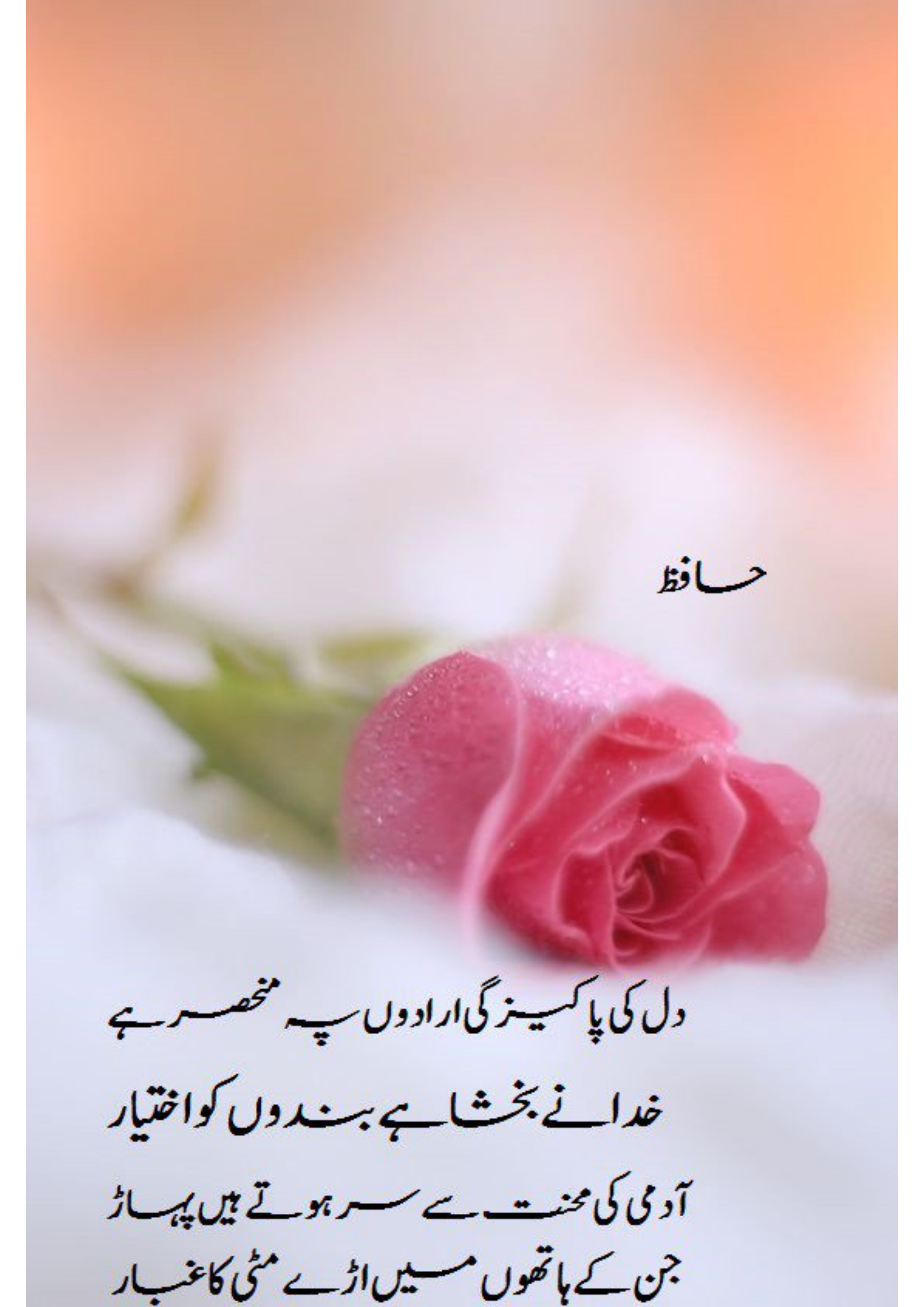

دل کی پاکیزگی ارادوں پہ منحصر ہے

خدا نے بخشا ہے بندوں کو اختیار

آدمی کی محنت سے سر ہوتے ہیں پہاڑ

جن کے ہاتھوں میں اڑے مٹی کا غبار

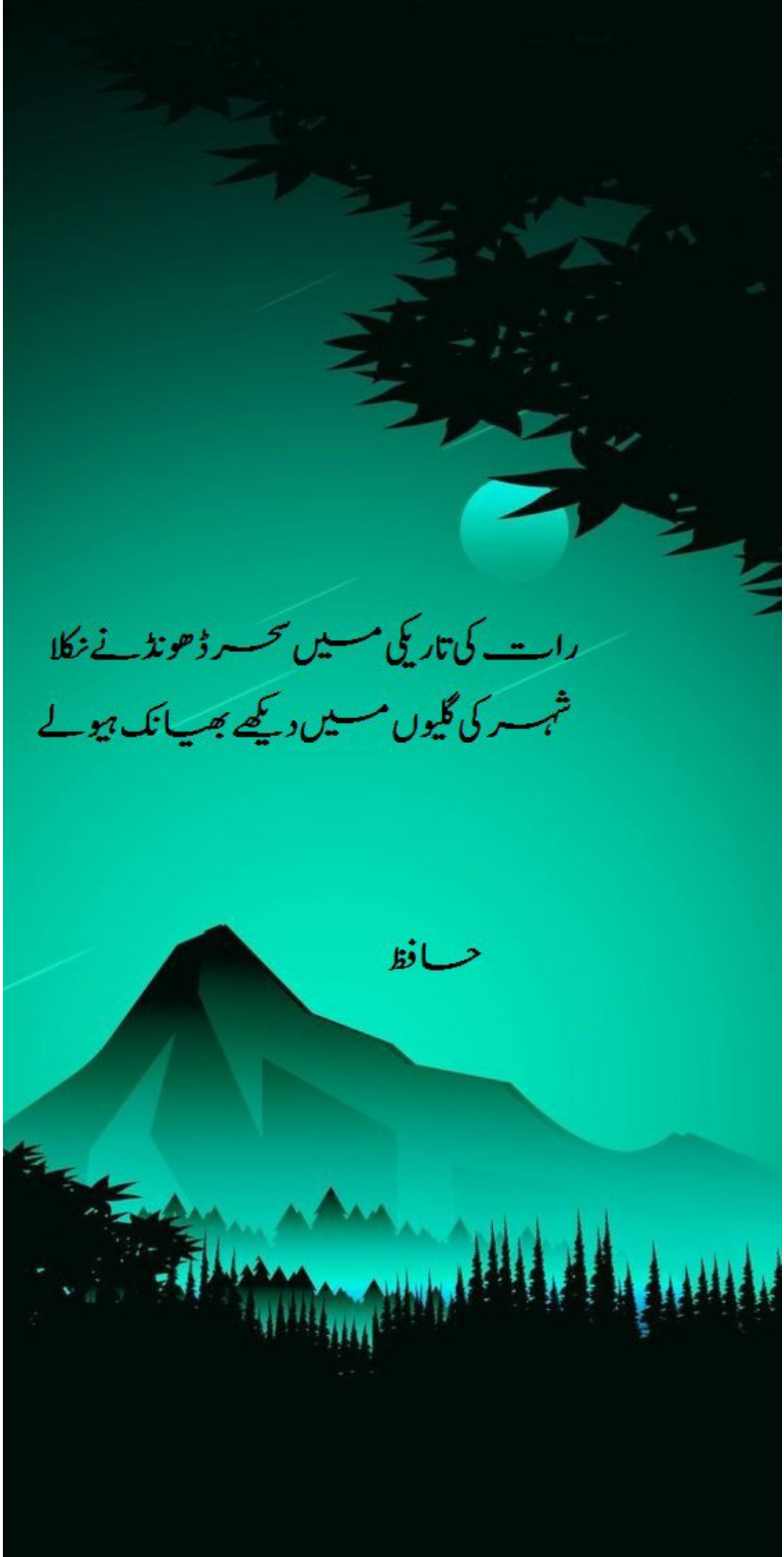
رات کی تاریکی میں سحر ڈھونڈنے نکلا
شہر کی گلیوں میں دیکھے بھیانک ہیولے
حافظ

آزاد سرزمیں پہ ہیں بندے غلام

نہ دورِ فرعونیت ہے نہ ضربِ کلیم

حافظ

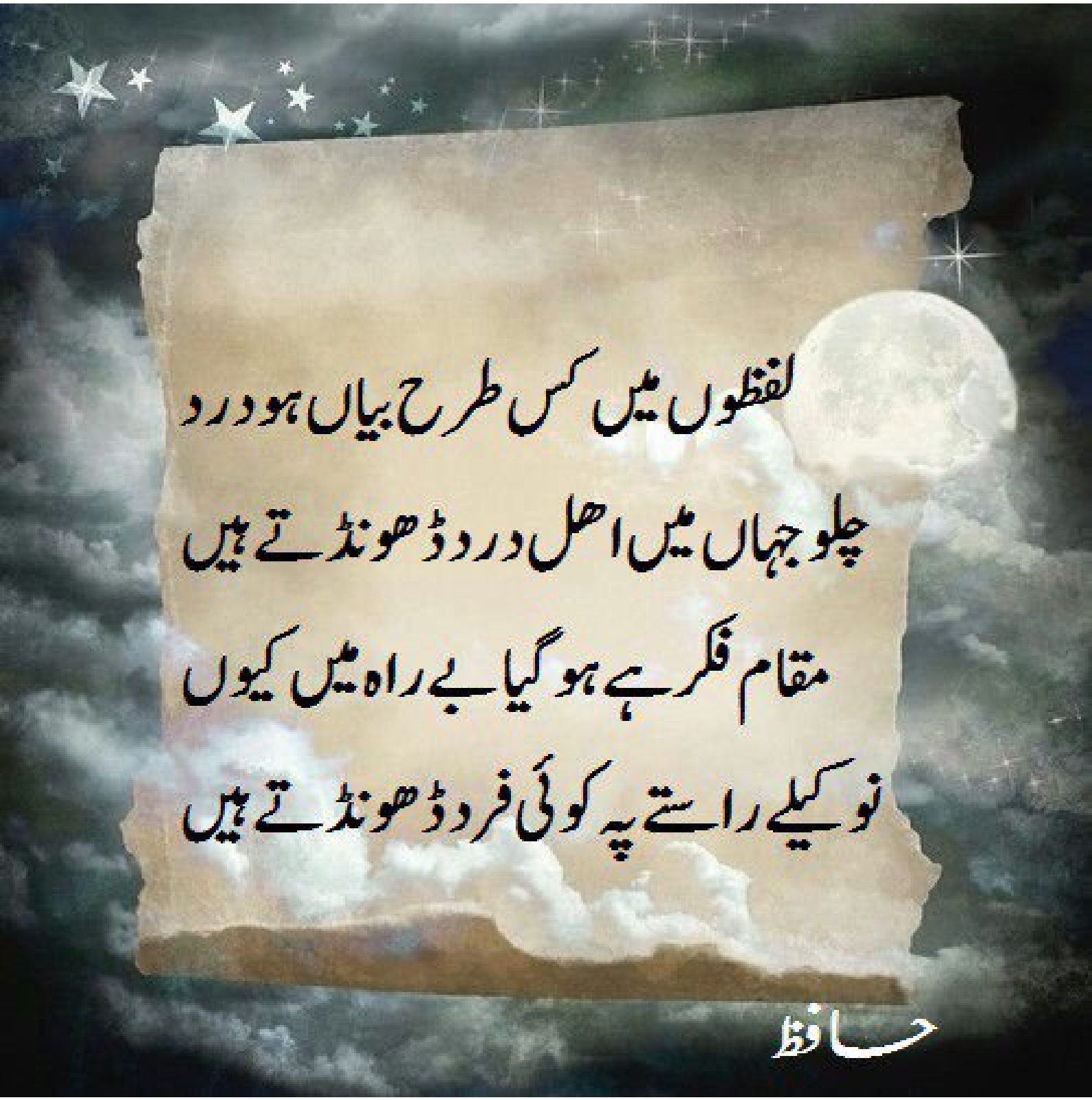
لفظوں میں کس طرح بیاں ہو درد
چلو جہاں میں اہل درد ڈھونڈتے ہیں
مقام فکر ہے ہو گیا بے راہ میں کیوں
نوکیلے راستے پہ کوئی فرد ڈھونڈتے ہیں
حافظ

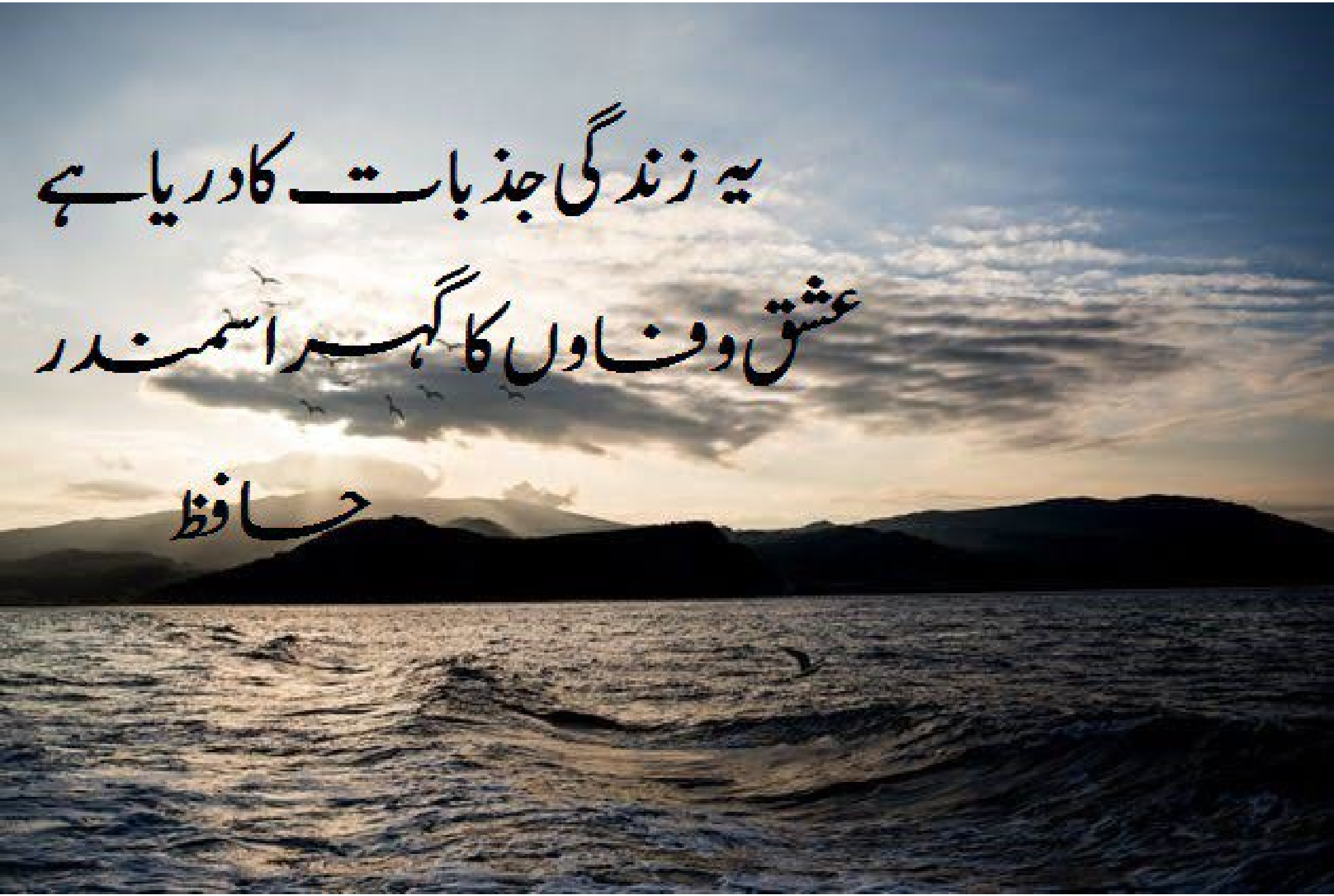
یہ زندگی جذبات کا دریا ہے
عشق وفاؤں کا گہرا سمندر
حافظ

یہ ہوا میں اڑتے ہوئے ذرات

کس نے اڑائی پیروں کی خاک

حافظ

خدا کا نور ہے سارے عالم پہ

اس کا سایہ ہے ہر سائے کے اوپر

حافظ

حافظ
رب کی تخلیق ہوں میں باقی رہوں گا
بس یہ مٹی سے بنا آدمی مر جائے گا

ہر ستم اس سے کیا تجھ میں
نفس اپنا ہی ستمگر نکلا!
زمانے سے لڑ کر لوٹ آیا
مقتل مرا ہی گھر نکلا!
حافظ

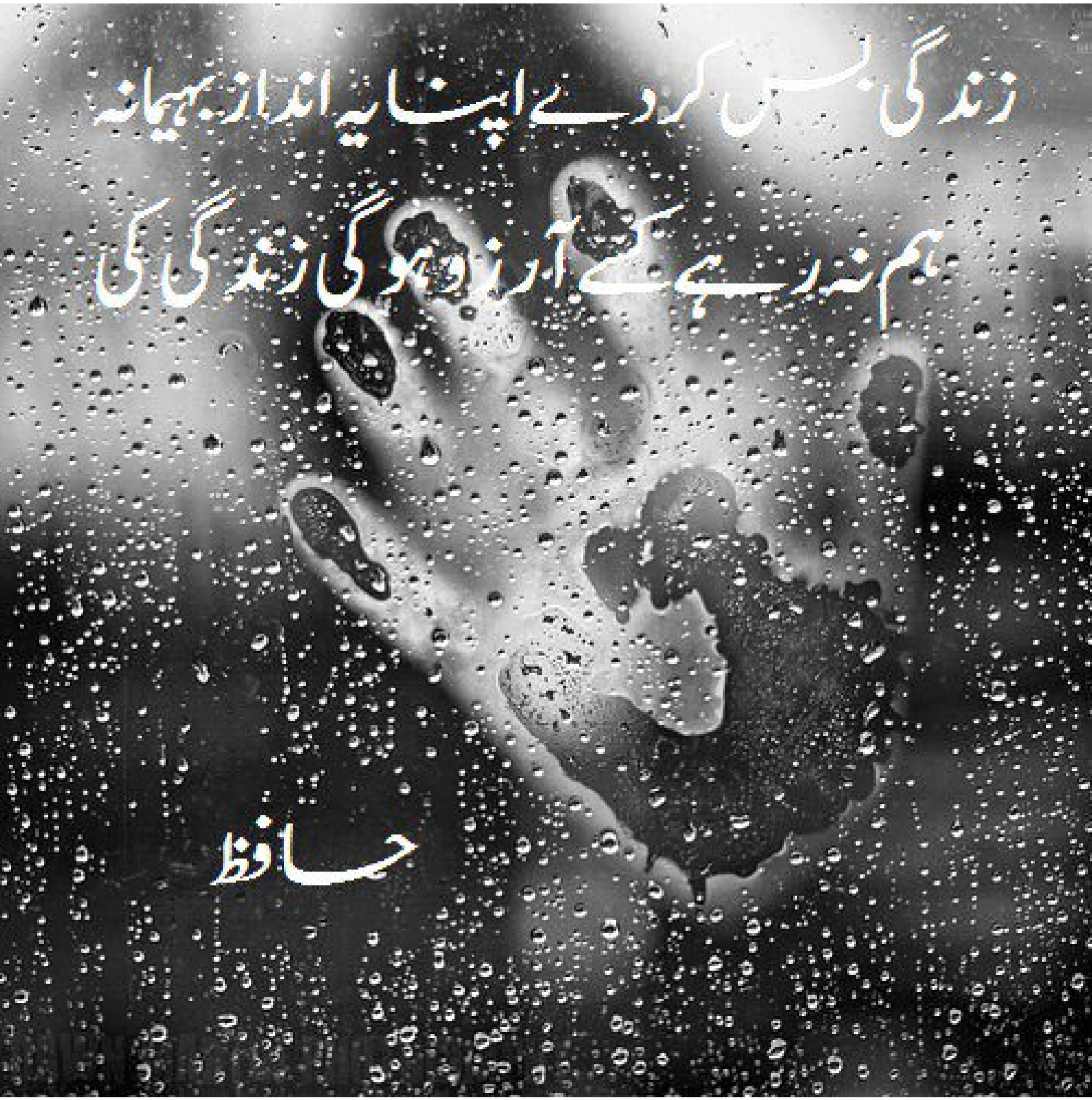
زندگی بس کردے اپنا یہ انداز بہیمانہ
ہم نہ رہے گے آرزو ہو گی زندگی کی
حافظ

مرے خیال کا تعاقب نہ کرے کوئی

ان خیالات میں ہوا کی تیزی ہے

سوکھے پتے تنکے یہ اڑتے ذرات

مری ان سبھی سے دوستی ہے

حافظ

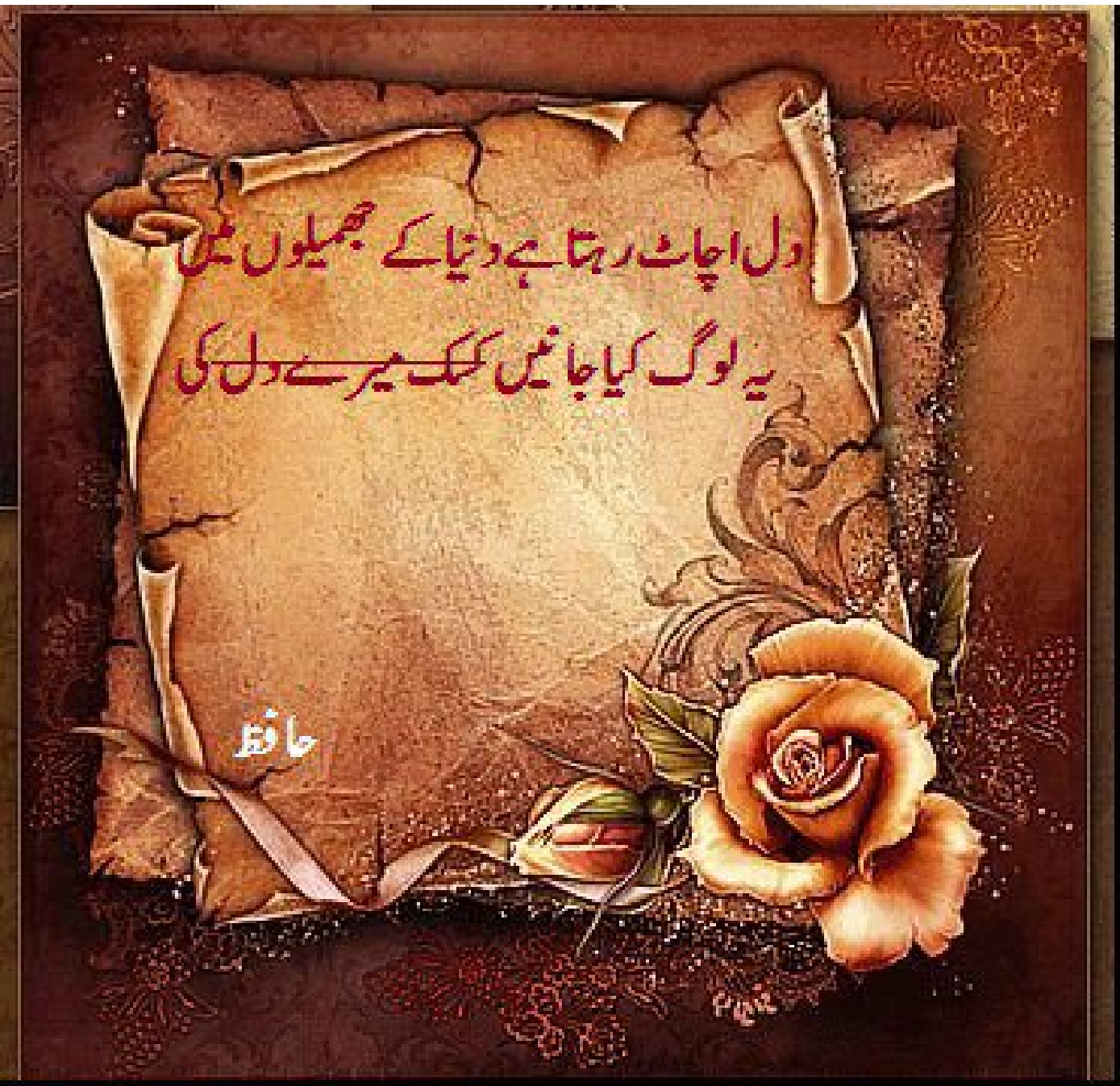
دل اچاٹ رہتا ہے دنیا کے جھمیلوں میں
یہ لوگ کیا جانیں کسک میرے دل کی
حافظ

حافظ
میں کیا جانوں اس دنیا کے گورکھ دھندے
خوبصورت چہرے ہیں دلوں کے اندھے
کیا شور زمانہ میں سنے گے مرے کان
انساں ہیں یا حیوان بستا یہ بسندے

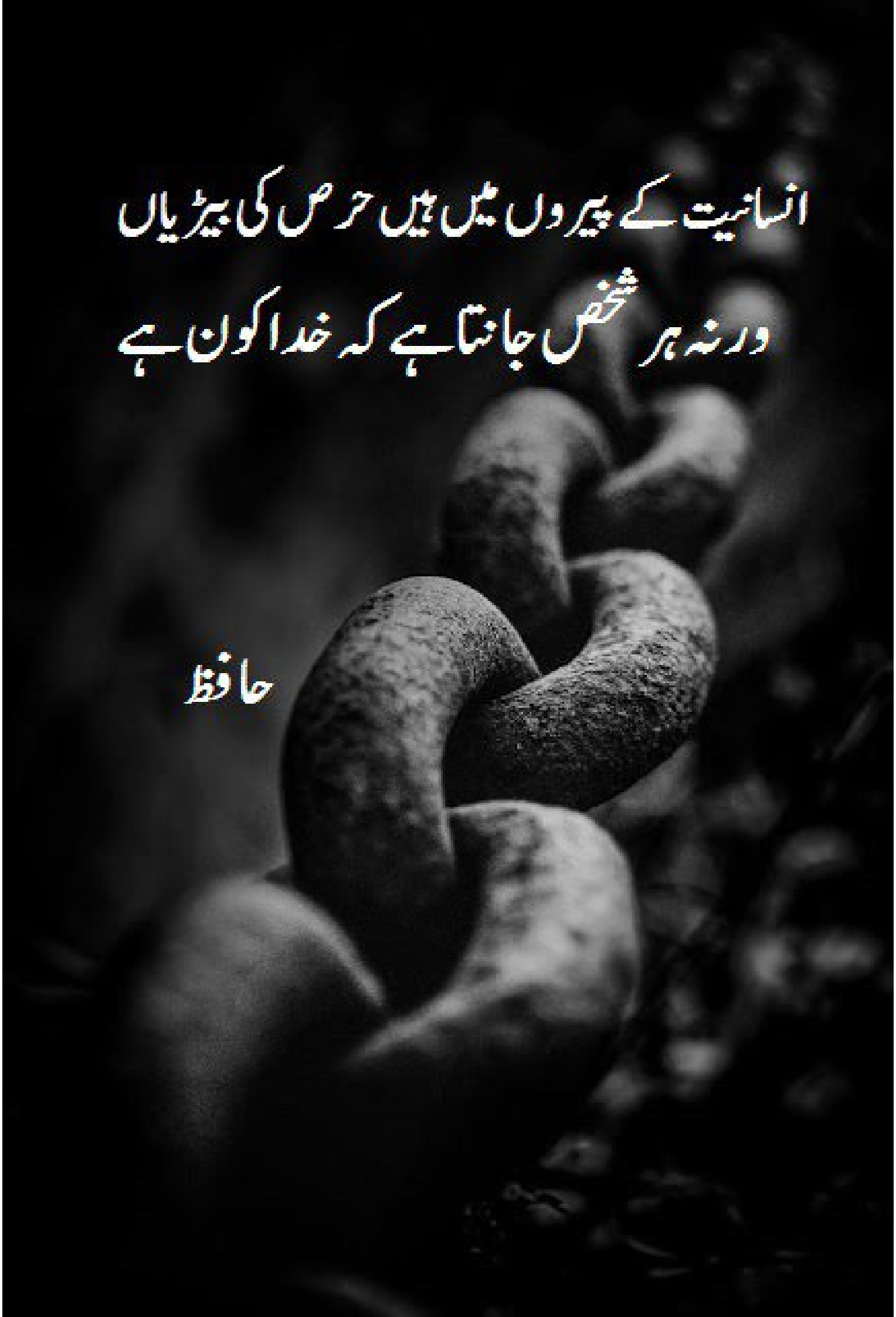
انسانیت کے پیروں میں ہیں حرص کی بیڑیاں
ورنہ ہر شخص جانتا ہے کہ خدا کون ہے
حافظ

بڑی خاموشی سے ہوئی تھی حیات کی ابتدا
ہوئی تمام محفل زندگ کی آنسوؤں گونج میں
حافظ

زندگی ہو سوال نہ ہو یہ ہو نہیں سکتا

آدمی ہو ملال نہ ہو یہ ہو نہیں سکتا

کیوں توڑ دیا تو نے اس سے تعلق

دوستی ہو وصال نہ ہو یہ ہو نہیں سکتا

حافظ

©FIDLEX.NET

حافظ
زندگی کو چراغ سے دو تشبیہ دینا ہے تو روشنی دو
مرتے ہوئے کو تسلی ہے بے سود دینا ہے تو زندگی دو

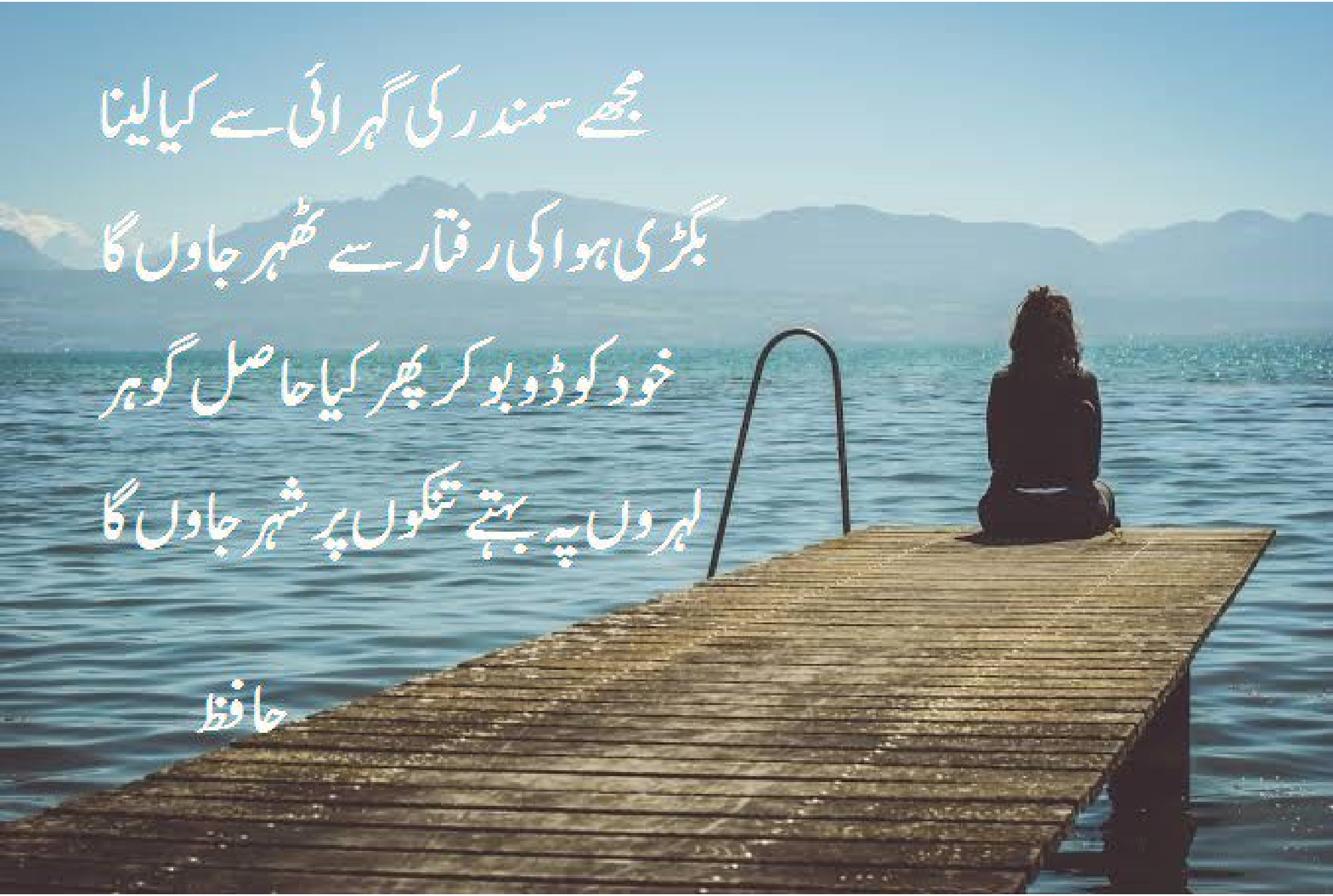
مجھے سمندر کی گہرائی سے کیا لینا
بگڑی ہوا کی رفتار سے ٹھہر جاوں گا
خود کو ڈوبو کر پھر کیا حاصل گوہر
لہروں پہ بہتے تنکوں پر ٹھہر جاوں گا
حافظ

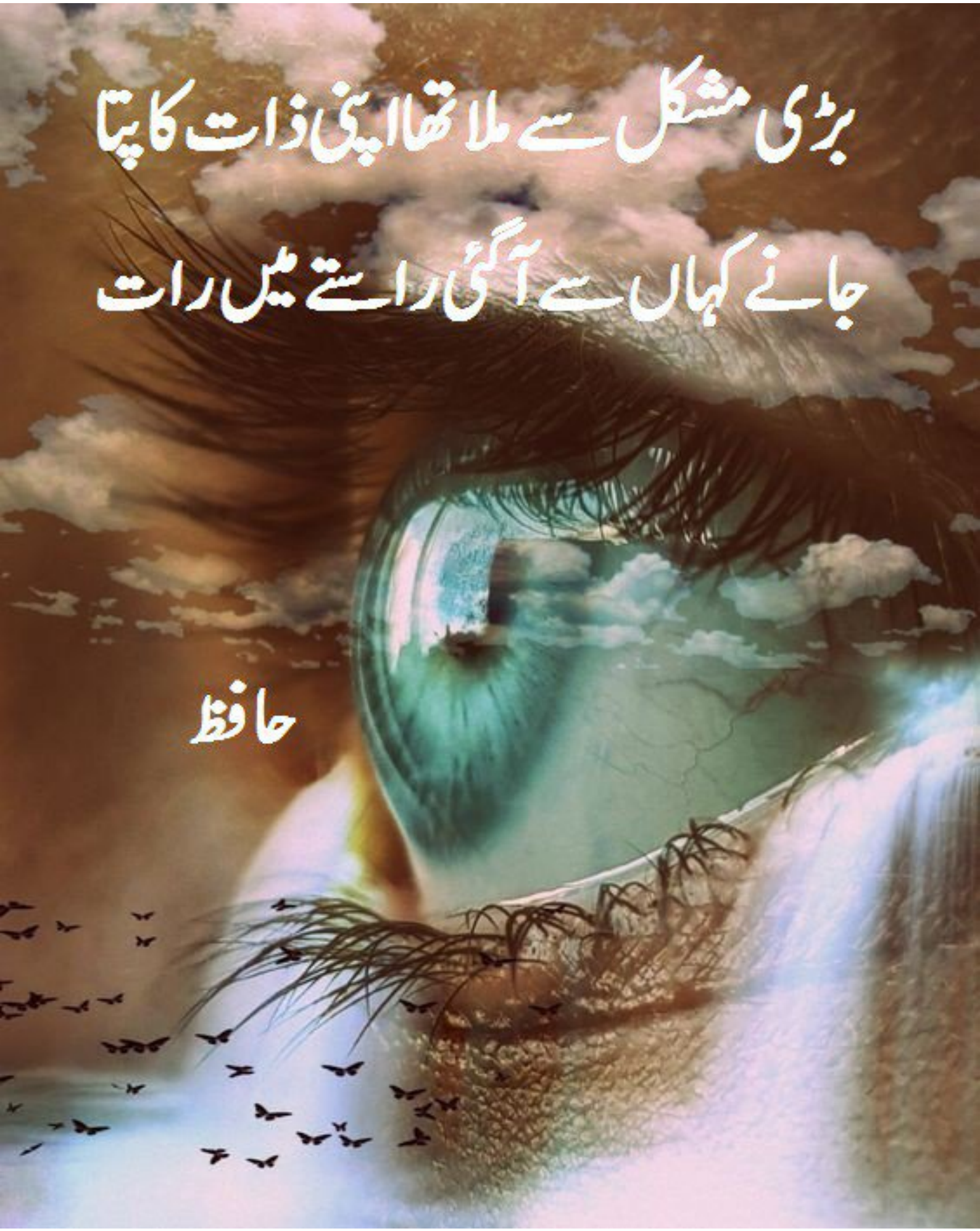
بڑی مشکل سے ملا تھا اپنی ذات کا پتا
جانے کہاں سے آ گئی راستے میں رات
حافظ

غلام پیدا ہوتے ہیں دور غلامی میں
لشکر کشوں میں نظر آتے ہیں حکمراں

تیری کن کا کمال دیکھا ہے کائنات نے
انسان کی پیدائش ہے خدا کی کرامت
حافظ

بھیک میں مانگی ہوئی محبت جذبوں کا قتل ہے
آدمی کے شایاں نہیں ہے یہ بے توقیری
حافظ

روز ٹوٹ جاتا ہے دل شیشوں کی طرح
اے لوگو ان لفظوں میں پتھر ہیں تمھارے

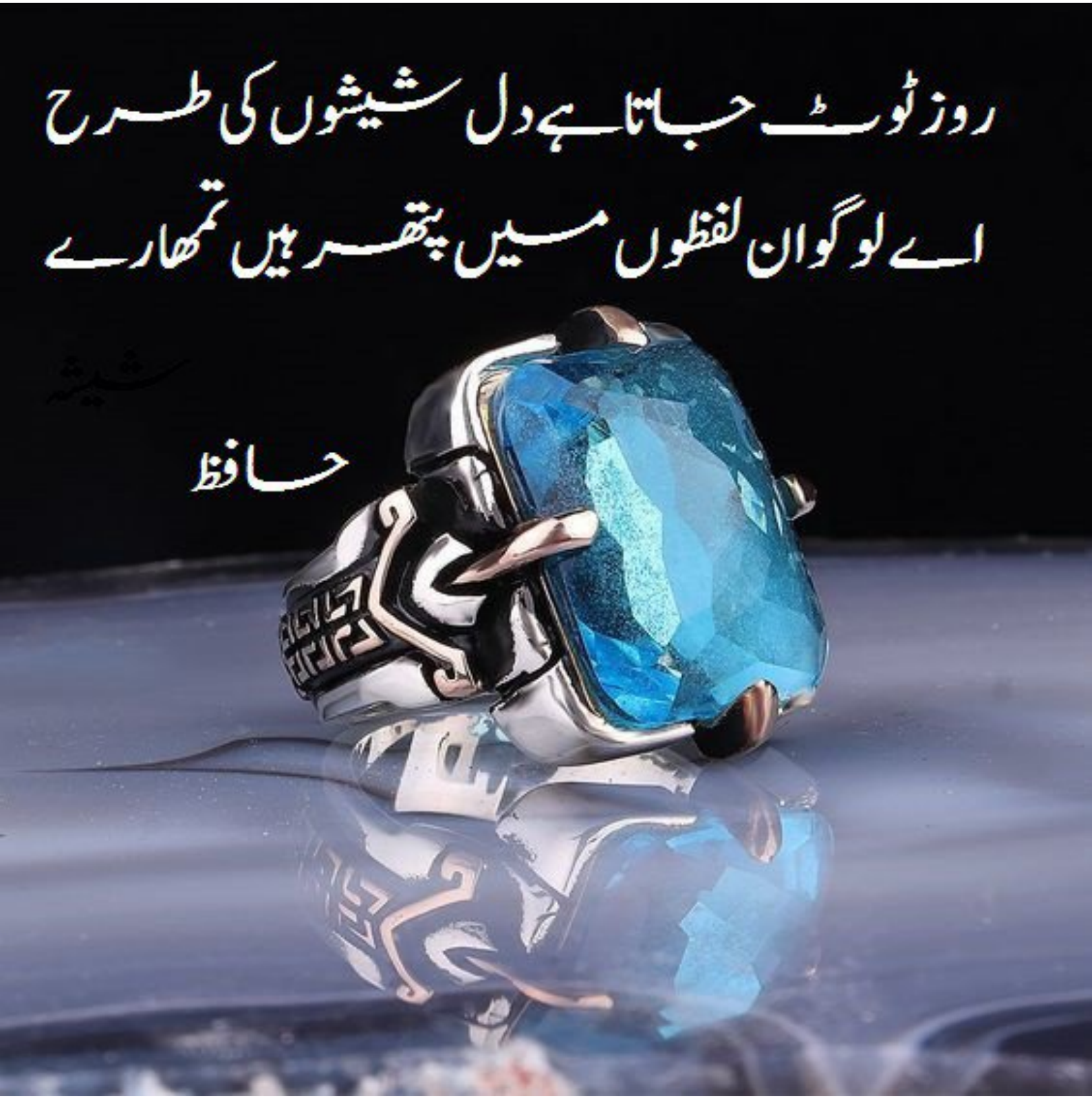

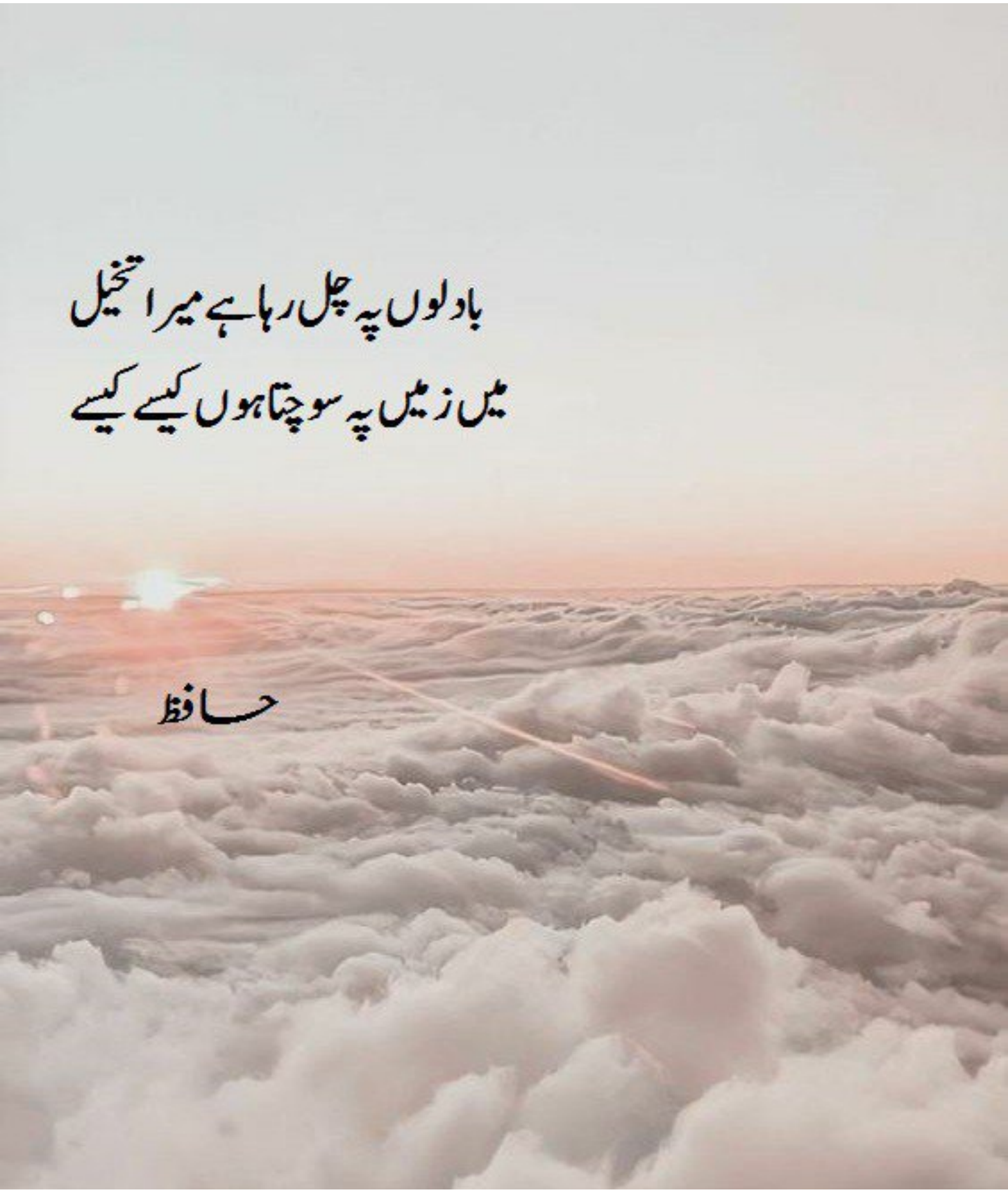
بادلوں پہ چل رہا ہے میرا تخیل
میں زمیں پہ سوچتا ہوں کیسے کیسے
حافظ

حافظ

معیشت کے زنداں میں قید ہیں عوام
ڈھونڈتے ہیں اپنے رہبر روٹی کے پیچھے

ہم نے دیکھا تھا پھولوں کو راستے میں پڑے ہوئے
کہ روند ڈالیں انہیں قدموں تلے ہم نے گوارہ نہ کیا

حافظ

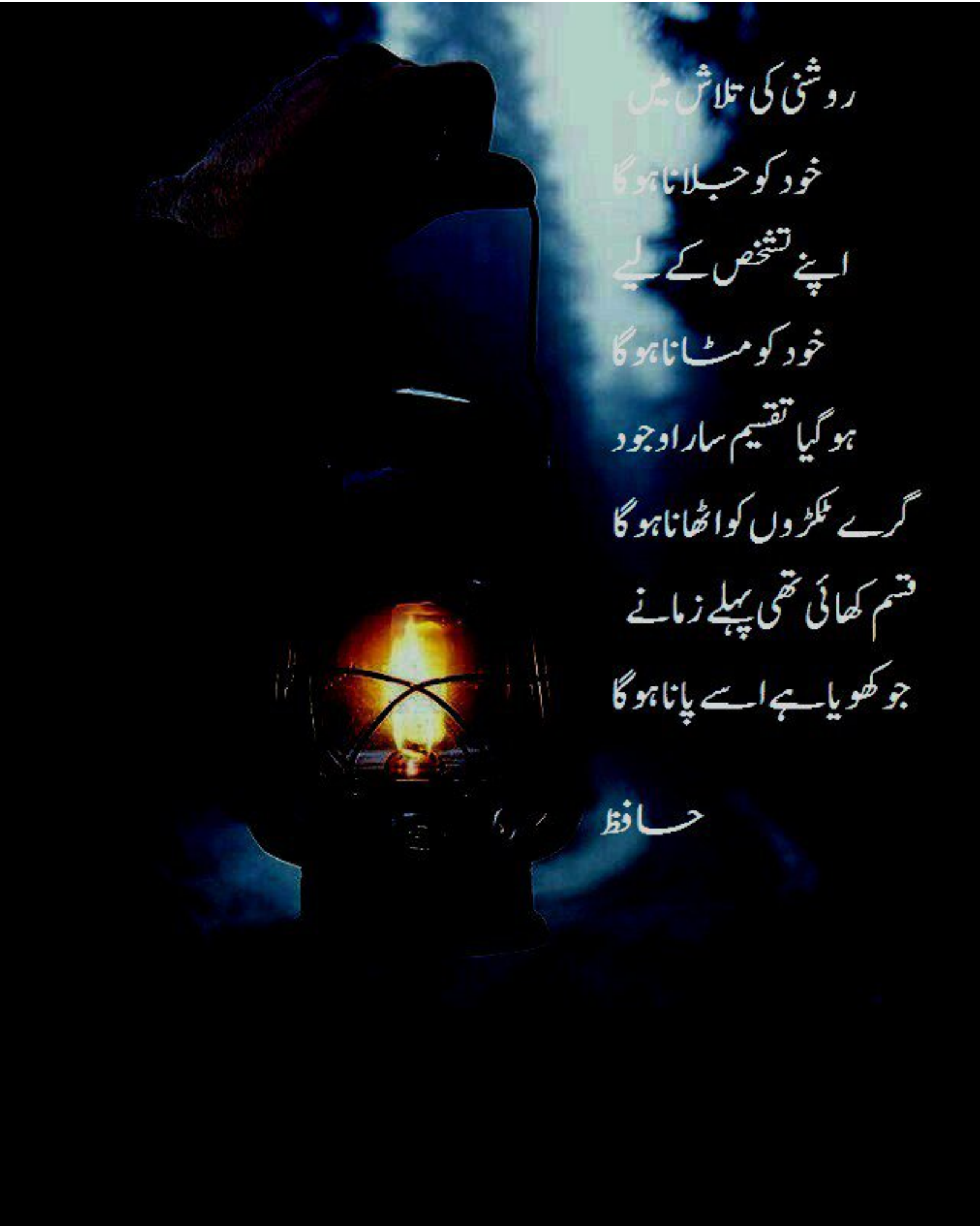
روشنی کی تلاش میں
خود کو جلانا ہو گا
اپنے تشخص کے لیے
خود کو مٹانا ہو گا
ہو گیا تقسیم سارا وجود
گرے ٹکڑوں کو اٹھانا ہو گا
قسم کھائی تھی پہلے زمانے
جو کھویا ہے اسے پانا ہو گا
حافظ

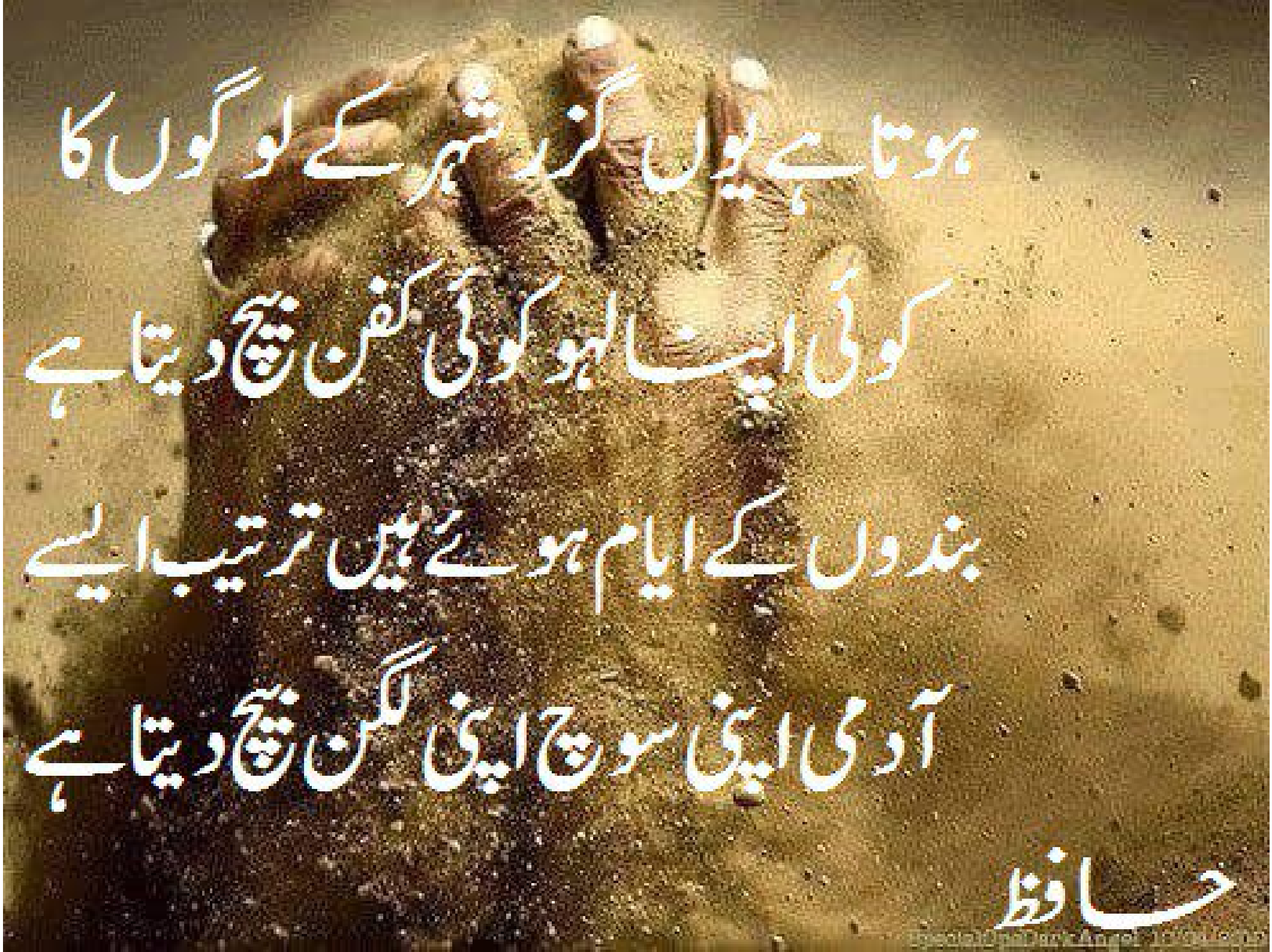
ہوتا ہے یوں گزر شہر کے لوگوں کا
کوئی اپنا لہو کوئی کفن بیچ دیتا ہے
بندوں کے ایام ہوئے ہیں ترتیب ایسے
آدمی اپنی سوچ اپنی لگن بیچ دیتا ہے
حافظ

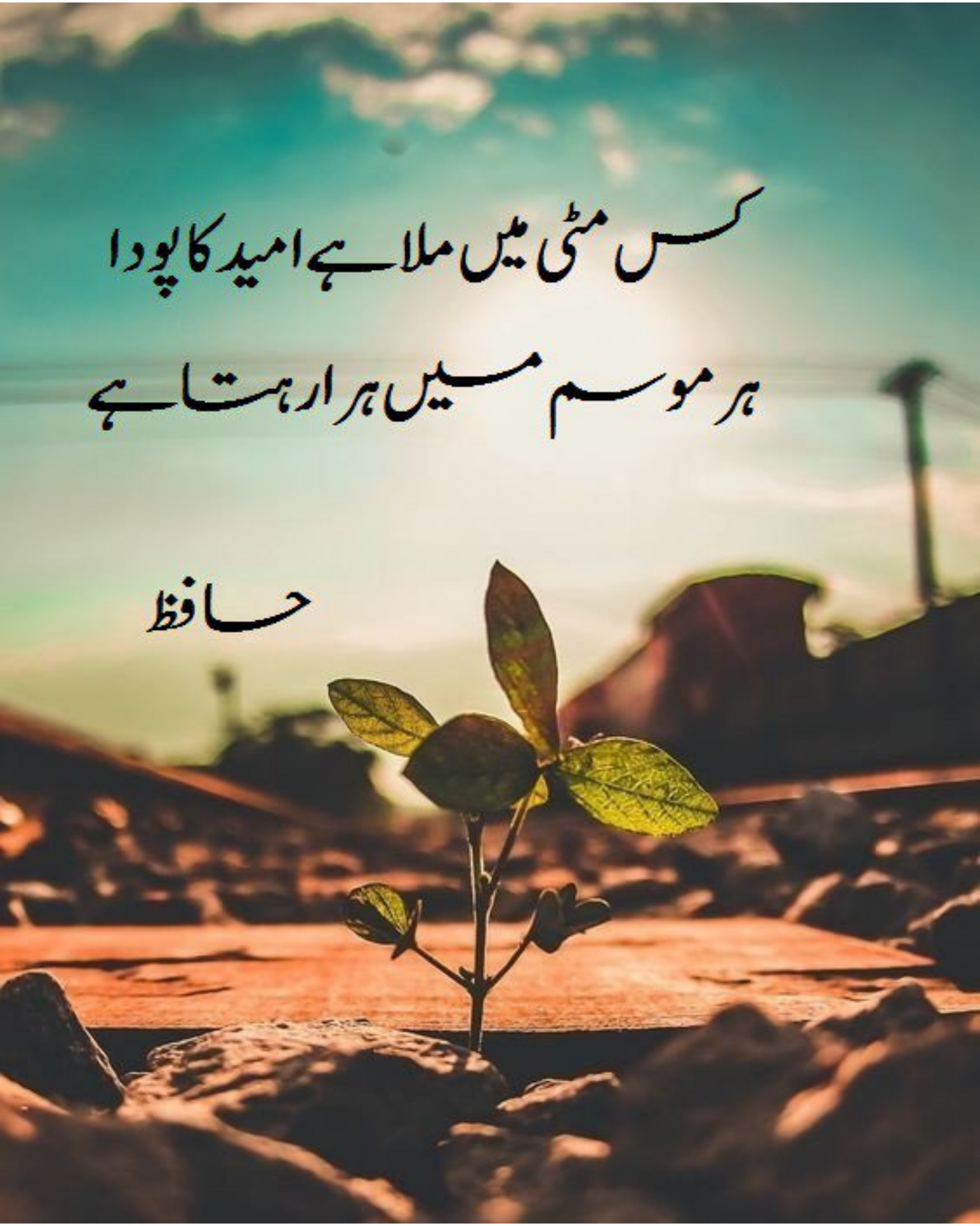
کس مٹی میں ملا ہے امید کا پودا
ہر موسم میں ہرا رہتا ہے
حافظ

حافظ

معیشت کے زنداں میں قید ہیں عوام
ڈھونڈتے ہیں اپنے رہبر روٹی کے لیے

حافظ
دل کی سرد مہری دشمن ہے جذبات کی
مردہ دلی ہے انسانیت کی قاتل

پتھر پہ نشاں ہو سکتا ہے پانی کا

مشکل ہے بدلنا بدلے ہوئے دل کا

حافظ

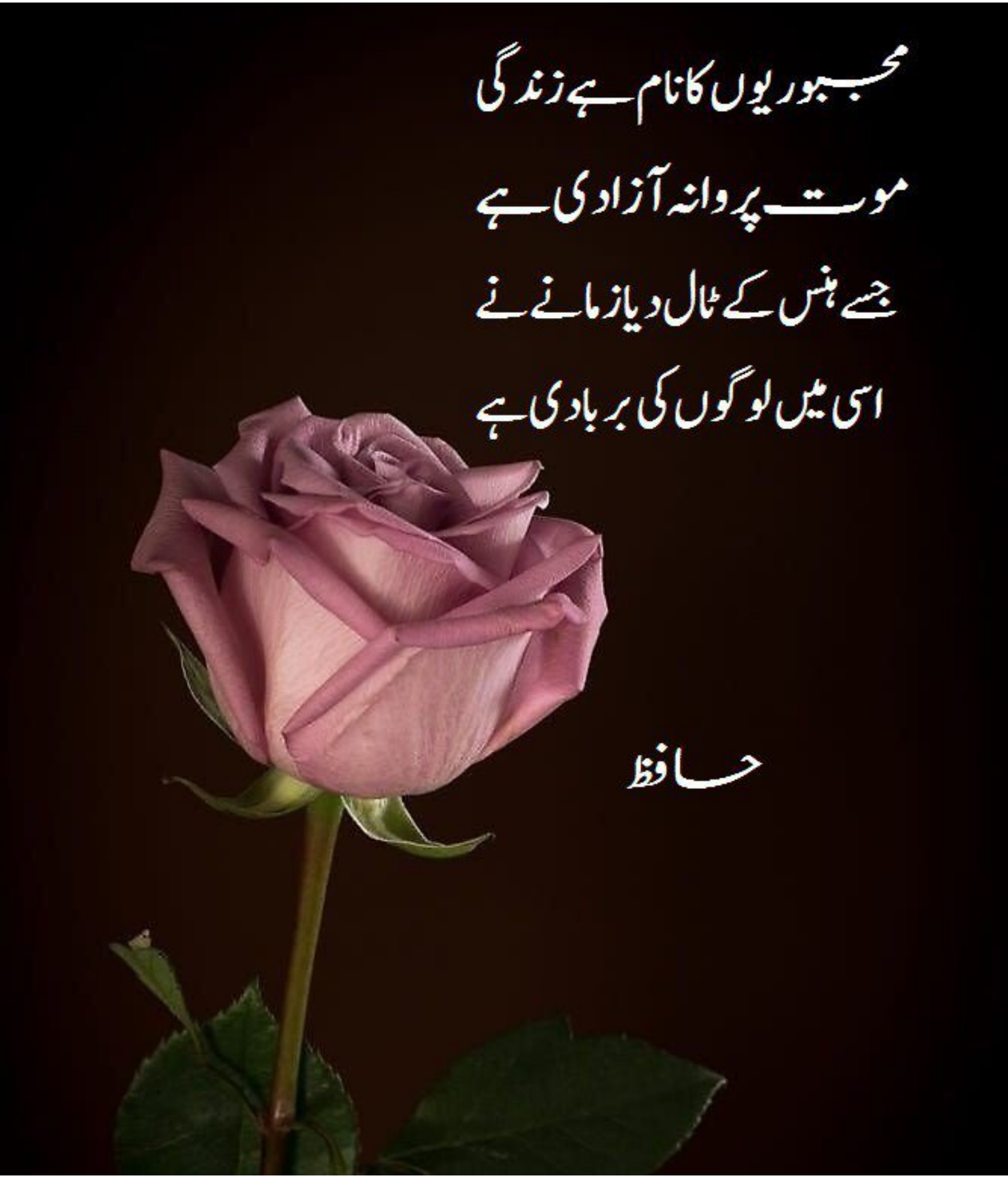
محبوریوں کا نام ہے زندگی
موت پروانہ آزادی ہے
جسے ہنس کے ٹال دیا زمانے نے
اسی میں لوگوں کی بربادی ہے
حافظ

پرواز مرا عروج ہے
میں بلبلے جہان ہوں
مرا آشیاں ہے بلند و بالا
اپنی زمیں و آسمان ہوں
حافظ

روداد زندگی سنانا باقی ہے

یاد ماضی بھلانا باقی ہے

آئینے نے دکھایا کیا کیا

لوگوں کو حقیقت دکھانا باقی ہے

ٹھہر جاو زرا اے دوستو

ترک تعلق کی وجہ بتانا باقی ہے

اپنے کئے پہ یہاں کوئی شرمسار تو ہو

خدا کے آگے ابھی گڑگڑانا باقی ہے

یہ جو چار دن کی زندگی لگتی ہے

گویا کہ اک زمانہ باقی ہے

حافظ

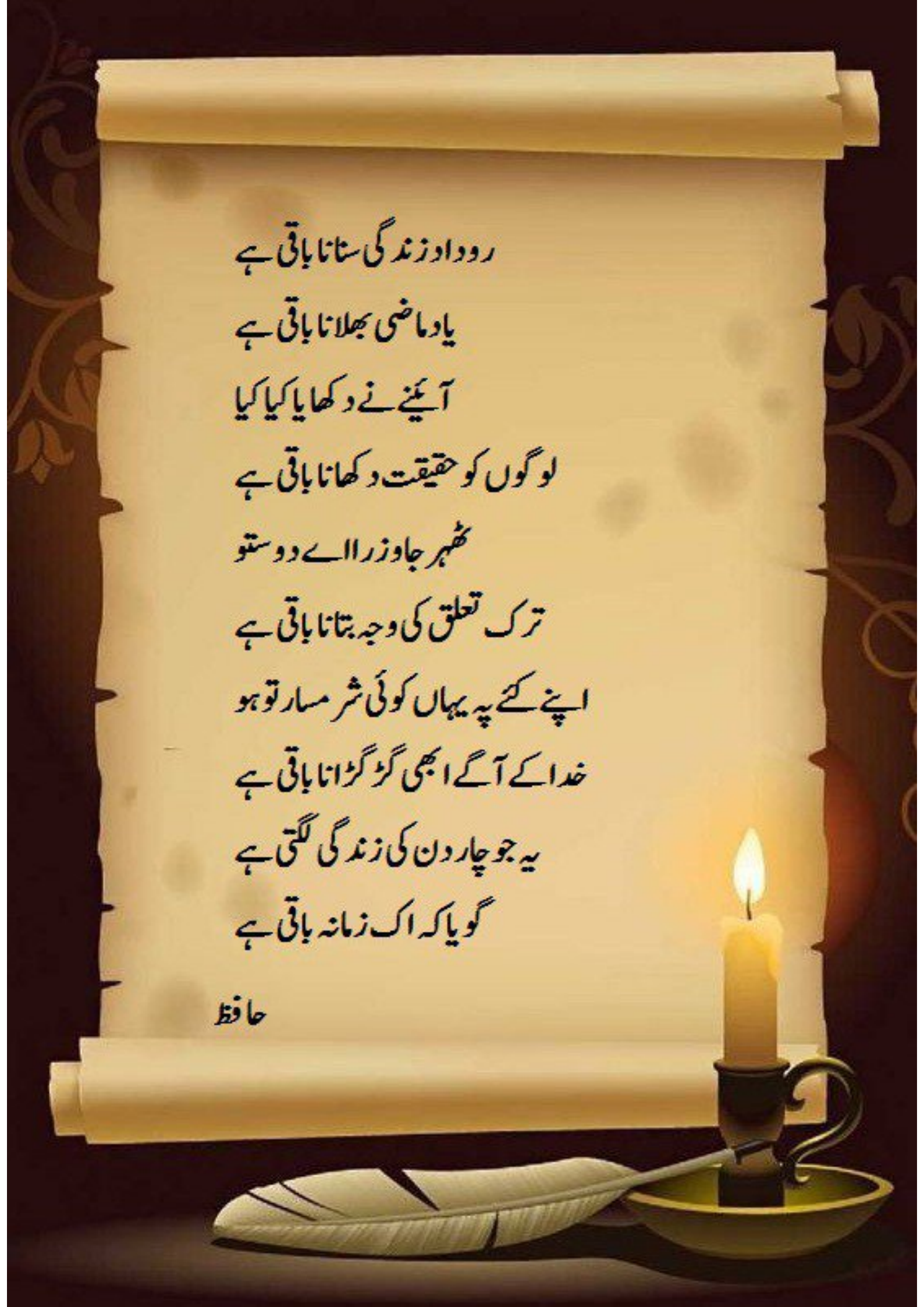

کسی راستے کی تلاش میں چلتے چلتے

ہم نے قدموں کے نشاں چھوڑ دیئے

دور نظر نہ آئی منزل کی روشنی جب

ہم نے پھر سب گماں چھوڑ دیئے

حافظ

طور سینا کے دامن پہ کھڑے ہو کر بادلوں کو سلام کر
لبوں کو دے جنبش تو آدمی ہے خدا سے کلام کر

حافظ

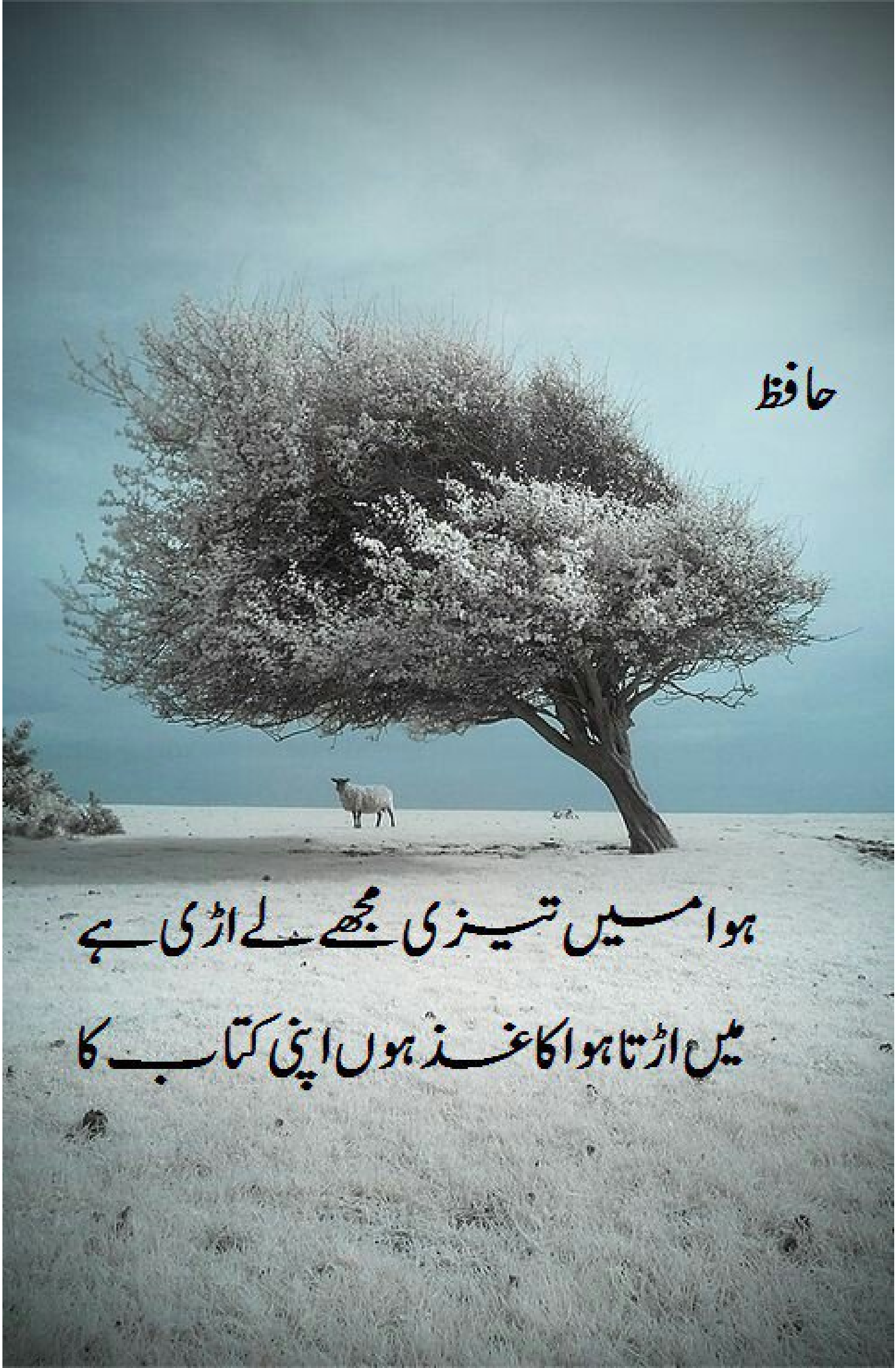
حافظ
ہوا میں تیزی مجھے لے اڑی ہے
میں اڑتا ہوا کاغذ ہوں اپنی کتاب کا

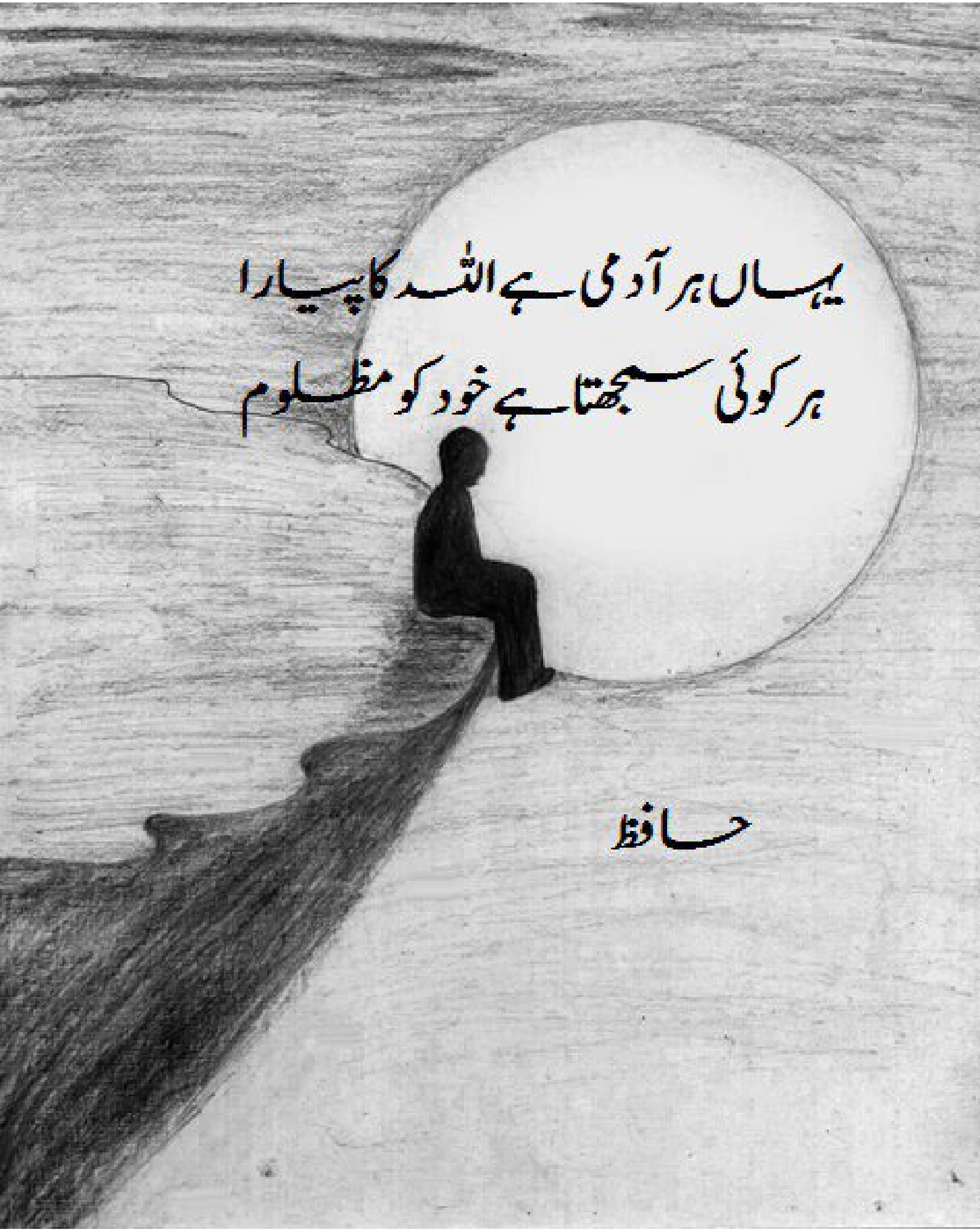
یہاں ہر آدمی ہے اللہ کا پیارا
ہر کوئی سمجھتا ہے خود کو مظلوم
حافظ

حافظ

آدمی تخلیق میں چھپے ہیں کائنات کے راز
ابن آدم کی صورت میں ہے خدا کی جلوہ گری

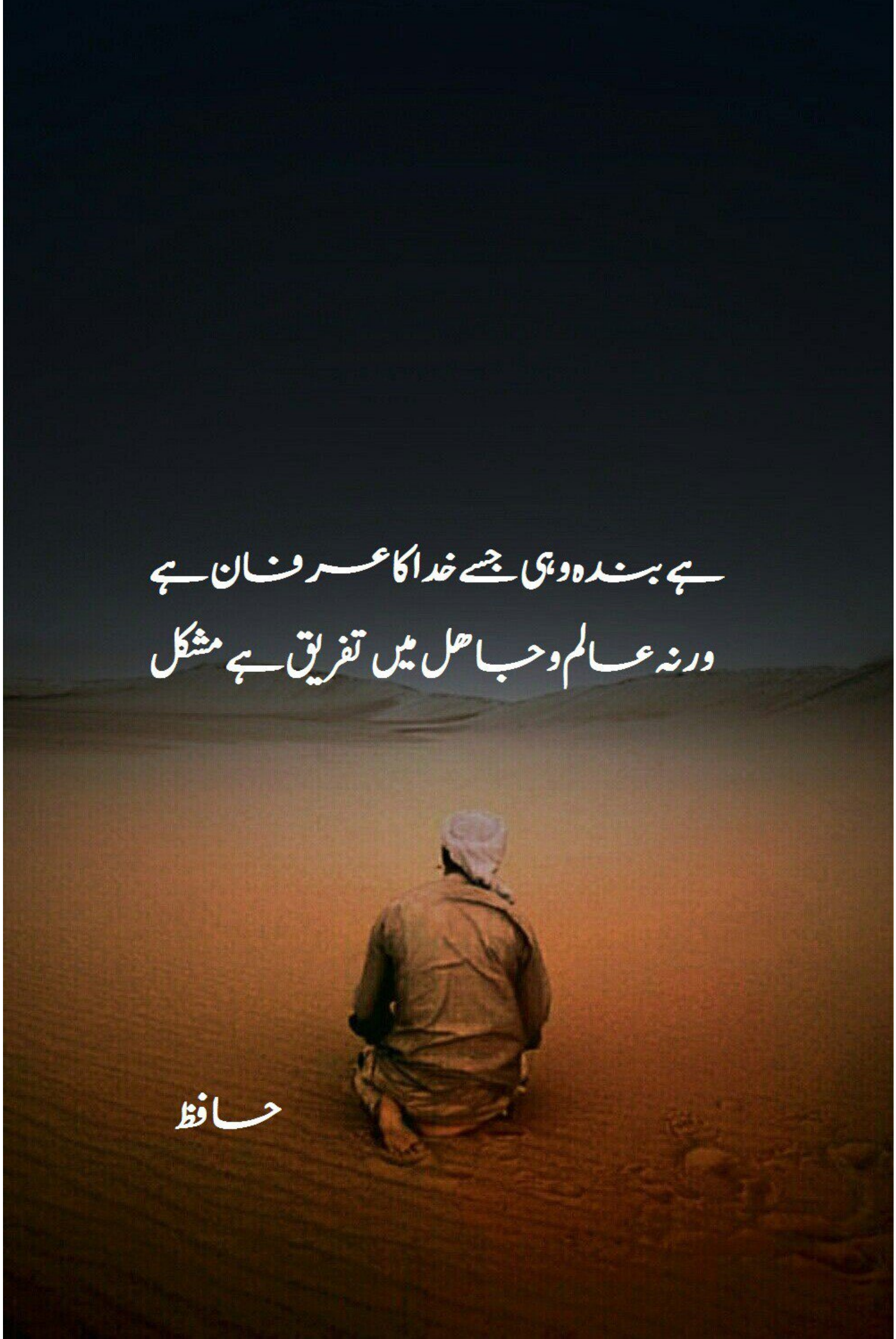
ہے بندہ وہی جسے خدا کا عرفان ہے
ورنہ عالم و جاہل میں تفریق ہے مشکل
حافظ

جس کی نسبت سے ہوئے زمانے میں محترم

ہو گا پھر انجام کیا رشتہ توڑنے والوں کا

حافظ

آدمی کا جہاں میں ٹھکانہ کوئی نہیں
دو گھڑی سے زیادہ زمانہ کوئی نہیں
یوں تو گزارے ہیں مشکل ادوار
خاک سے خاک تک فسانہ کوئی نہیں

حافظ

حافظ
انقلاب کی منتظر ہے فضا
کتنا صبر ہے تم میں لوگو

چیزیں استعمال کے لیے ہوتی ہیں پیار کرنے کے لیے نہیں
انسان پیار کرنے کے لیے ہوتے ہیں استعمال کے لیے نہیں

حافظ

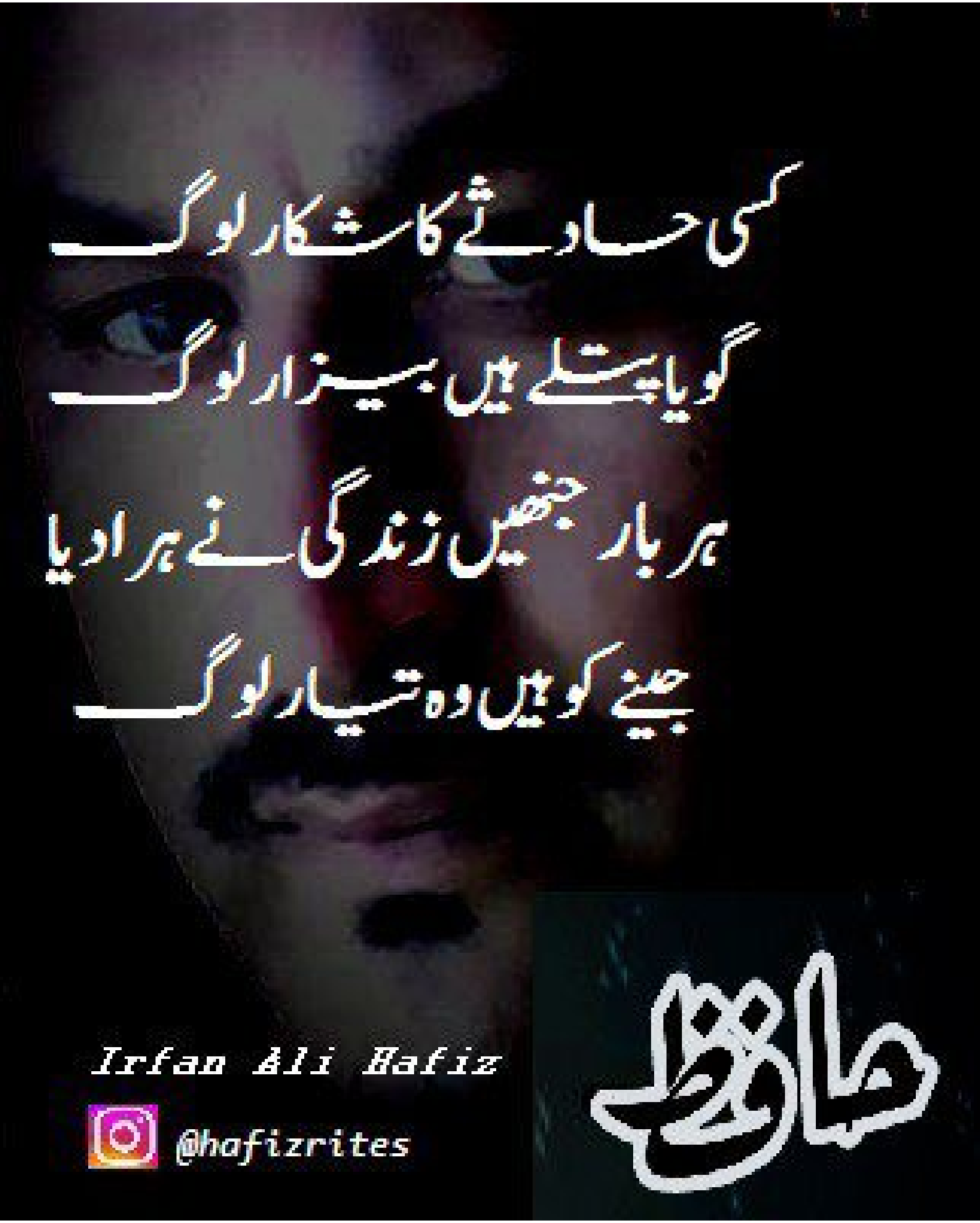
کسی حادثے کا شکار لوگ
گویا پتلے ہیں بیزار لوگ
ہر بار جنھیں زندگی نے ہرا دیا
جینے کو ہیں وہ تیار لوگ
Irfan Ali Hafiz
@hafizrites

خانہ خدا میں خدا بستا ہے

جو دلوں میں ہے وہ کون ہے

یہ زمیں ہے اسکا جلوہ نما

جو بادلوں میں ہے وہ کون ہے

حافظ

گزار دی زندگی تخیل کے سفر میں

یوں دل کی دنیا آباد رہی میری

حافظ

جو آنکھوں نے دیکھا مری تصور میں نہیں تھا

حافظ

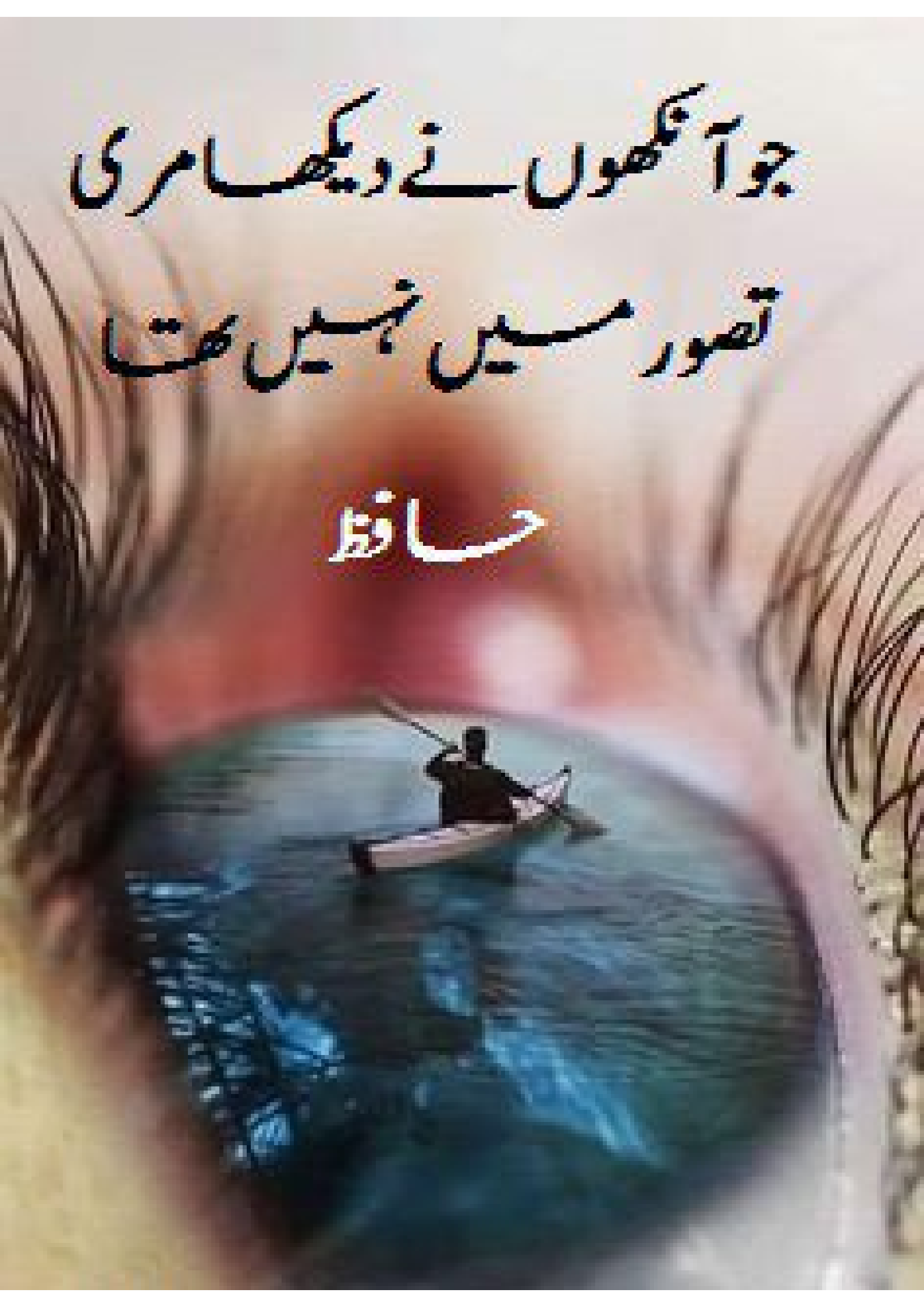

سفید کاغذ پہ تحریر اچھی لگتی ہے
سچے خوابوں کی تعبیر اچھی لگتی ہے

یوں تو غلامی کسی کی اچھی نہیں ہوتی
محبوب ڈالے تو زنجیر اچھی لگتی ہے

یہ ہاتھ خالی ہیں مگر اسکا نام کندہ ہے
مجھے اپنے ہاتھوں کی لکیر اچھی لگتی ہے

حافظ

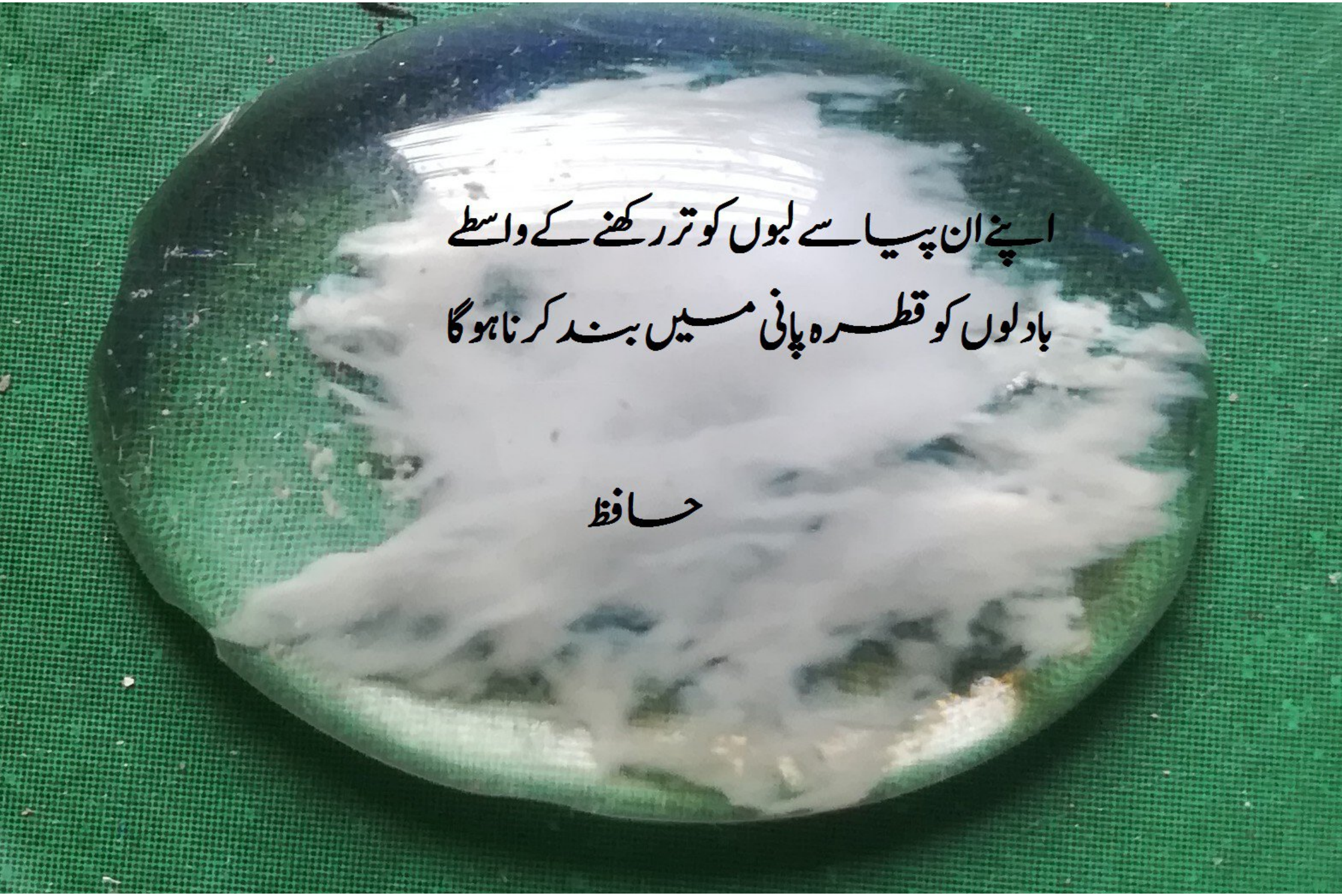
اپنے ان پیاسے لبوں کو تر رکھنے کے واسطے
بادلوں کو قطرہ پانی میں بند کرنا ہوگا
حافظ

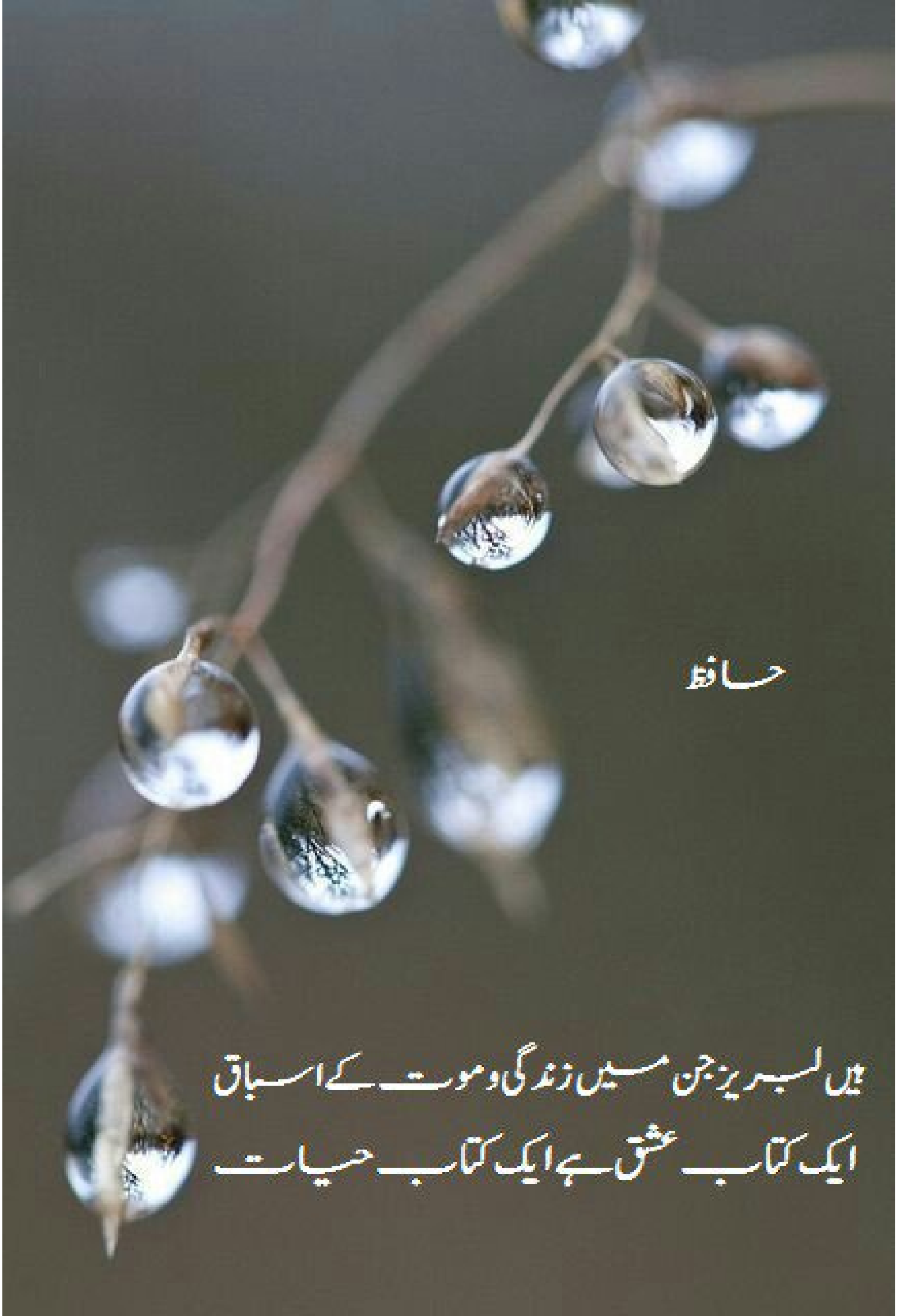

حافظ

ہیں لسبریز جن میں زندگی و موت کے اسباق
ایک کتاب عشق ہے ایک کتاب حیات

پانی ہوں اگر ، اتر کیوں نہیں جاتا
مٹی ہوں اگر، بکھر کیوں نہیں جاتا

ڈر ڈر کے جیتا ہوں کس کے لیے
بزدل ہوں اگر، مر کیوں نہیں جاتا

کمی کیسی ہے مری تخلیق میں آخر
ہوں کامل اگر، سنورتا کیوں نہیں جاتا

نہیں ٹھکانہ اس جہاں میں میرا کوئی
نہیں مسافر میں تو گھر کیوں نہیں جاتا

رکا ہوا ہے عرفان کیوں لب بام تُو
یہاں ہے پردہ تُو اُدھر کیوں نہیں جاتا

میں گھومتا ہوں تصورات میں
میں جھومتا ہوں خیالات میں
کبھی بالا کبھی زیریں یہ تخیل کا سمندر ہے
میں ڈوبتا ہوں احساسات میں

حافظ

ہم گواہ بیٹھے ہیں اپنا سکون
دل کو سو جھتی ہیں شرارتیں
حافظ

اڑا لے جاتی ہے ہوا مری روح کو
پنکھ ہوں میں اک آوارہ سا

حافظ

حافظ

محو تماشہ ہوں آئینے کے سامنے
چہرا تکتی ہیں آنکھیں دلچسپی سے

حافظ
وقت کا جوہری لے گیا چن چن کر
مٹی میں چھپ گئے باکمال لوگ

اسے معلوم تھا میں گھر چھوڑ آیا ہوں
اس نے جی بھر کے سزا دی مجھے
حافظ

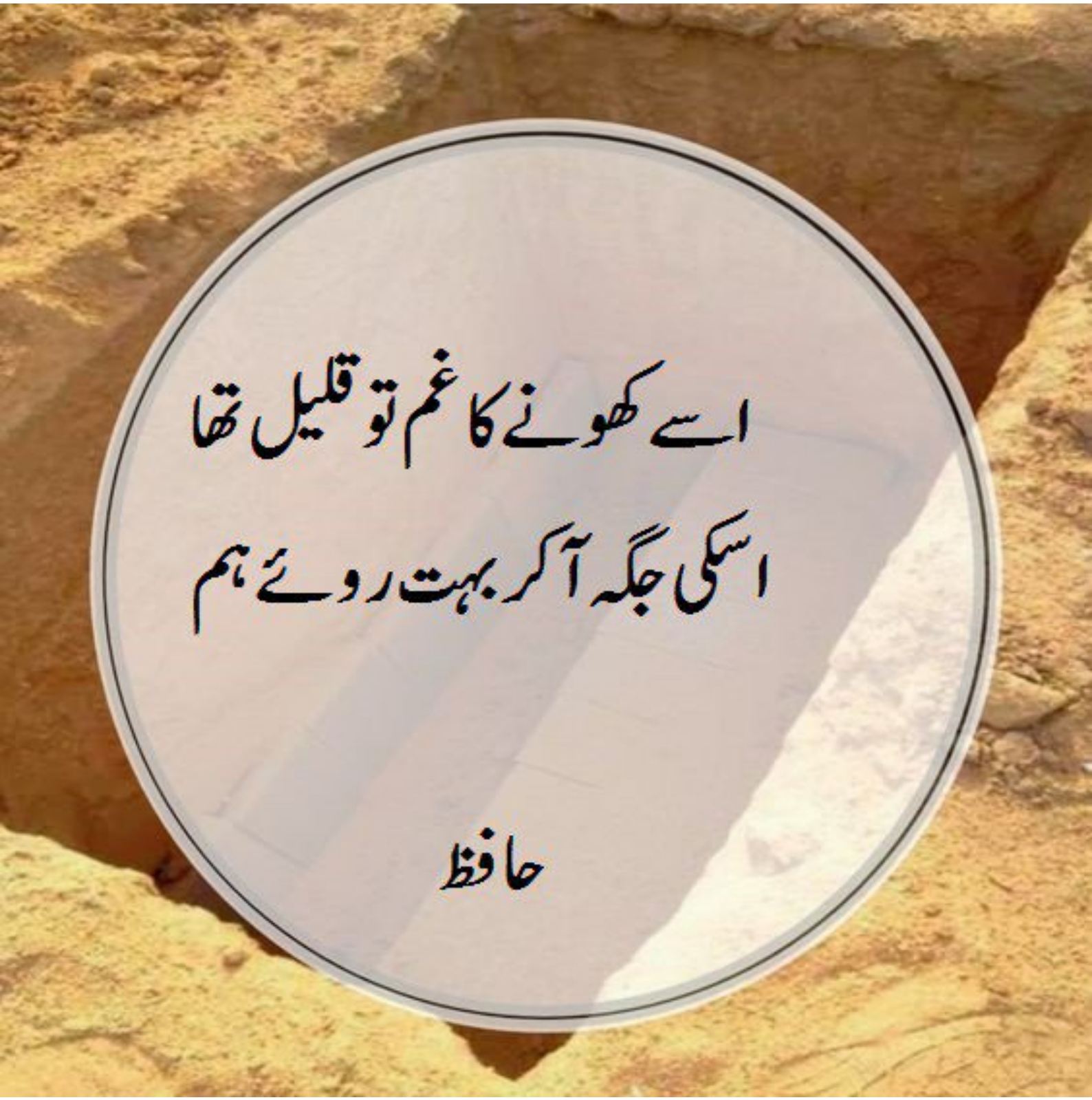
اسے کھونے کا غم تو قلیل تھا
اسکی جگہ آکر بہت روئے ہم
حافظ

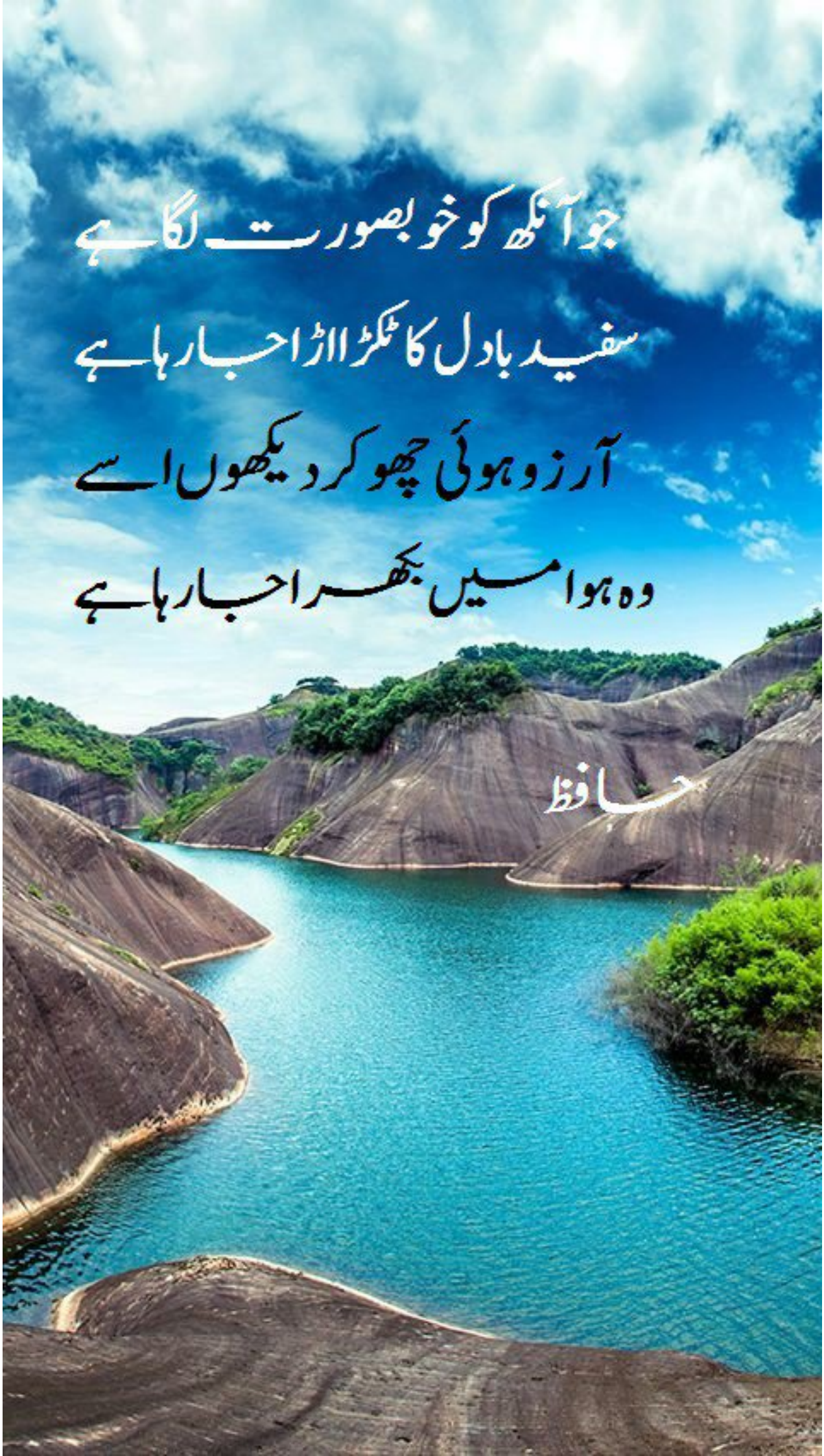
جو آنکھ کو خوبصورت لگا ہے
سفید بادل کا ٹکڑا اڑا جا رہا ہے
آرزو ہوئی چھو کر دیکھوں اسے
وہ ہوا میں بکھرا جا رہا ہے
حافظ

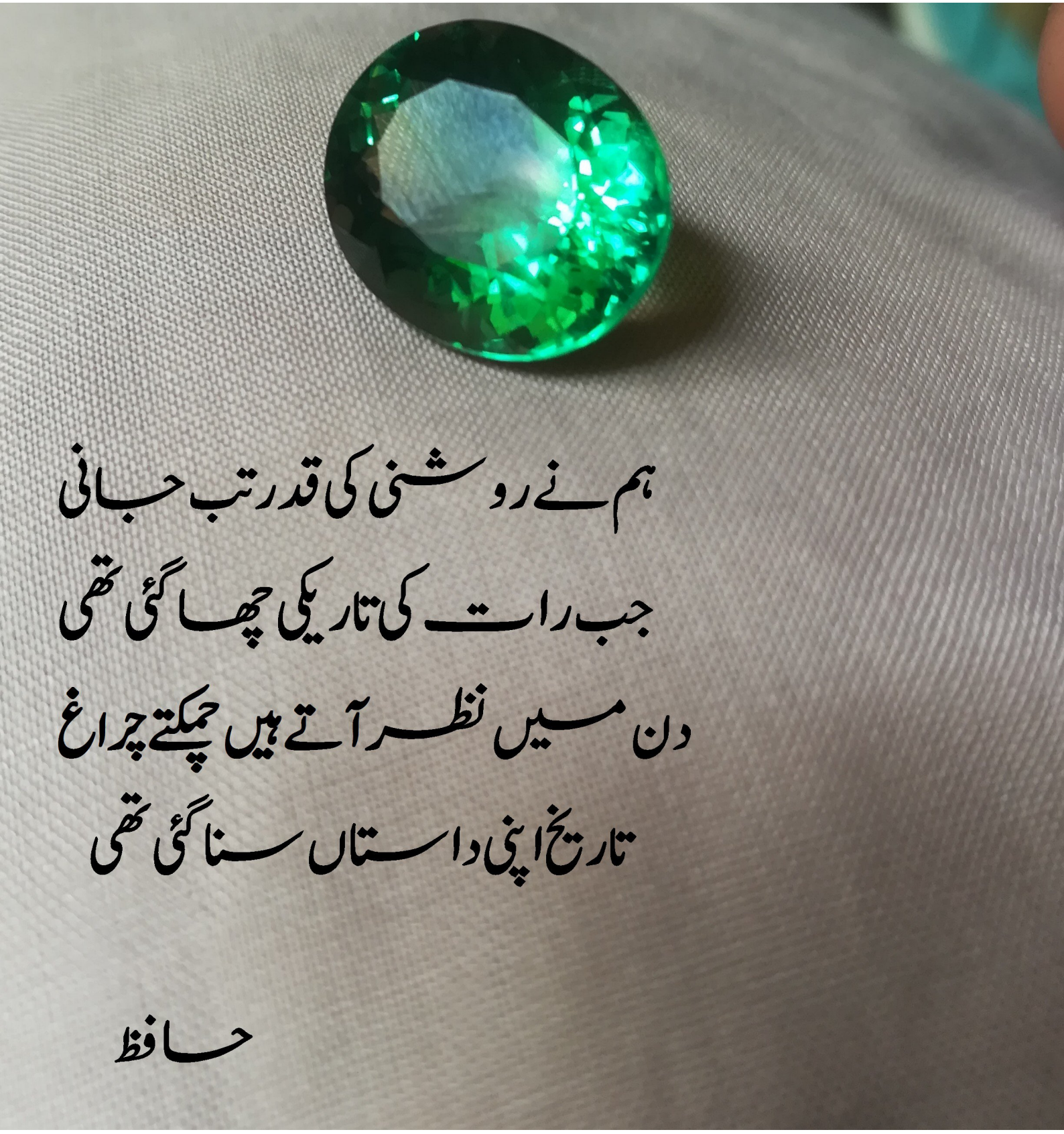
ہم نے روشنی کی قدر تب جانی
جب رات کی تاریکی چھا گئی تھی
دن میں نظر آتے ہیں چمکتے چراغ
تاریخ اپنی داستاں سنا گئی تھی
حافظ

حافظ

کھو گئے سارے اس شہر کے نگینے

کوئی مٹی میں ملا کوئی خاک ہو گیا

موسم کی بغاوت بتا رہی ہے
آدمی کا تغیر ہے زوال میں
حافظ

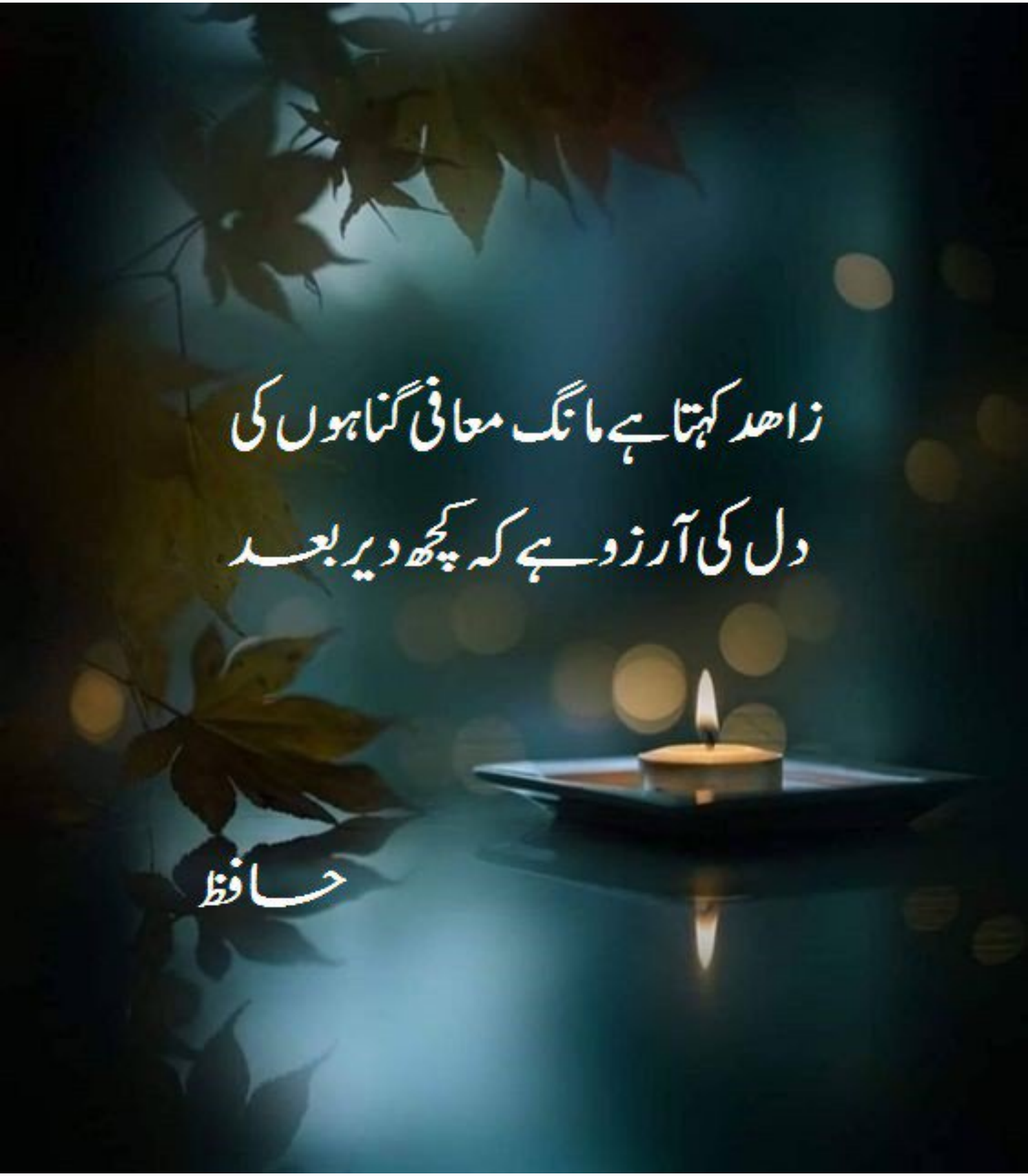
زاھد کہتا ہے مانگ معافی گناہوں کی
دل کی آرزو ہے کہ کچھ دیر بعد
حافظ

یہی تو کمال ہے نگاہ انسانی کا
ناممکن کو جس کی تاب نہیں ہے
حافظ

حافظ

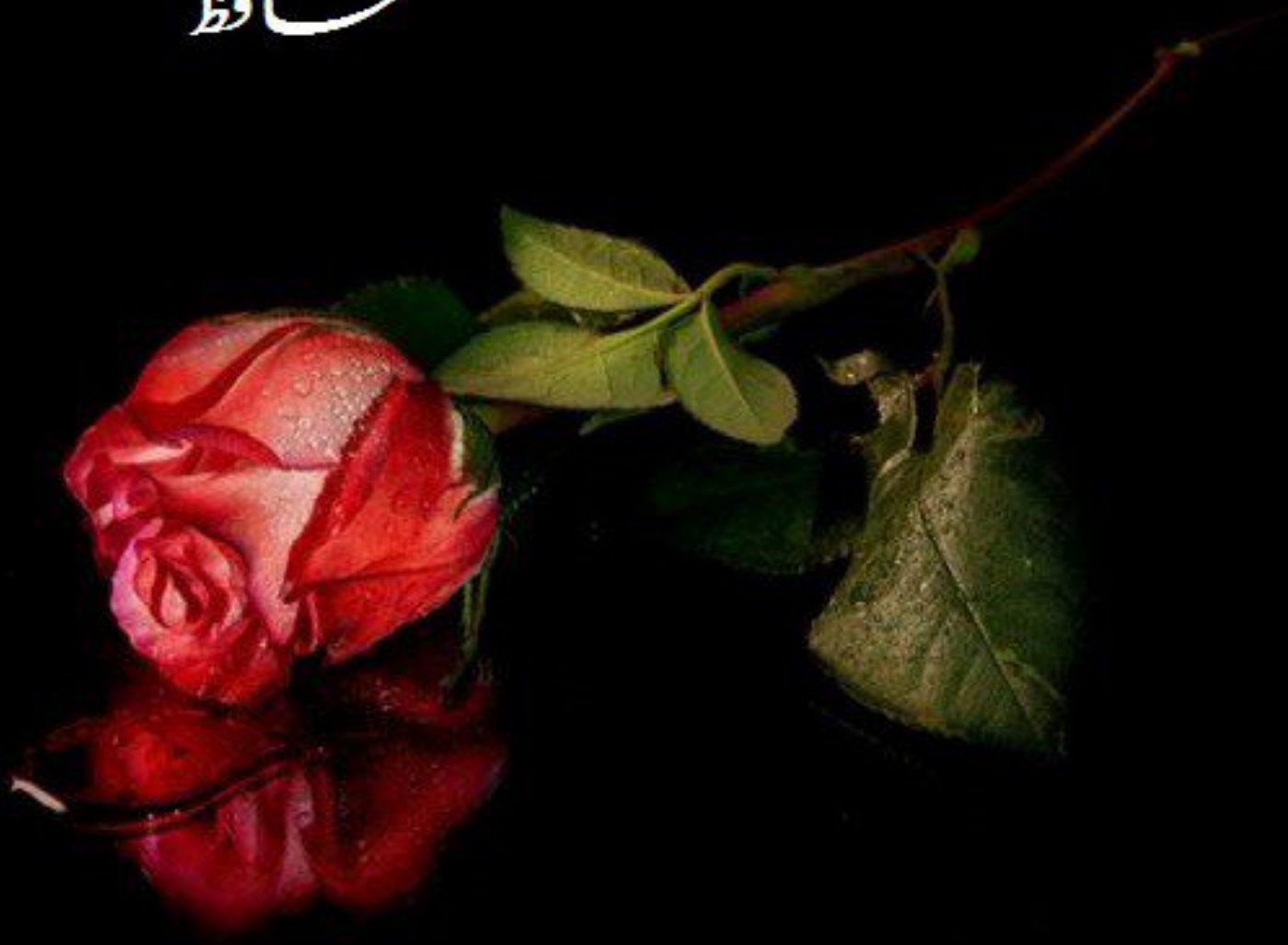

کتنے پھول مسلے جاتے ہیں پیروں تلے
جا کے دیکھو ذرا تم گلستاں میں
سرخ پھولوں کا مقدر تو ہے ٹوٹنا
اظہار محبت میں کبھی قبرستاں میں

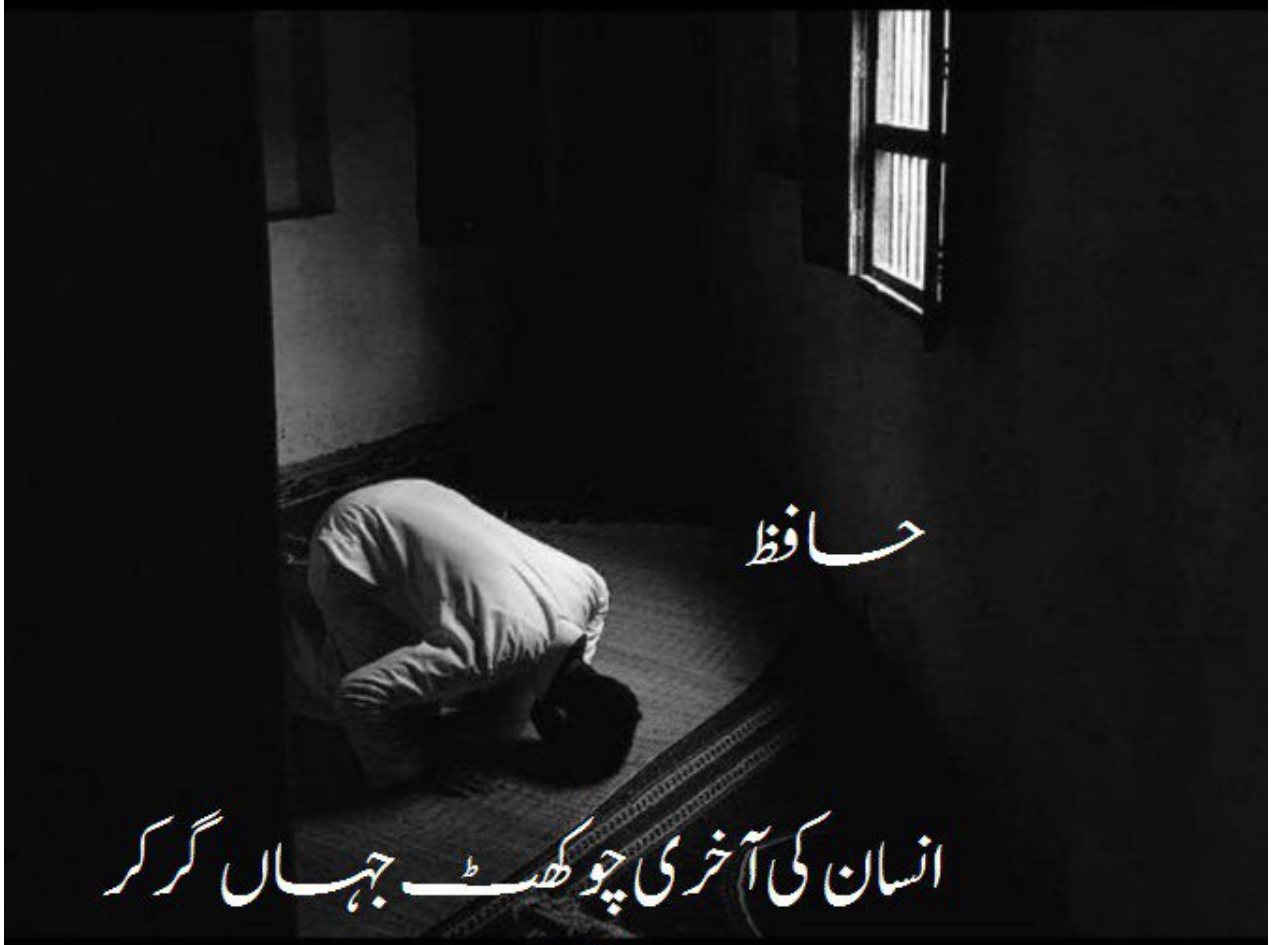

حافظ

انسان کی آخری چوکھٹ جہاں گر کر
پیروں پہ کھڑے ہوتے ہیں
لوگ

میں خود سے ہی حیراں ہوں

فسانہ جہاں سے پریشاں ہوں

کب کیوں کیسے کے مدار میں ہوں

جستجوئے ذات میں گرداں ہوں

حافظ

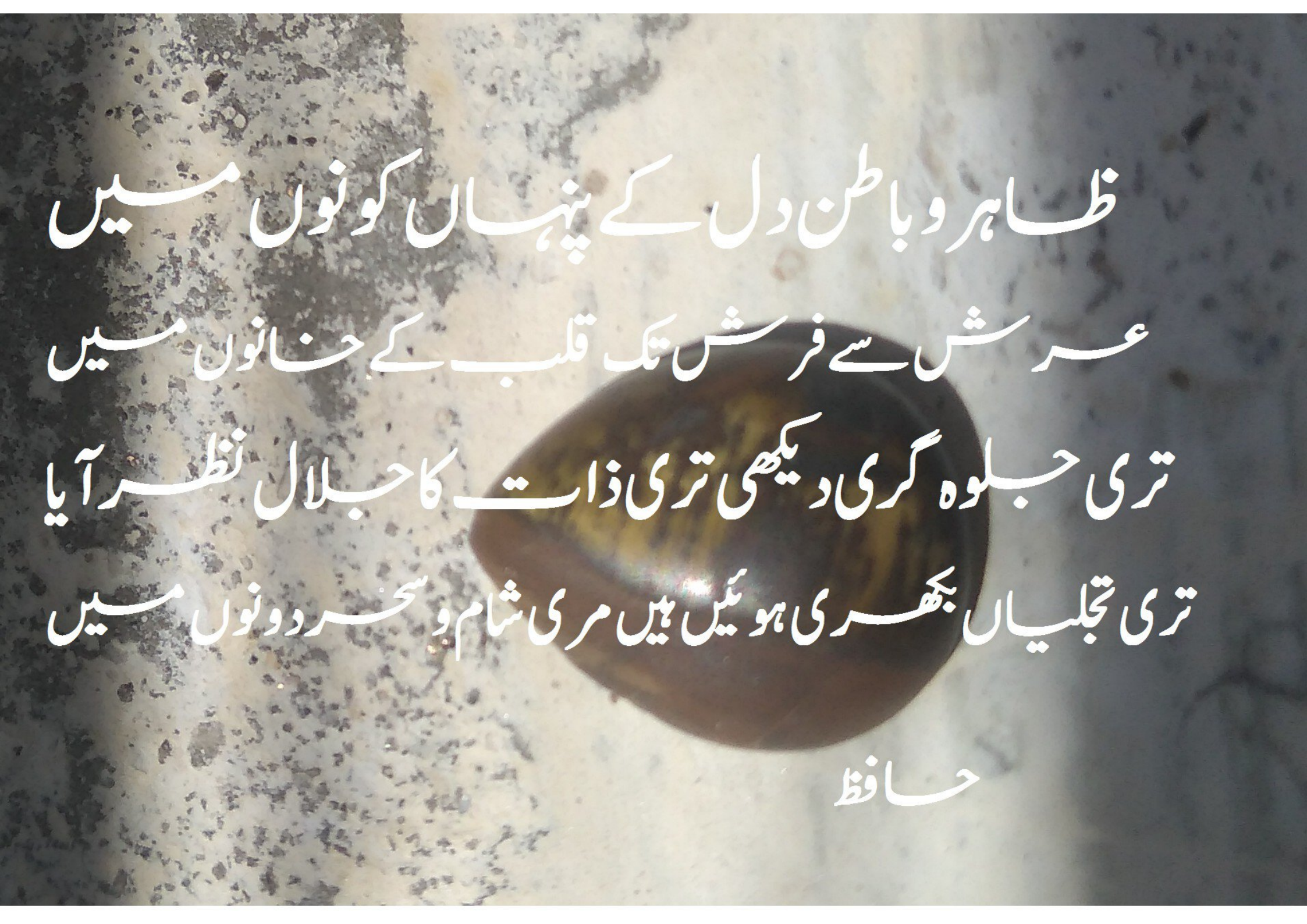
ظاہر و باطن دل کے پنہاں کونوں میں
عرش سے فرش تک قلب کے خانوں میں
تری جلوہ گری دیکھی تری ذات کا جلال نظر آیا
تری تجلیاں بکھری ہوئیں ہیں مری شام و سحر دونوں میں
حافظ

اسکی تلاش سے پہلے اپنی تلاش کر لینا

اس شوق وصال سے پہلے تم خود ہی مر لینا

حافظ

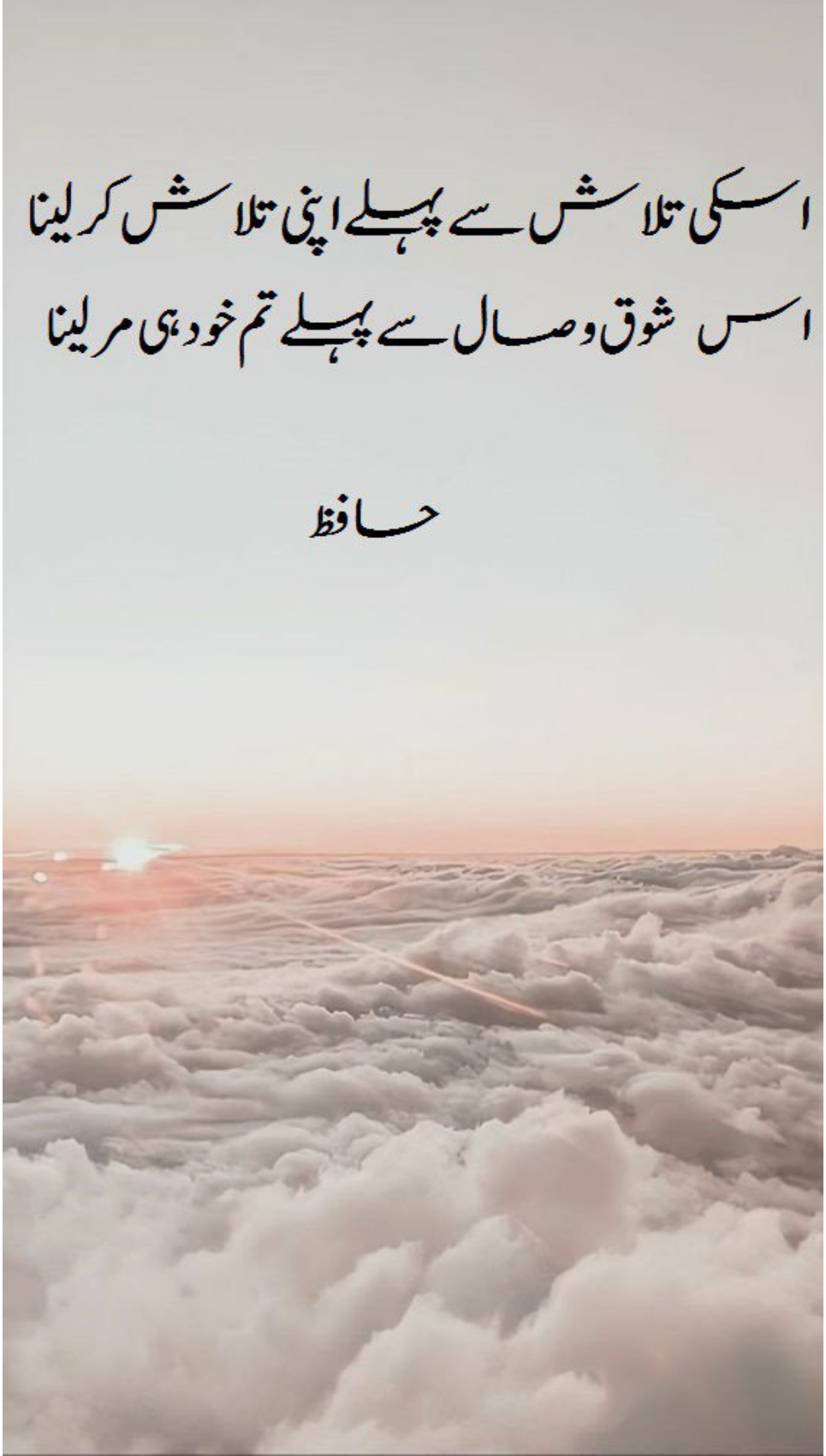

اس مفلسی کی کہانی بڑی تھی دردناک
زباں بند تھی چہرے پہ تھے ابواب

حافظ

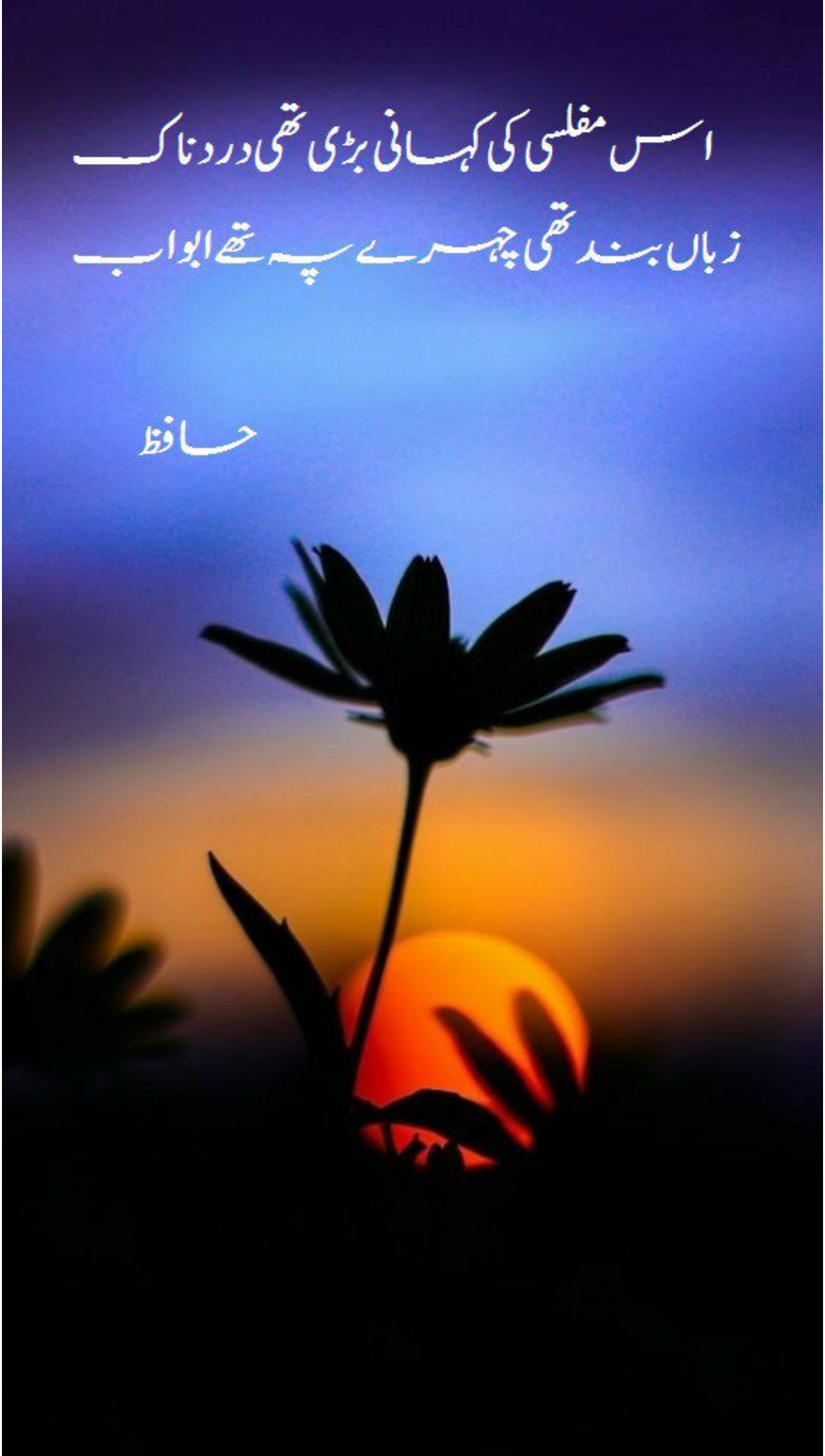

حافظ کیوں نہ زور عشق سے کیا کچھ حاصل
اتنی شدت سے تو عرش بھی لرزا جاتا
حافظ

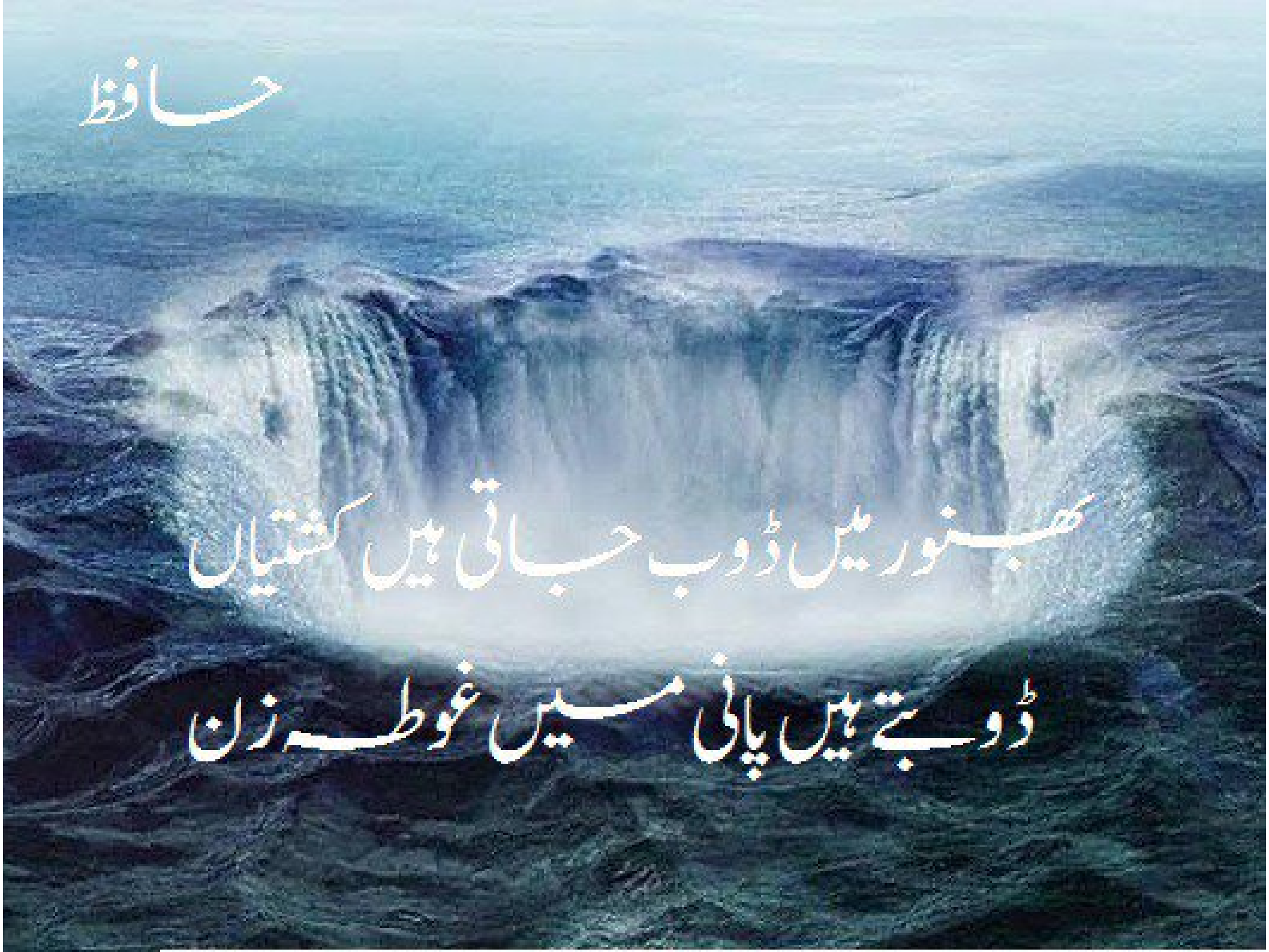
حافظ
بھنور میں ڈوب جاتی ہیں کشتیاں
ڈوبتے ہیں پانی میں غوطہ زن

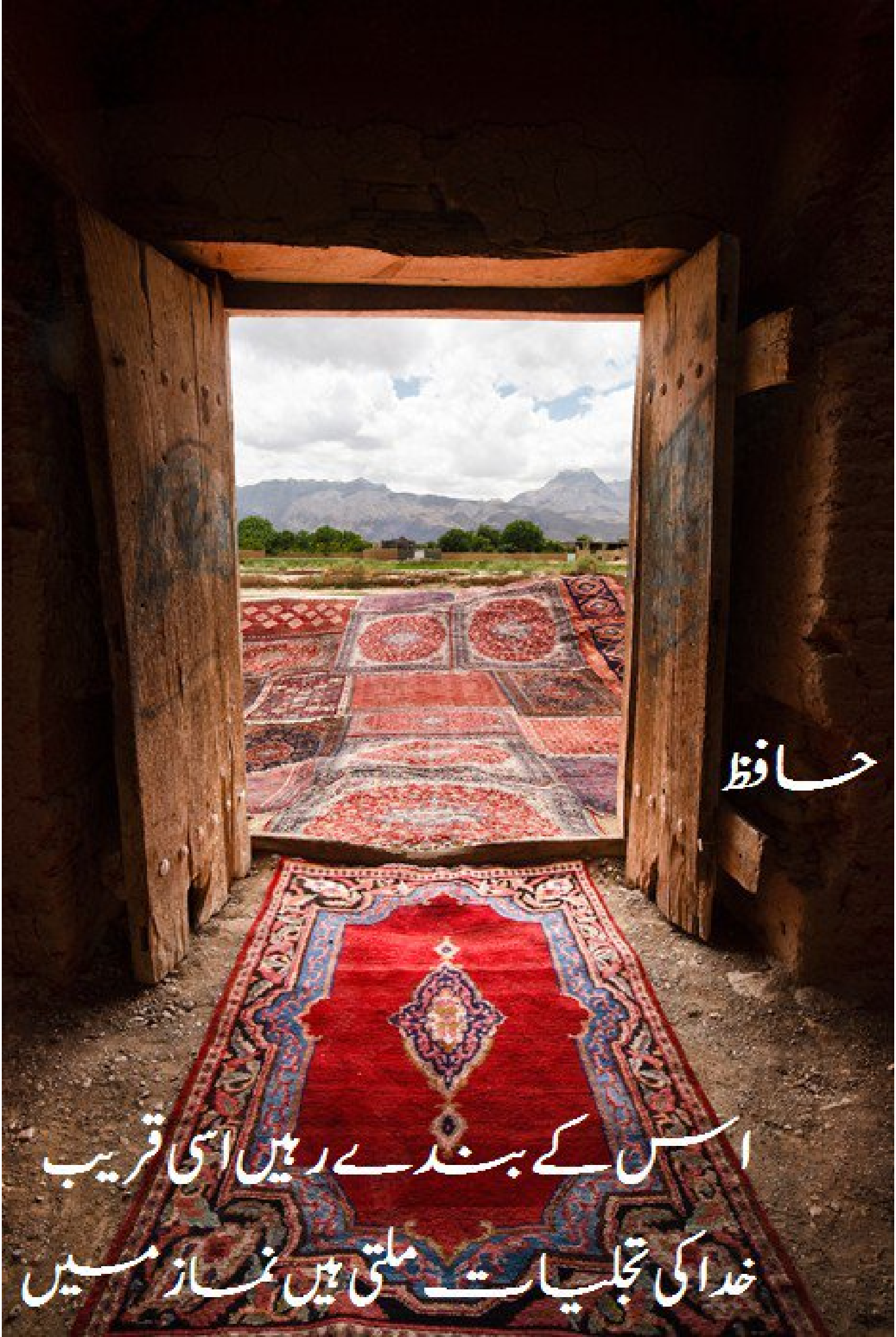
حافظ
اس کے بندے رہیں اسی قریب
خدا کی تجلیات ملتی ہیں نماز میں

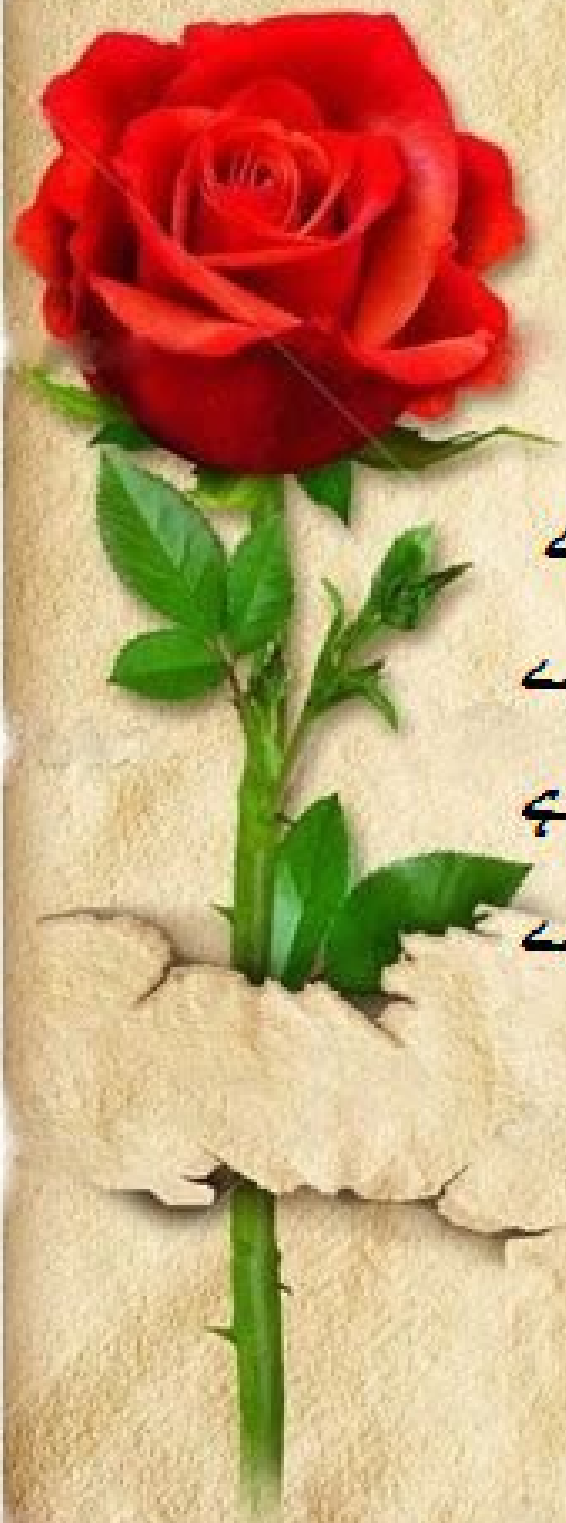

قطعہ یقیں سے قدم رکھ لینے دے
اس زمیں سے قدم رکھ لینے دے
اسی محور میں ہوں یہ مرا جہان ہے
اس مکاں اپنے مکیں سے قدم رکھ لینے دے

حافظ

بہت دیر سے ہو گا چمن میں دیدہ ور پیدا
بلبل گلستاں لئے گی ابھی شاخ در شاخ

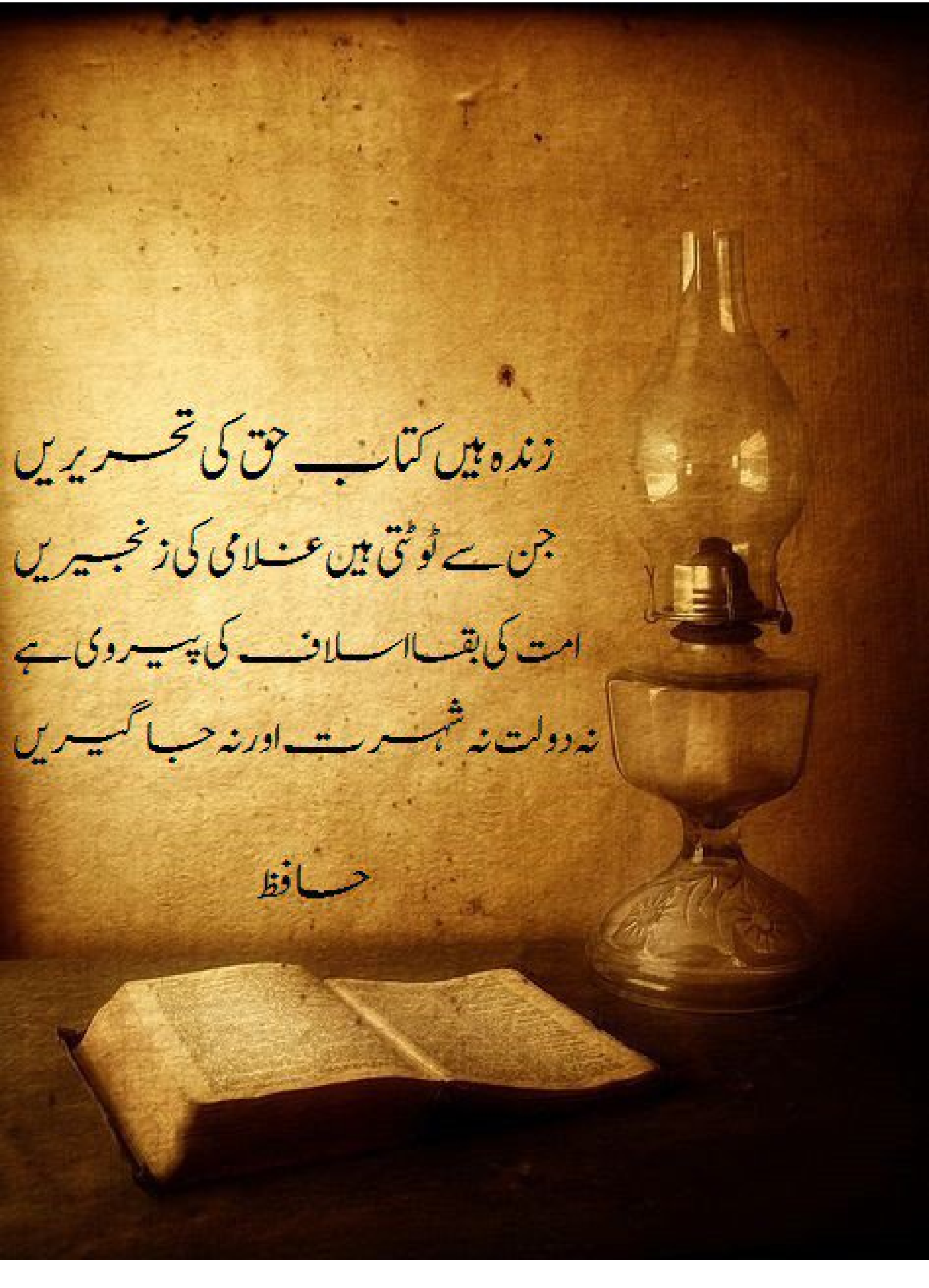
زندہ ہیں کتاب حق کی تحریریں
جن سے ٹوٹتی ہیں غلامی کی زنجیریں
امت کی بقا اسلاف کی پیروی ہے
نہ دولت نہ شہرت اور نہ جاگیریں
حافظ

واعظ تری نصیحت رائیگاں ہو گئی ہے

تو بھی پریشاں ہے میں بھی پریشان ہوں

حافظ

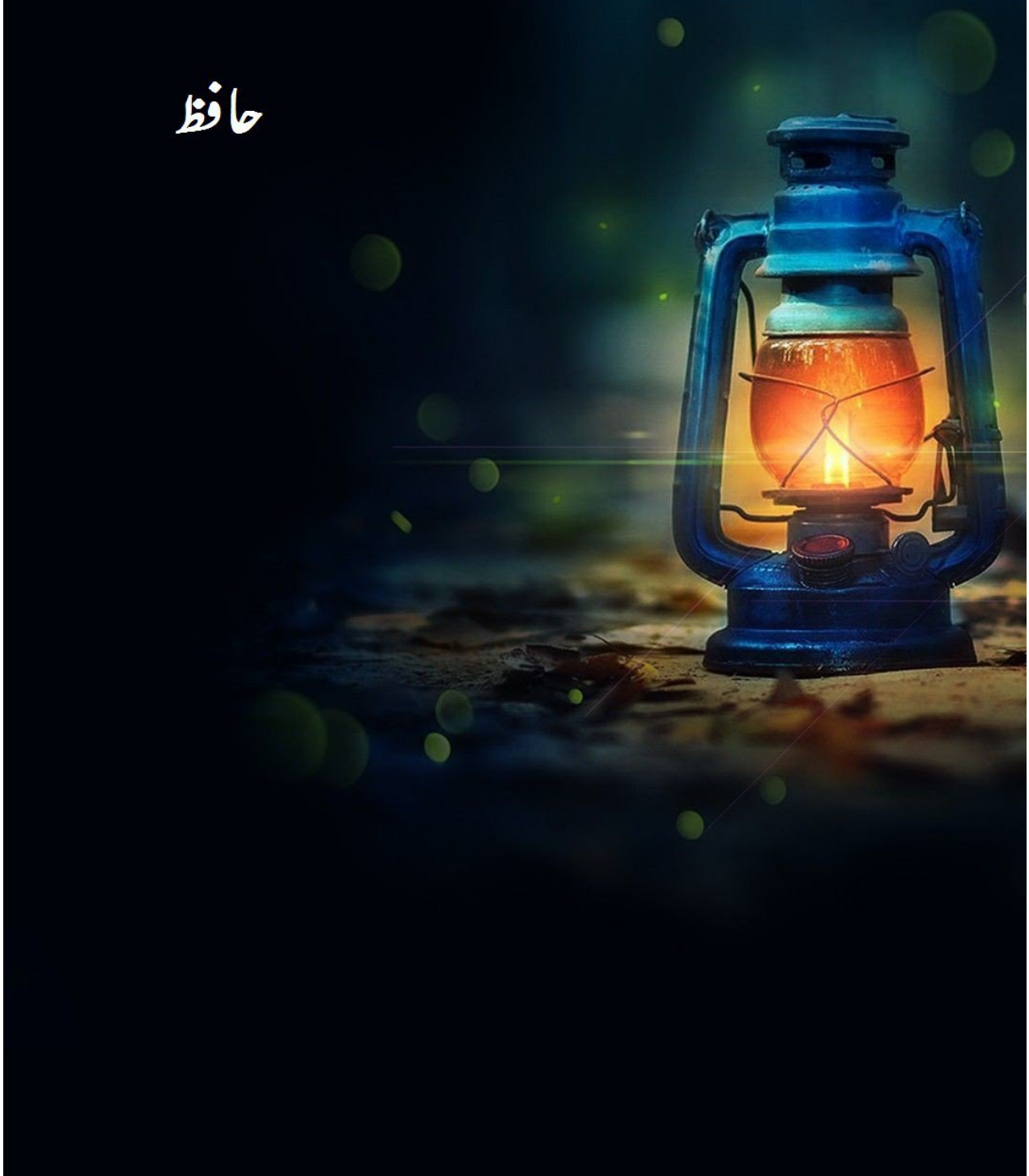

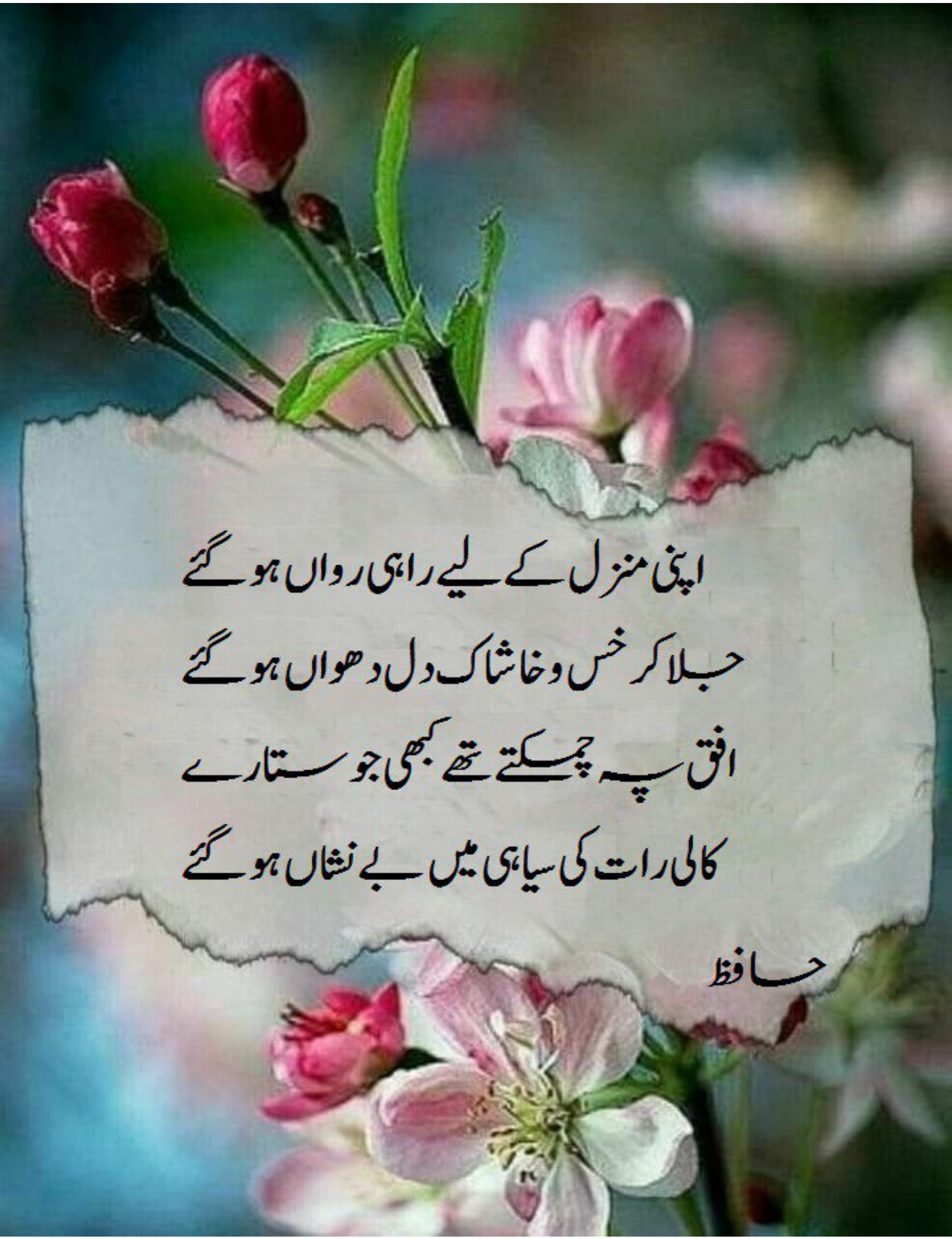
اپنی منزل کے لیے راہی رواں ہو گئے
جلا کر خس و خاشاک دل دھواں ہو گئے
افق پہ چمکتے تھے کبھی جو ستارے
کالی رات کی سیاہی میں بے نشاں ہو گئے
حافظ

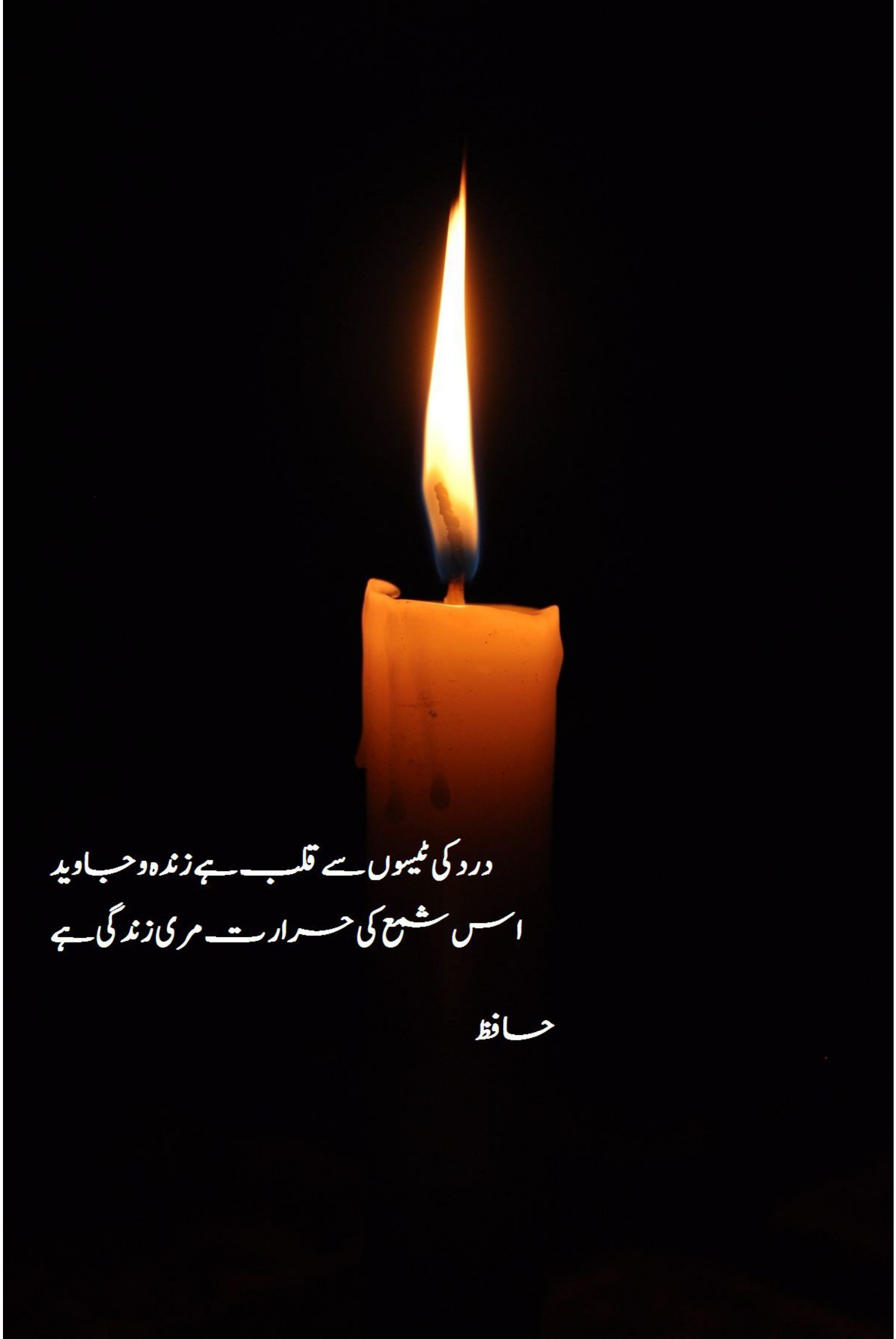

درد کی ٹیسوں سے قلب ہے زندہ و جاوید
اس شمع کی حرارت مری زندگی ہے

حافظ

وہ قطرہ جس میں طوفاں تھا
تو نے اپنی آنکھوں سے گرا ڈالا
حافظ

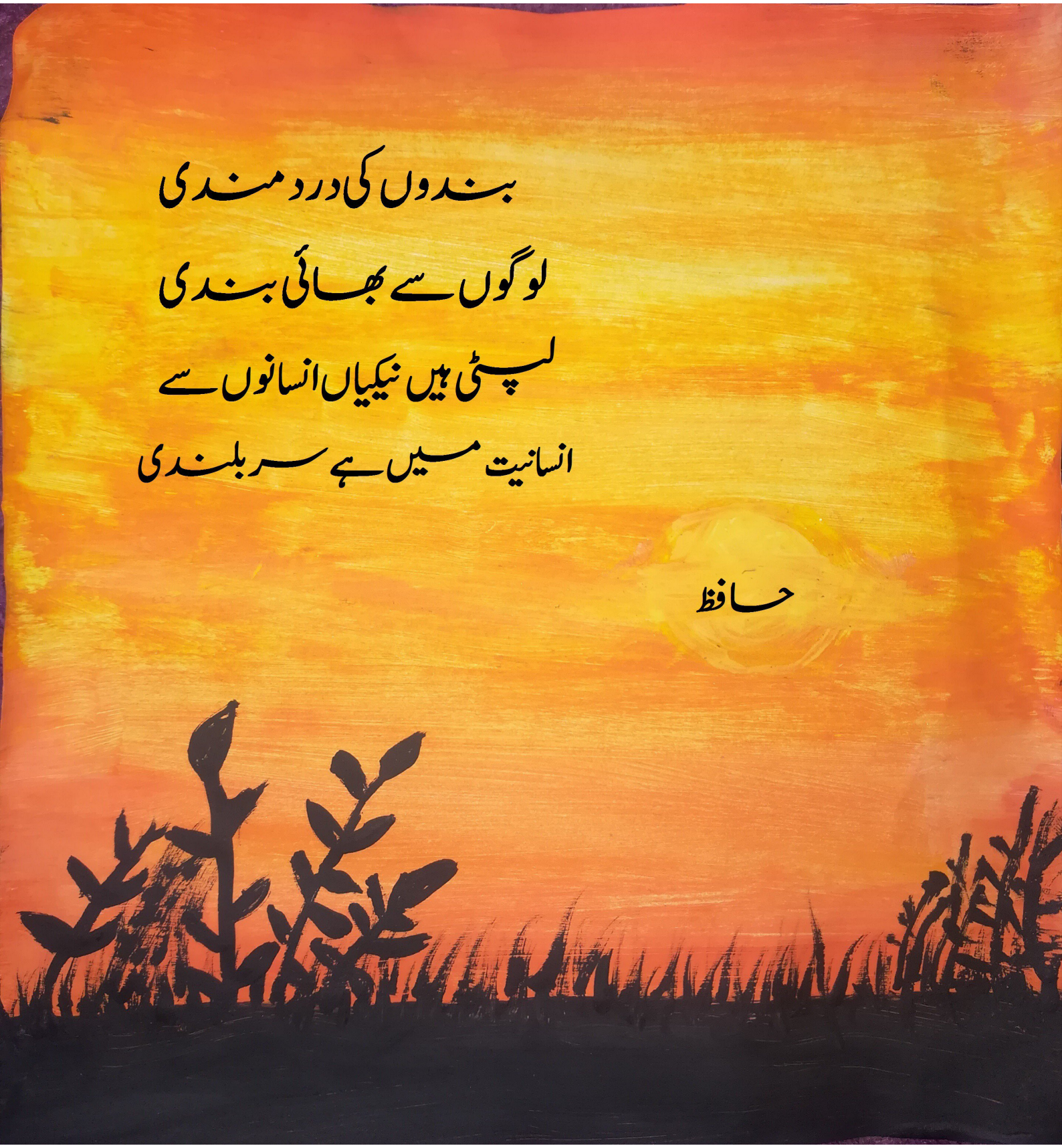
بندوں کی دردمندی
لوگوں سے بھائی بندی
لپٹی ہیں نیکیاں انسانوں سے
انسانیت میں ہے سربلندی
حافظ

آنکھ تو حقیقت کے دائرے میں ہے محدود
دل کی پہنچ جاتی ہے عرش معلی سے اوپر
حافظ

دل کے معاملات ہیں لال لال

دل کا انجام ہے پانی پانی

محبتوں کے راز ہیں افشاں

جذبوں کی آگ ہے فقط جوانی

حافظ

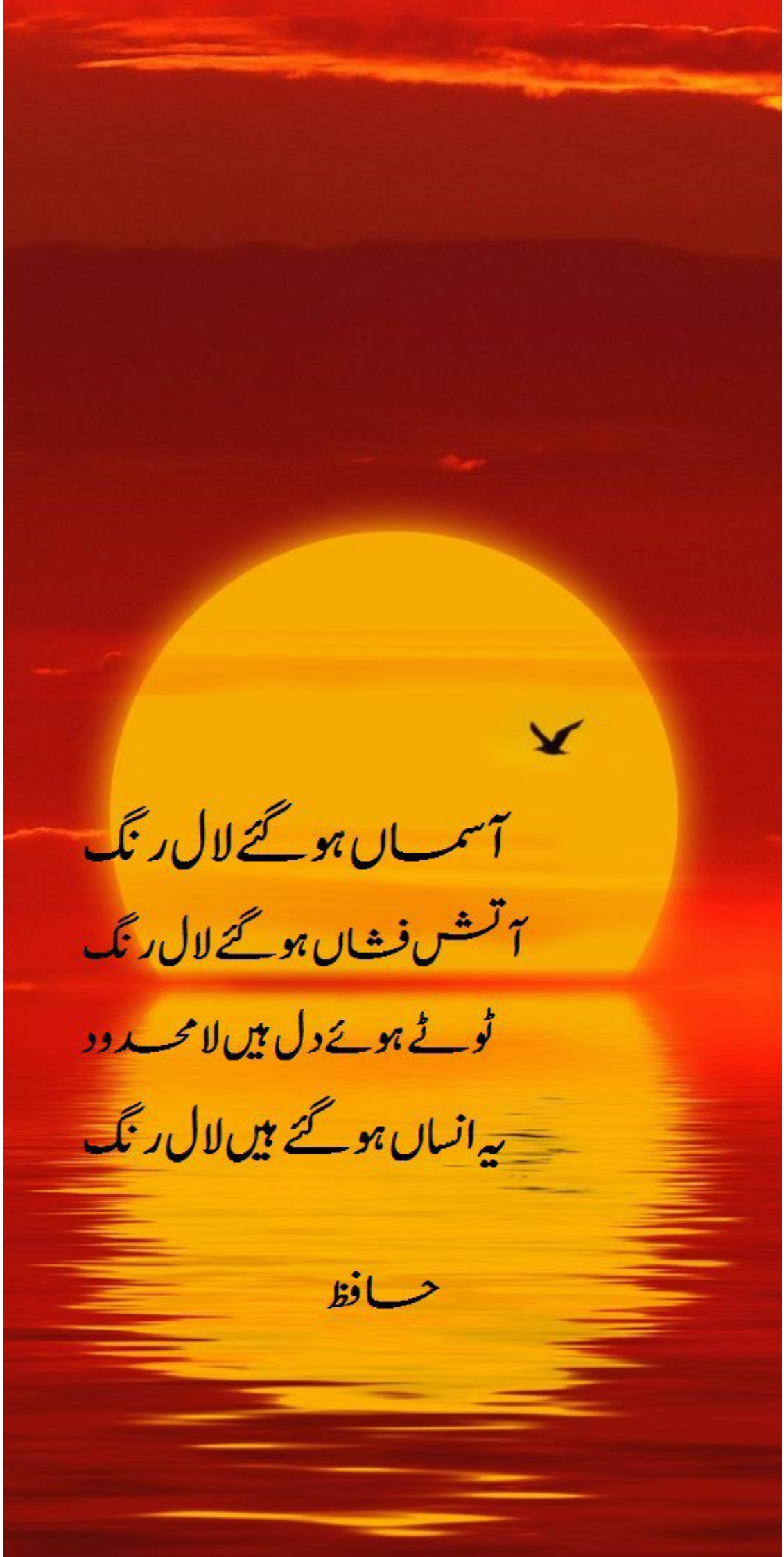
آسماں ہو گئے لال رنگ
آتش فشاں ہو گئے لال رنگ
ٹوٹے ہوئے دل ہیں لامحدود
یہ انساں ہو گئے ہیں لال رنگ
حافظ

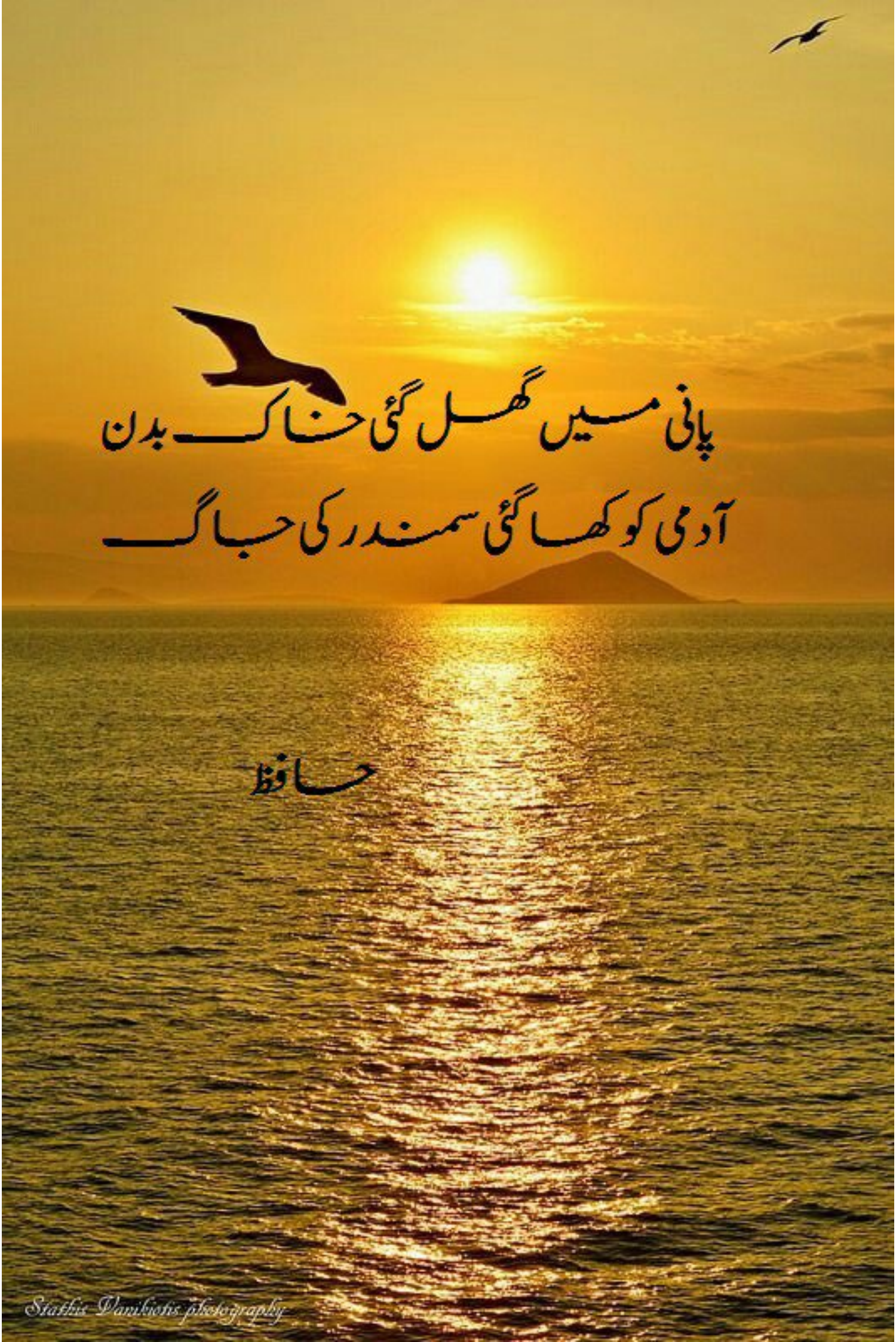
پانی میں گھل گئی خاک بدن
آدمی کو کھا گئی سمندر کی جھاگ
حافظ
Stathis Vamvakos photography

کھلے عام آوارگی کا عالم
ہم نے دیکھا بے چارگی کا عالم
تم نے دیکھا موسم کا یکبارگی بدلنا
ہم نے دیکھا درندگی کا عالم
حافظ

حافظ

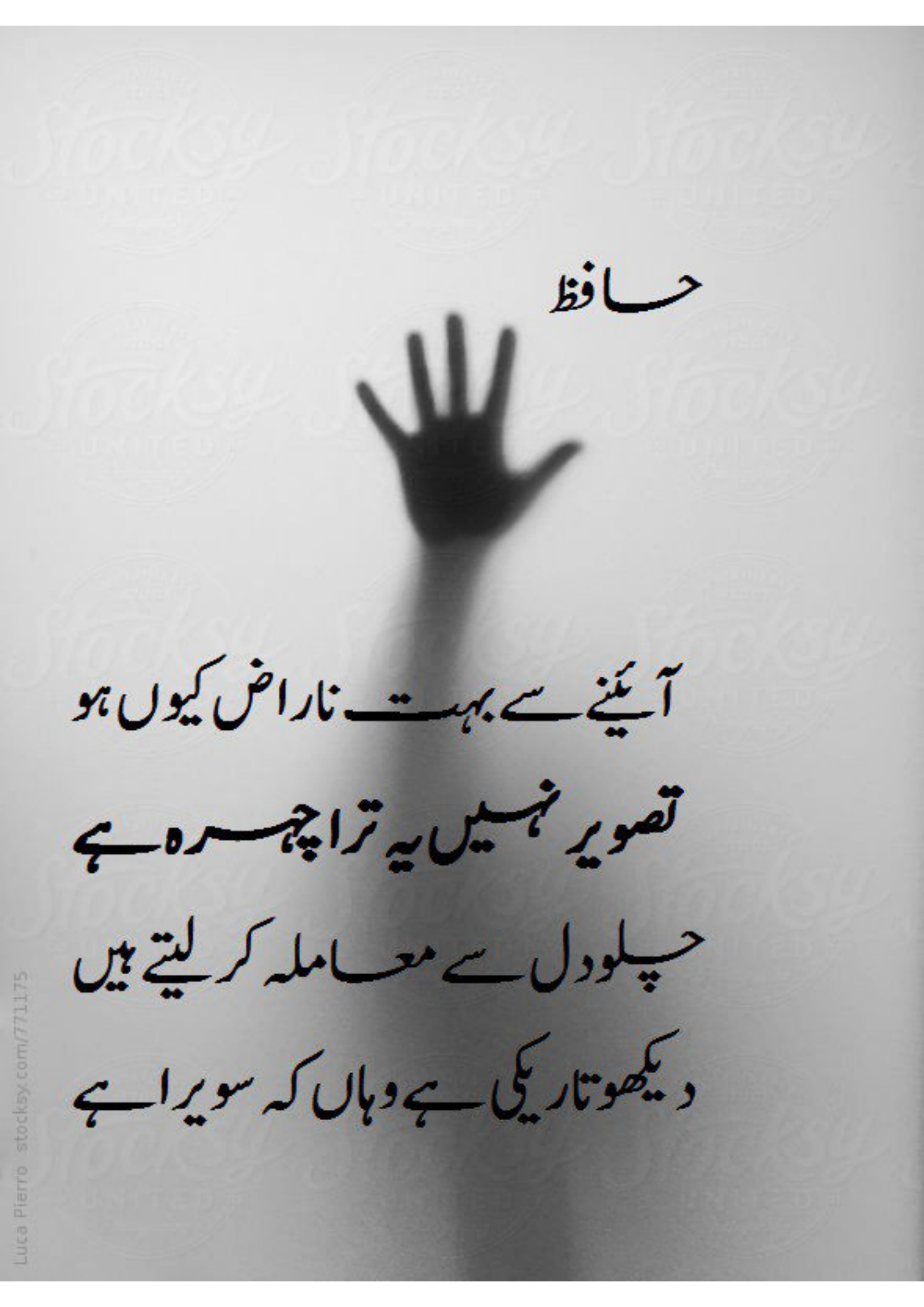

آئینے سے بہت ناراض کیوں ہو

تصویر نہیں یہ ترا چہرہ ہے

چلو دل سے معاملہ کر لیتے ہیں

دیکھو تاریکی ہے وہاں کہ سویرا ہے

Luca Pierro stocksy.com/771175

امت کی میراث ہے یہ کتاب زندگی
جسے نہ ملی بے نسل رہے گا نسلوں تک

حافظ

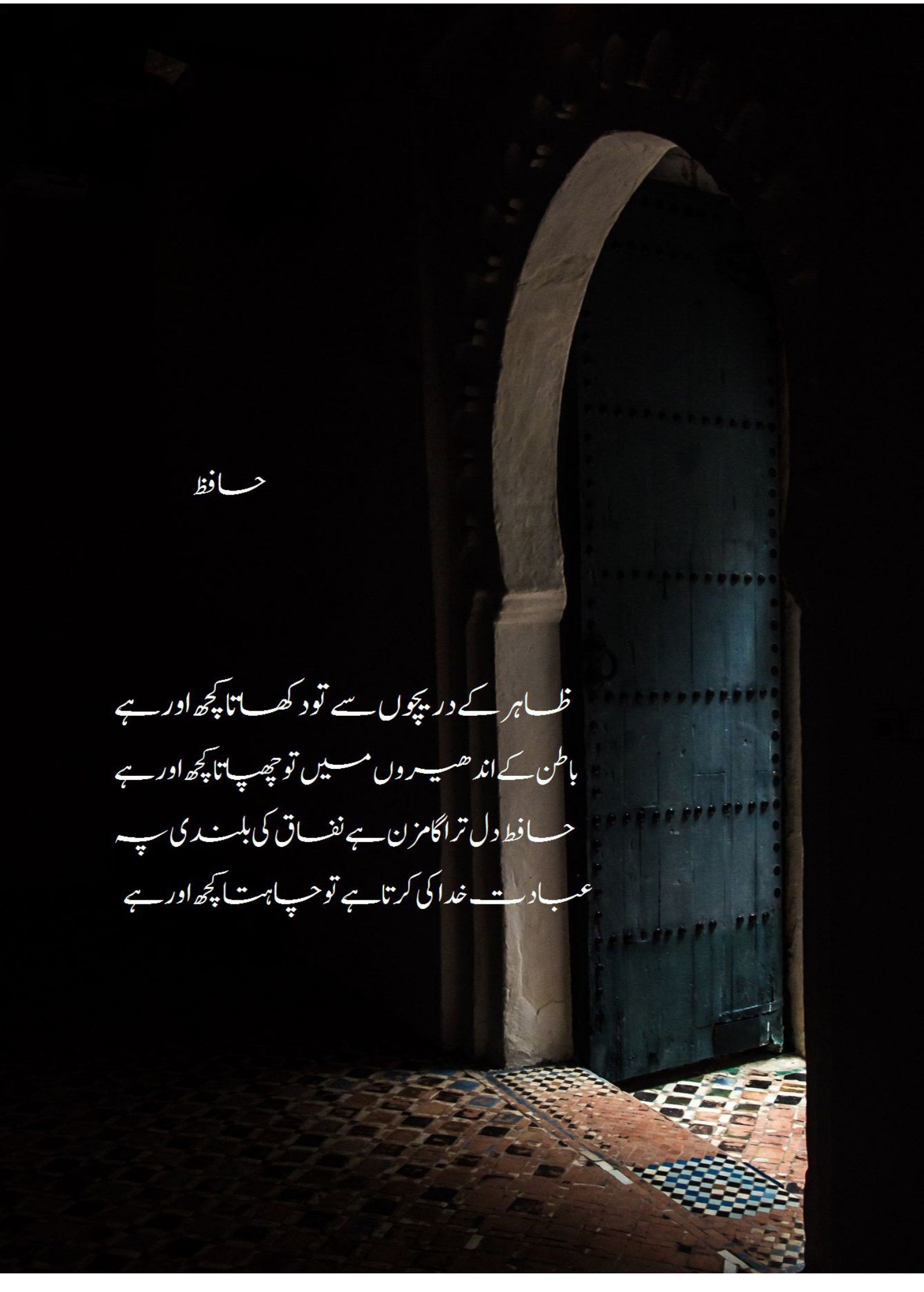

حافظ

ظاہر کے دریچوں سے تو دکھاتا کچھ اور ہے
باطن کے اندھیروں میں تو چھپاتا کچھ اور ہے
حافظ دل تراگامزن ہے نفاق کی بلندی پہ
عبادت خدا کی کرتا ہے تو چاہتا کچھ اور ہے

کلام خدا ہے مسلماں کی طاقت

زمانہ مانتا ہے اہل قرآن کو

حافظ

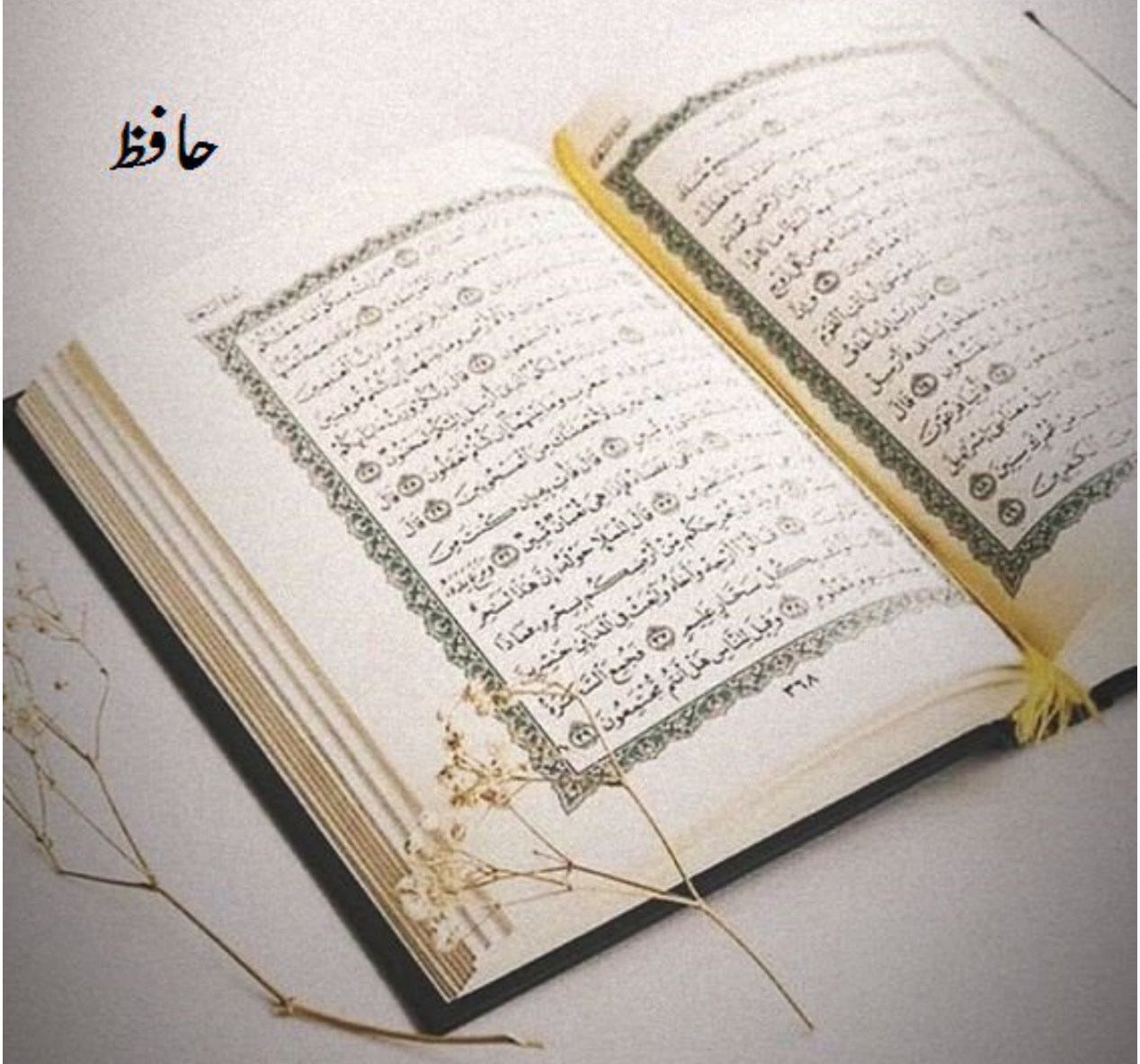

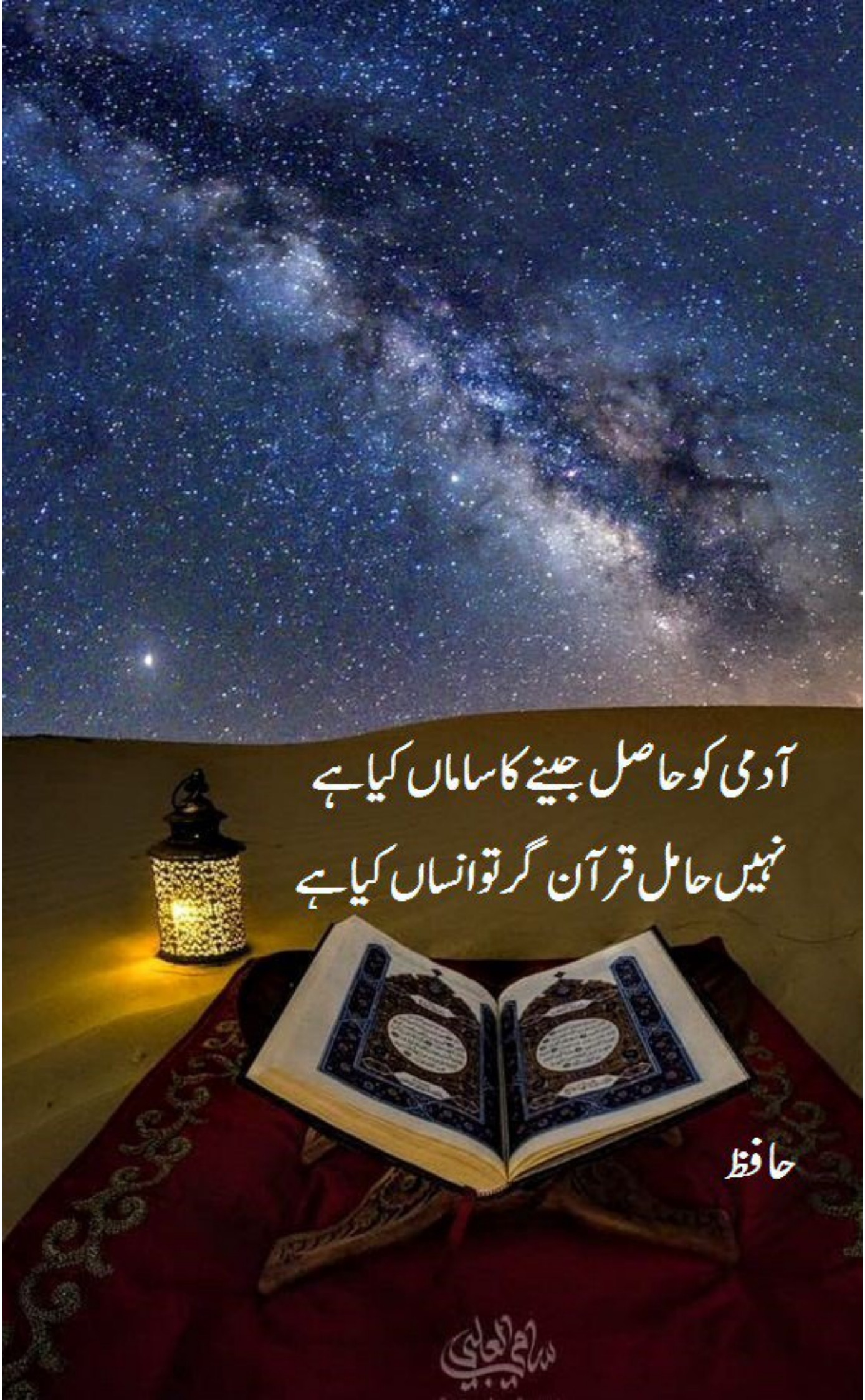
آدمی کو حاصل جینے کا ساماں کیا ہے
نہیں حامل قرآن گر تو انساں کیا ہے
حافظ

دل کی فصیل شمشیر بکف
آتشِ نفس ہے تیغ بکف
پھر اٹھی جنگ کی تحریک
ہو گیا یہ قلعہ وجود تہی دست

حافظ

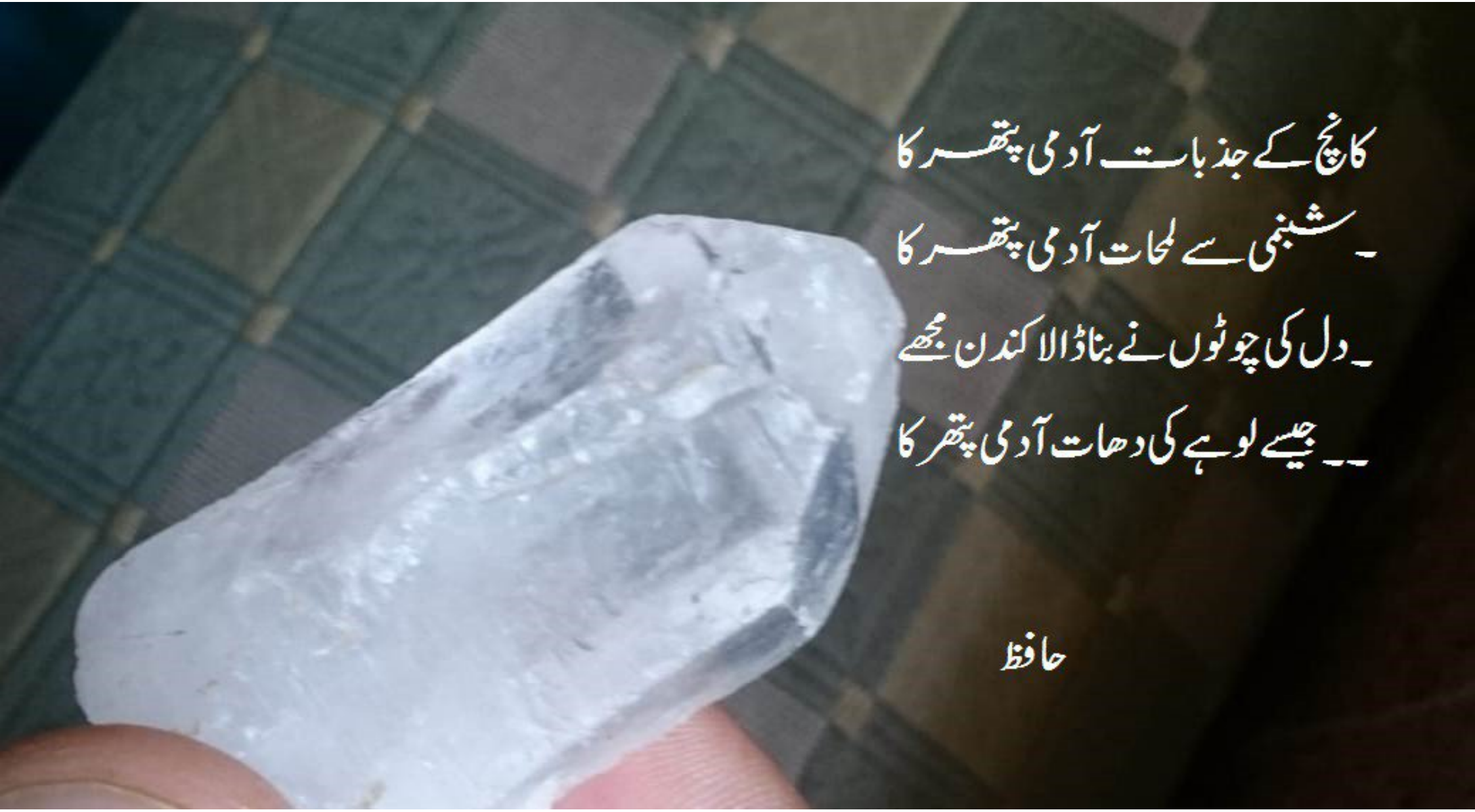
کانچ کے جذبات آدمی پتھر کا
۔ شبنمی سے لمحات آدمی پتھر کا
۔ دل کی چوٹوں نے بناڈالا کندن مجھے
۔۔ جیسے لوہے کی دھات آدمی پتھر کا
حافظ

حافظ
سلامتی کی تلاش ہے اگر
اللہ کے بندوں کو آزاد کر دو

مری ابتدا تری چوکھٹ ہے

مری انتہا تری دہلیز ہے

میں ایک مشت غبار ہوں

مرا اختیار کیا چیز ہے

حافظ

واپس نہیں آتے گزرے ہوئے لمحات
چن کے ٹوٹے ہوئے پھول کیا کیجئے

حافظ

ظاہر کے دریچوں سے تو دکھاتا کچھ اور ہے
باطن کے اندھیروں میں تو چھپاتا کچھ اور ہے
حافظ دل تراگامزن ہے نفاق کی بلندی پہ
عبادت خدا کی کرتا ہے تو چاہتا کچھ اور ہے

حافظ

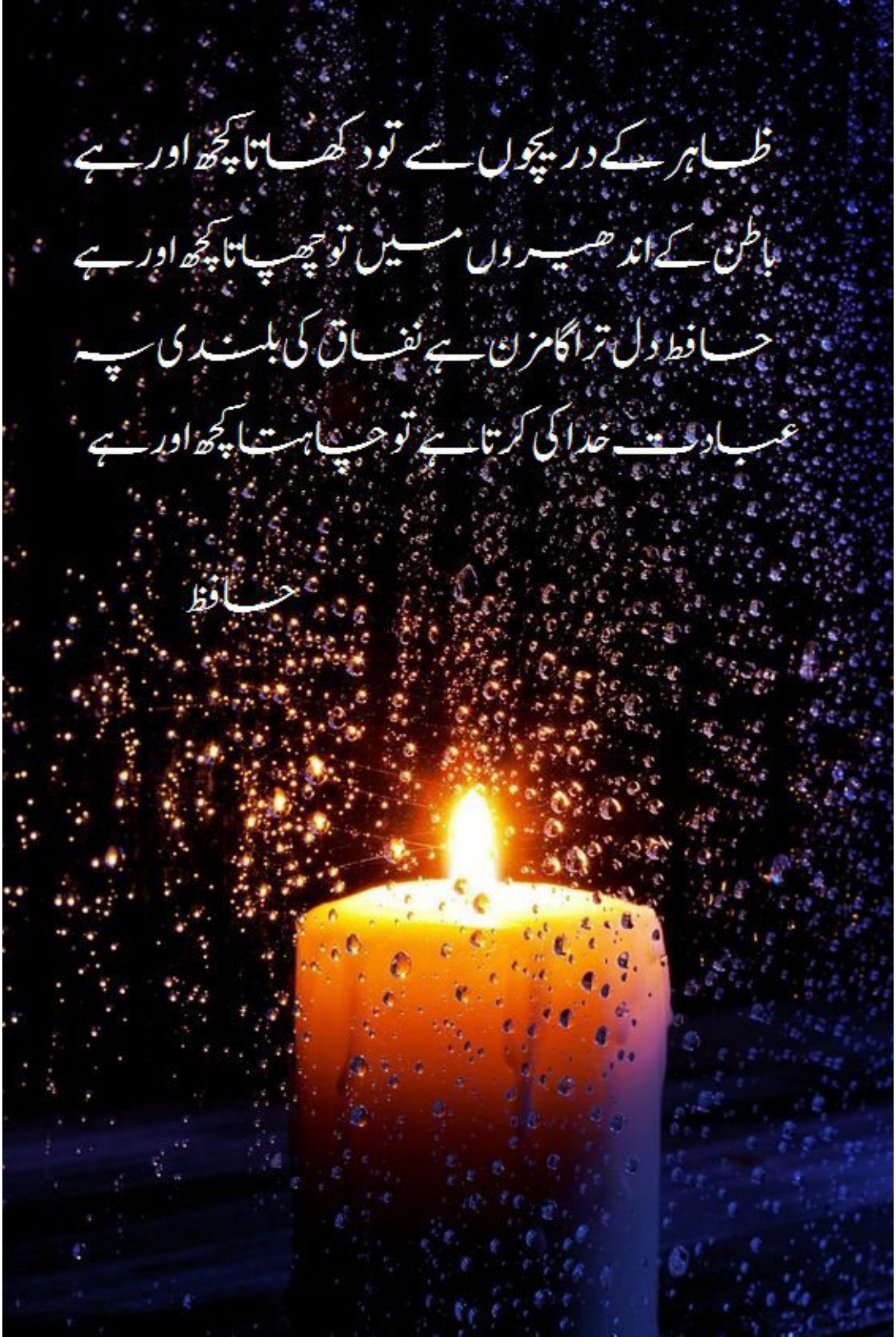

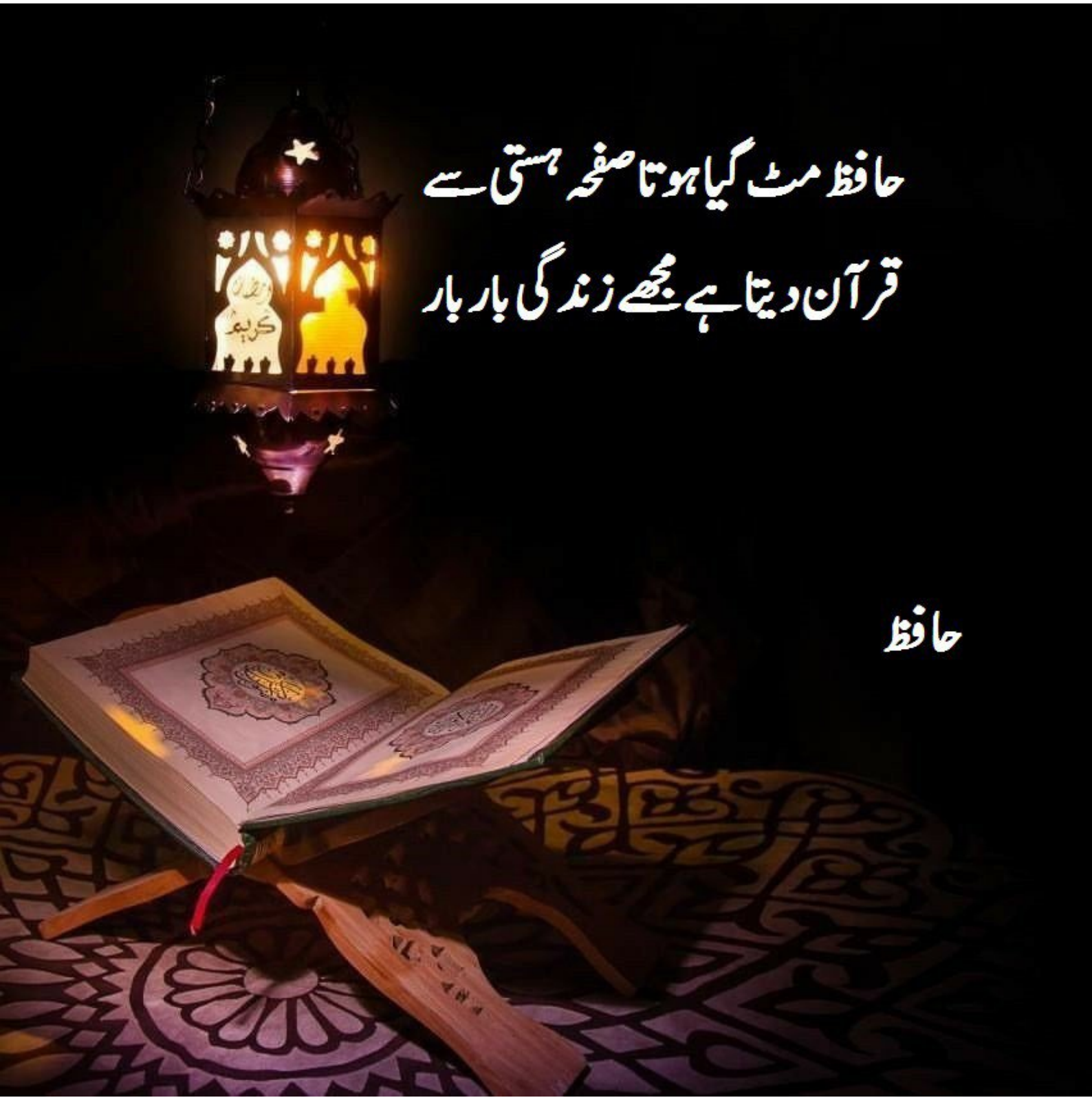
حافظ مٹ گیا ہوتا صفحہ ہستی سے
قرآن دیتا ہے مجھے زندگی بار بار
حافظ

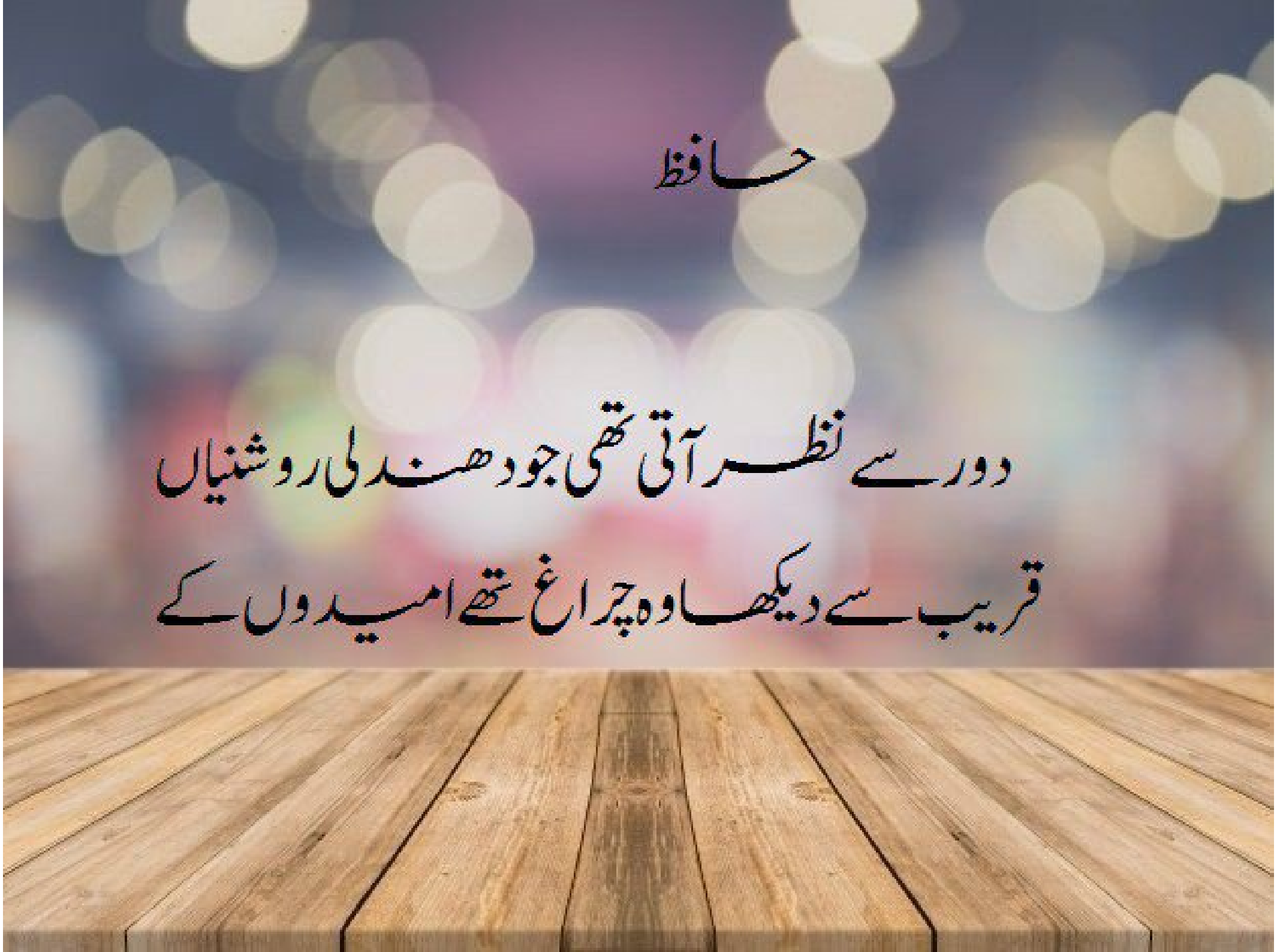
حافظ
دور سے نظر آتی تھی جو دھندلی روشنیاں
قریب سے دیکھا وہ چراغ تھے امیدوں کے

حافظ
انسان کے تکبر کی خاک قبر پہ پڑی ہے
جس نے زمین کو بگاڑا نابود ہو گیا

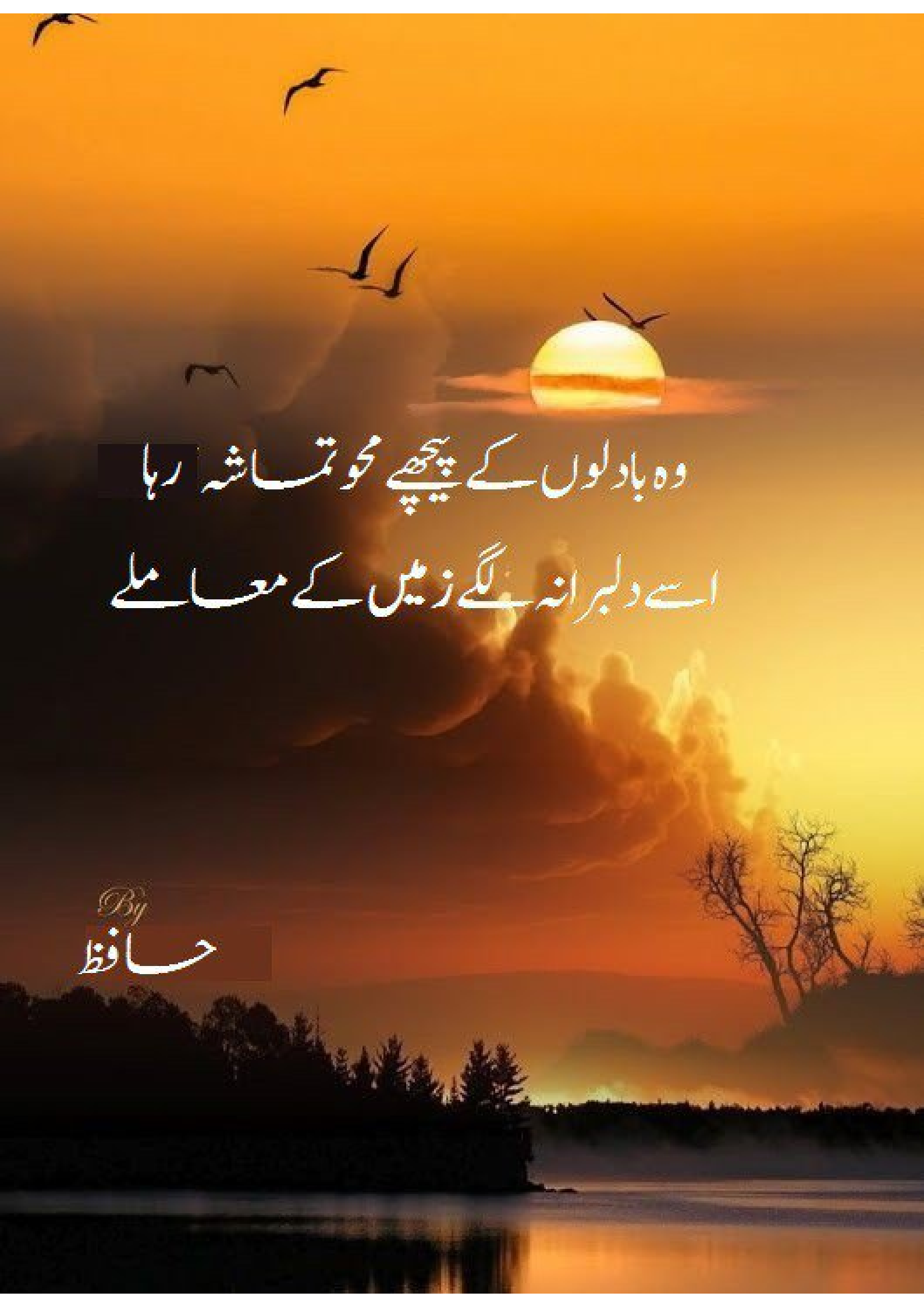
وہ بادلوں کے پیچھے محو تماشہ رہا
اسے دلبرانہ لگے زمیں کے معاملے
By
حافظ

ترے لبوں کی مسکان گر نہ جائے
اے زندگی مری جان گر نہ جائے
مت جایا کرو تتلیوں کے چمن میں
کلیوں سے الجھ کر ایمان گر نہ جائے
جانے کیا کیا اٹھا لائے کاندھوں پہ
کسی ٹھوکر سے سامان گر نہ جائے
بہت بوجھ پڑ گیا ہے اکیلی زمین پر
بندہ فروشی سے آسمان گر نہ جائے
ناحق ہو گیا ہے انسانیت کا خون ع
بہتے لہو سے یہ جہاں گر نہ جائے
حافظ

حنا لی ہاتھوں کی یہ خوبی ہے حافظ

اٹھیں تو عرش پر جھکیں تو فرش پر

حافظ

وہ اک احساس کا قطرہ
مری آنکھ سے بہہ گیا
مجھے راستے میں جو ملا
وہ غبار بن کے رہ گیا
جو ہوائیں تھی تیز تیز
میں اپنے مکاں پہ سہ گیا
وہ زندگی کا نچوڑ تھا
چد لفظوں میں کہہ گیا
حافظ

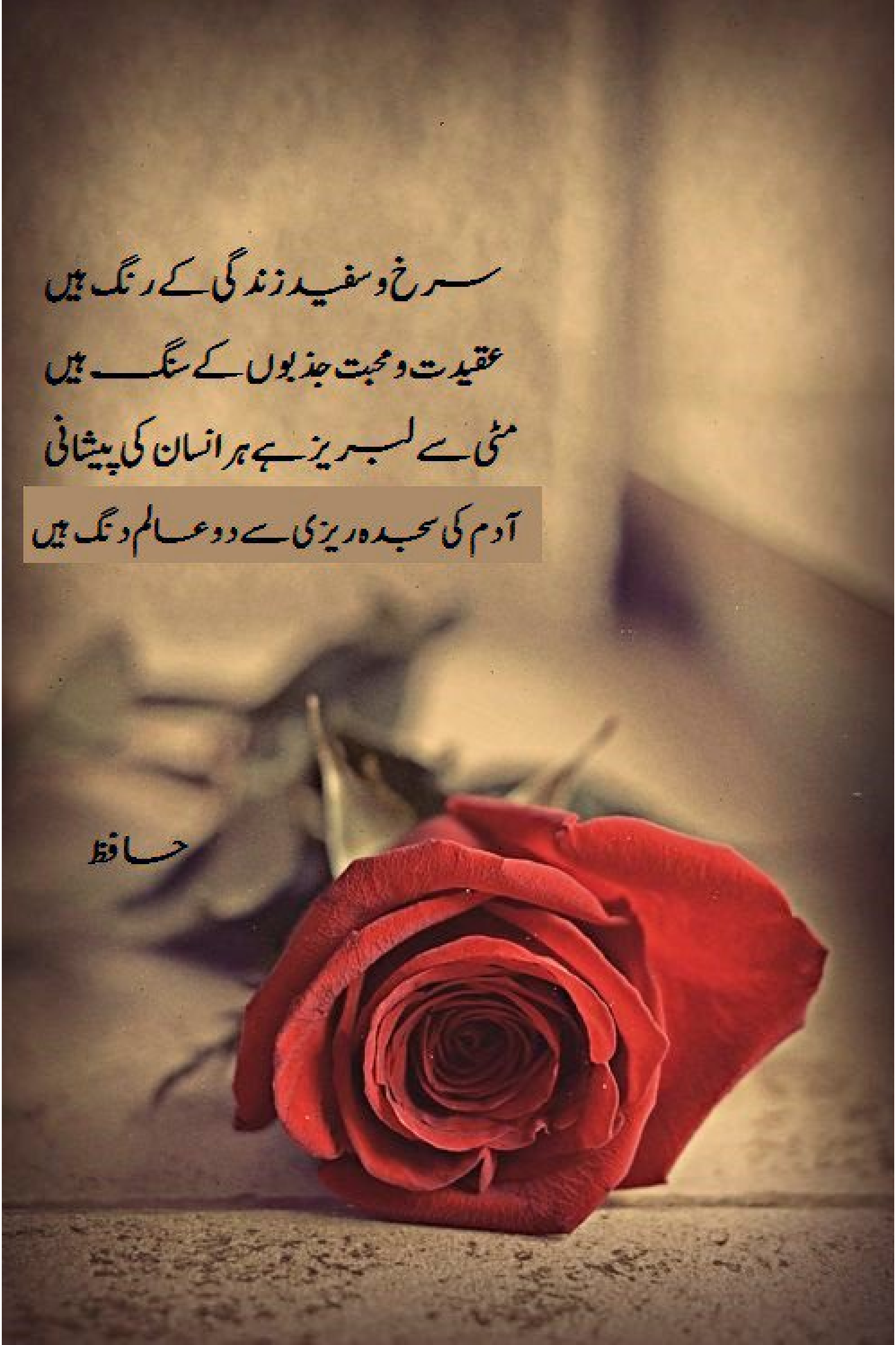
سرخ و سفید زندگی کے رنگ ہیں
عقیدت و محبت جذبوں کے سنگ ہیں
مٹی سے لبریز ہے ہر انسان کی پیشانی
آدم کی سجدہ ریزی سے دو عالم دنگ ہیں
حافظ

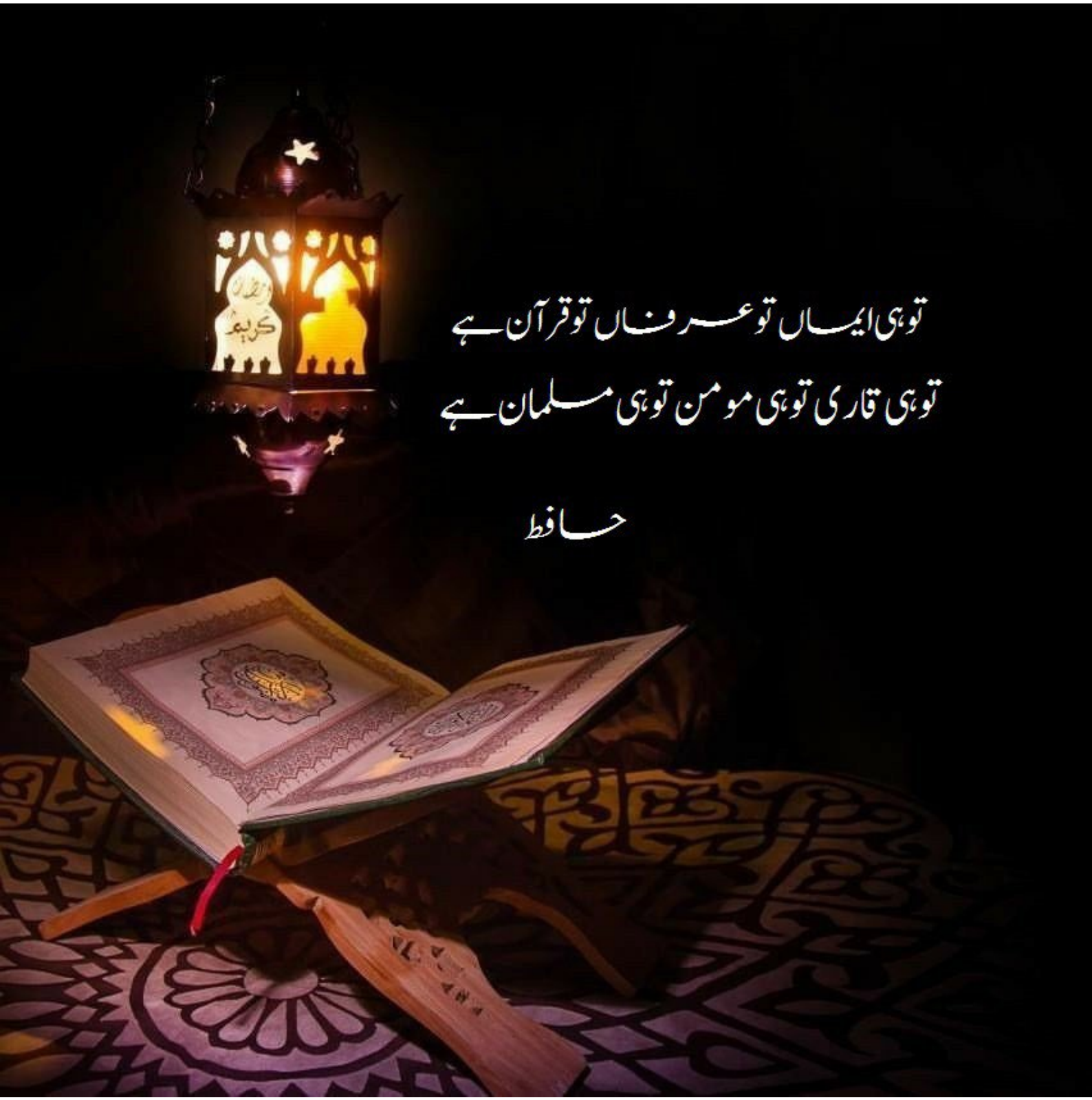
تو ہی ایماں تو عرفاں تو قرآن ہے
تو ہی قاری تو ہی مومن تو ہی مسلمان ہے
حافظ

کتابوں میں موجود ہیں بہت سے افسانے

حقیقت کی بھٹی میں فروزاں ہیں نظریات

حافظ

کتابوں سے نکلتا ہے زندگی کا نچوڑ
نکلتی ہے قرآن سے زندگی
حافظ

اختیار کی بات کرتے ہو

انتشار کی بات کرتے ہو

آدمی کی اوقات کیا ہے

بیکار کی بات کرتے ہو

سانس بے اختیار اور تم

سنسار کی بات کرتے ہو

مٹی سے بنے اے آدمی تم

پروردگار کی بات کرتے ہو

حافظ

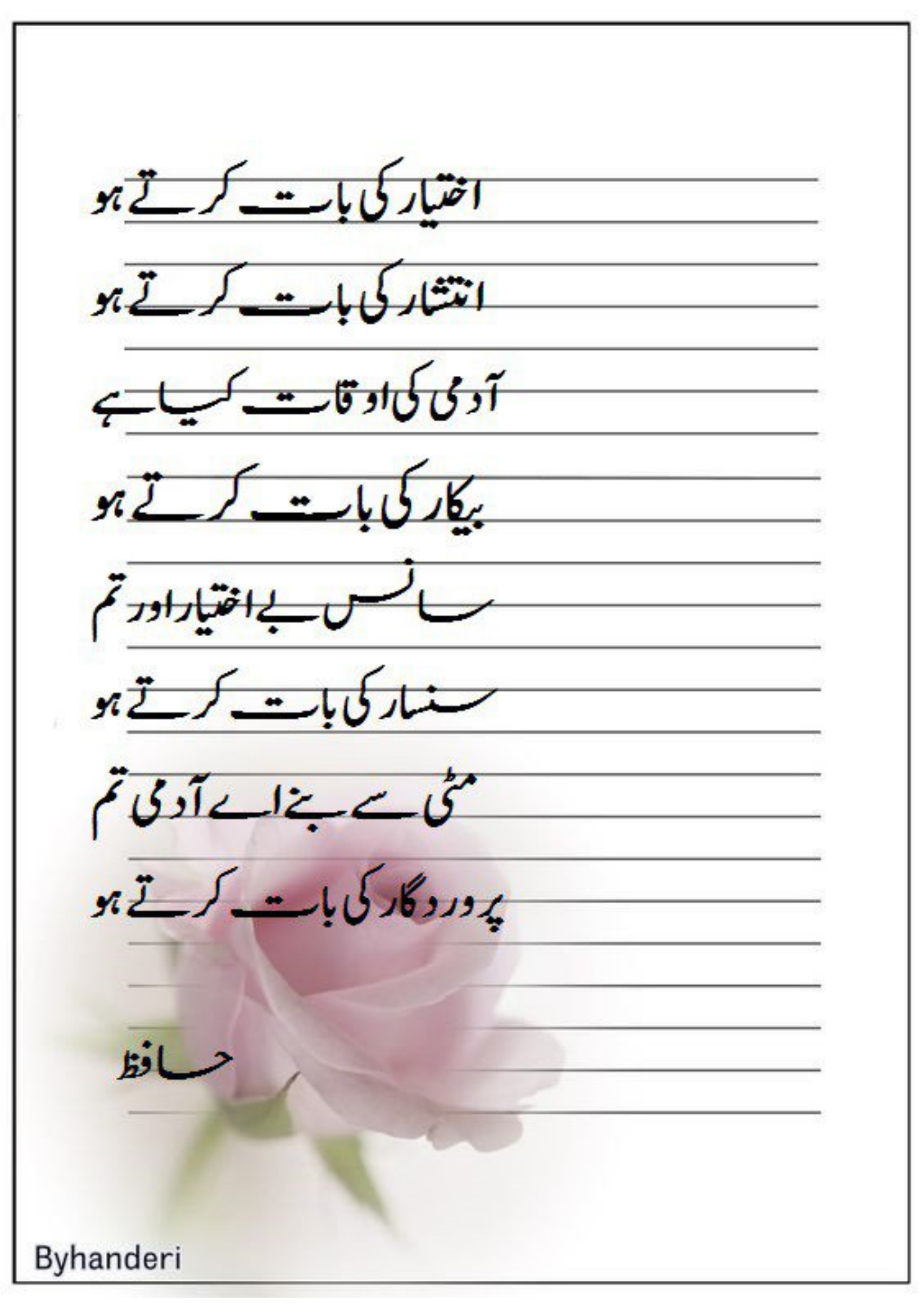

حافظ

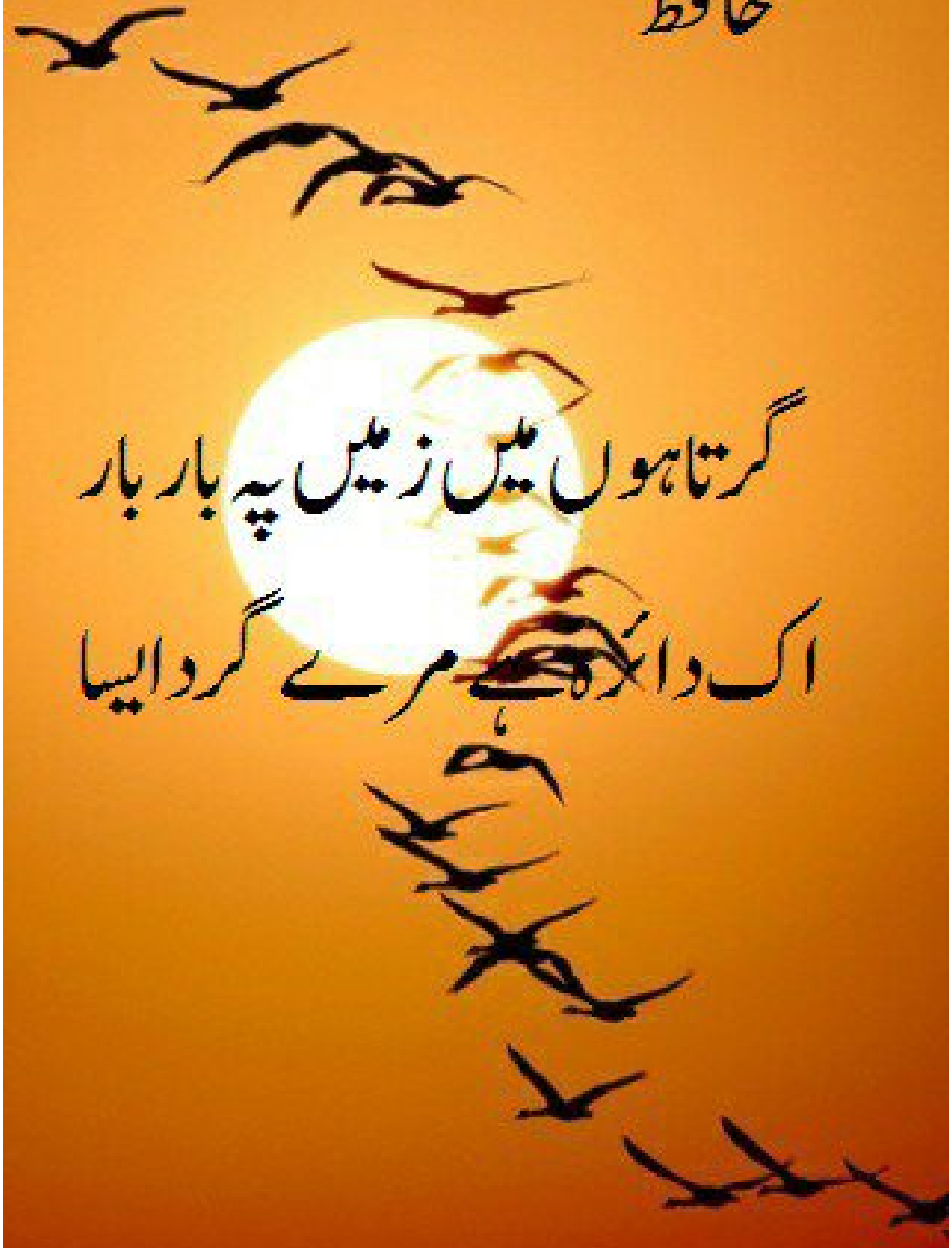

گرتا ہوں میں زمیں پہ بار بار

اک دائرہ ہے میرے گرد ایسا

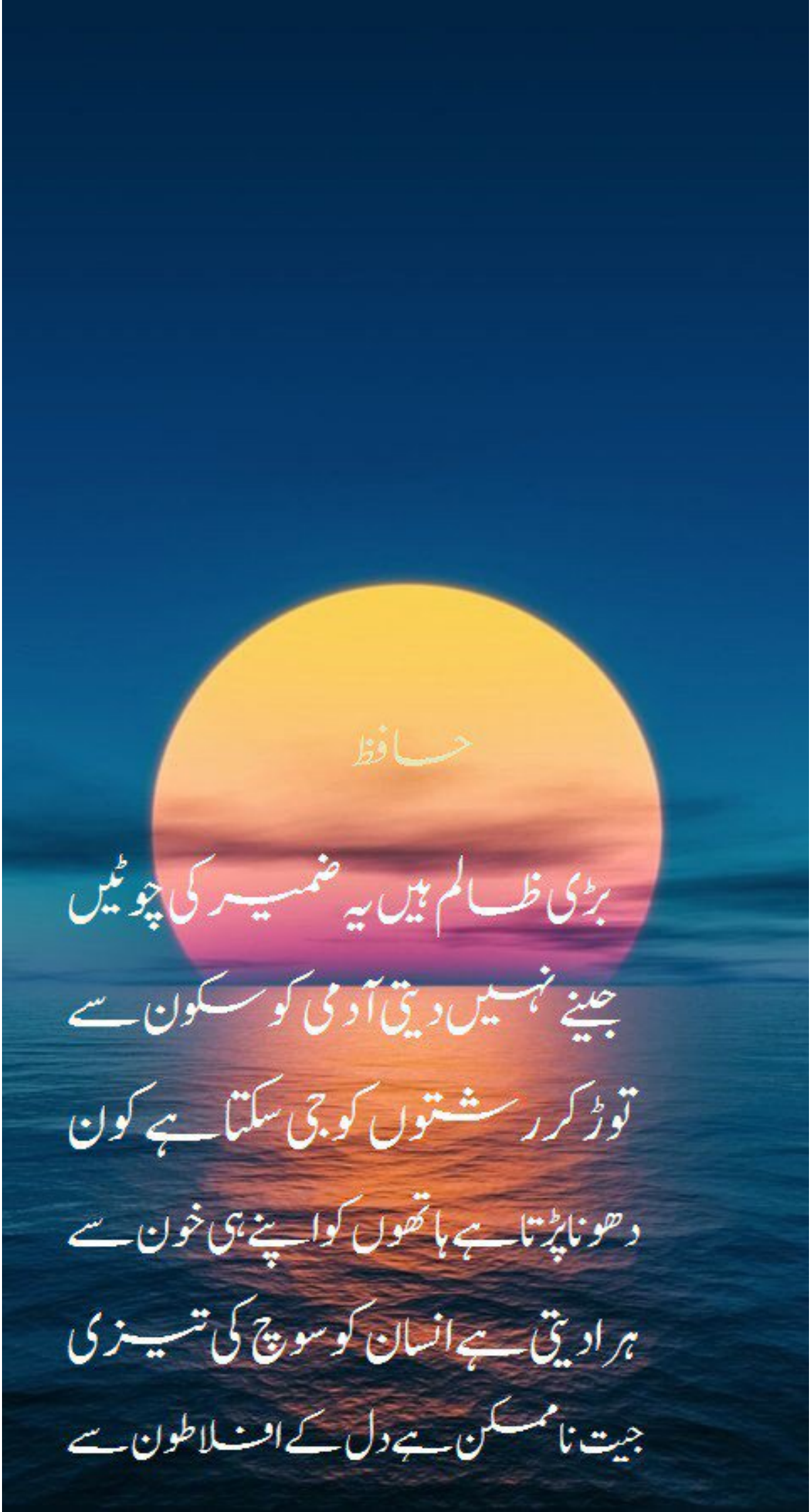
حافظ
بڑی ظالم ہیں یہ ضمیر کی چوٹیں
جینے نہیں دیتی آدمی کو سکون سے
توڑ کر رشتوں کو جی سکتا ہے کون
دھونا پڑتا ہے ہاتھوں کو اپنے ہی خون سے
ہر ادیتی ہے انسان کو سوچ کی تیزی
جیت ناممکن ہے دل کے افلاطون سے

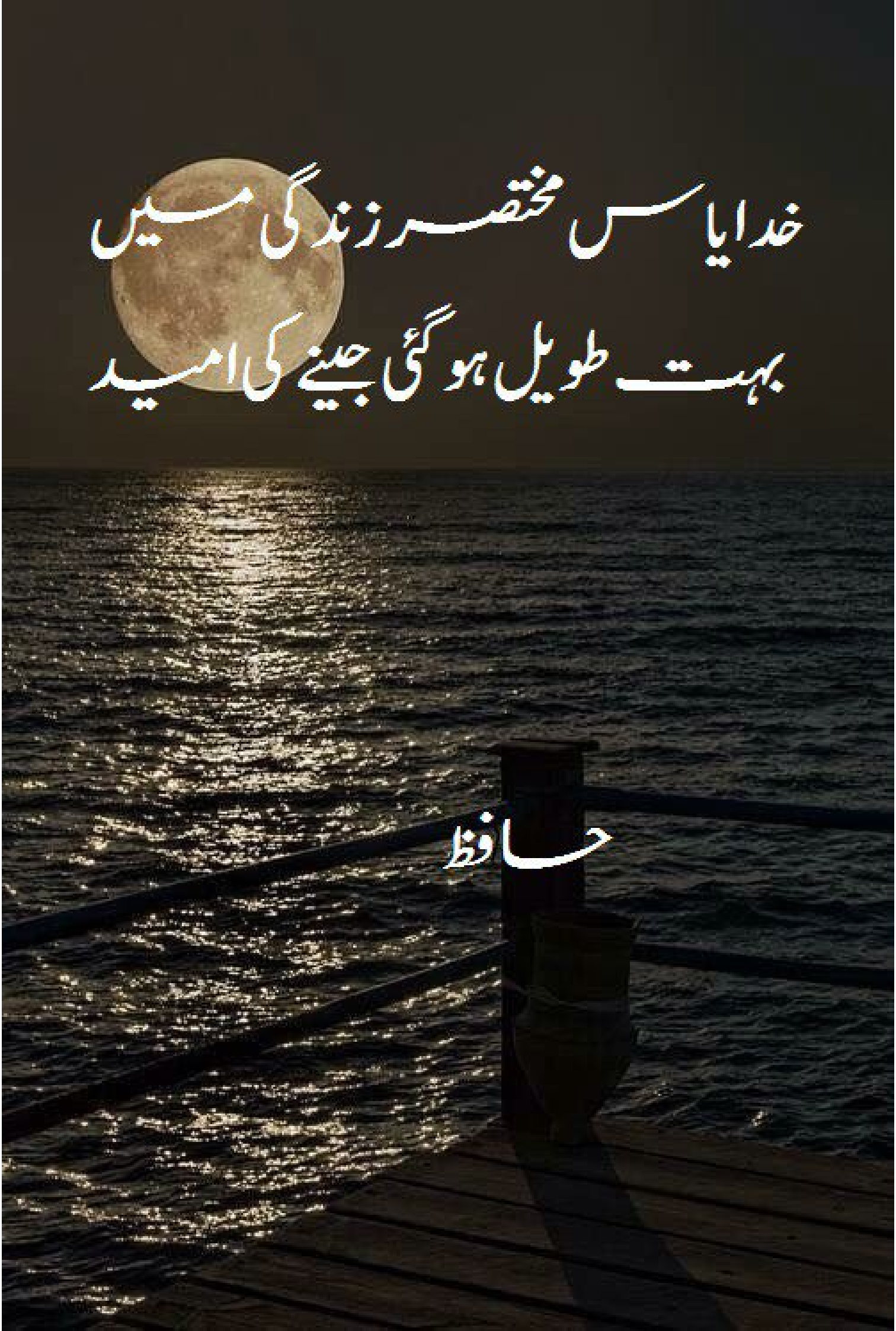
خدایا اس مختصر زندگی میں
بہت طویل ہو گئی جینے کی امید
حافظ

قراں سے بے قرآں ہو گئے

مسلماں یوں بے نشاں ہو گئے

نہ امت نہ ملت نہ قوم باقی ہے

غبار مٹی ہو کے دھواں ہو گئے

حافظ

ساری محبتیں قربان کردوں
اپنا دل اپنی جان کردوں
آئیں کبھی وہ خواب میں
اپنی زمیں کو آسمان کردوں
حافظ
Amani.a35

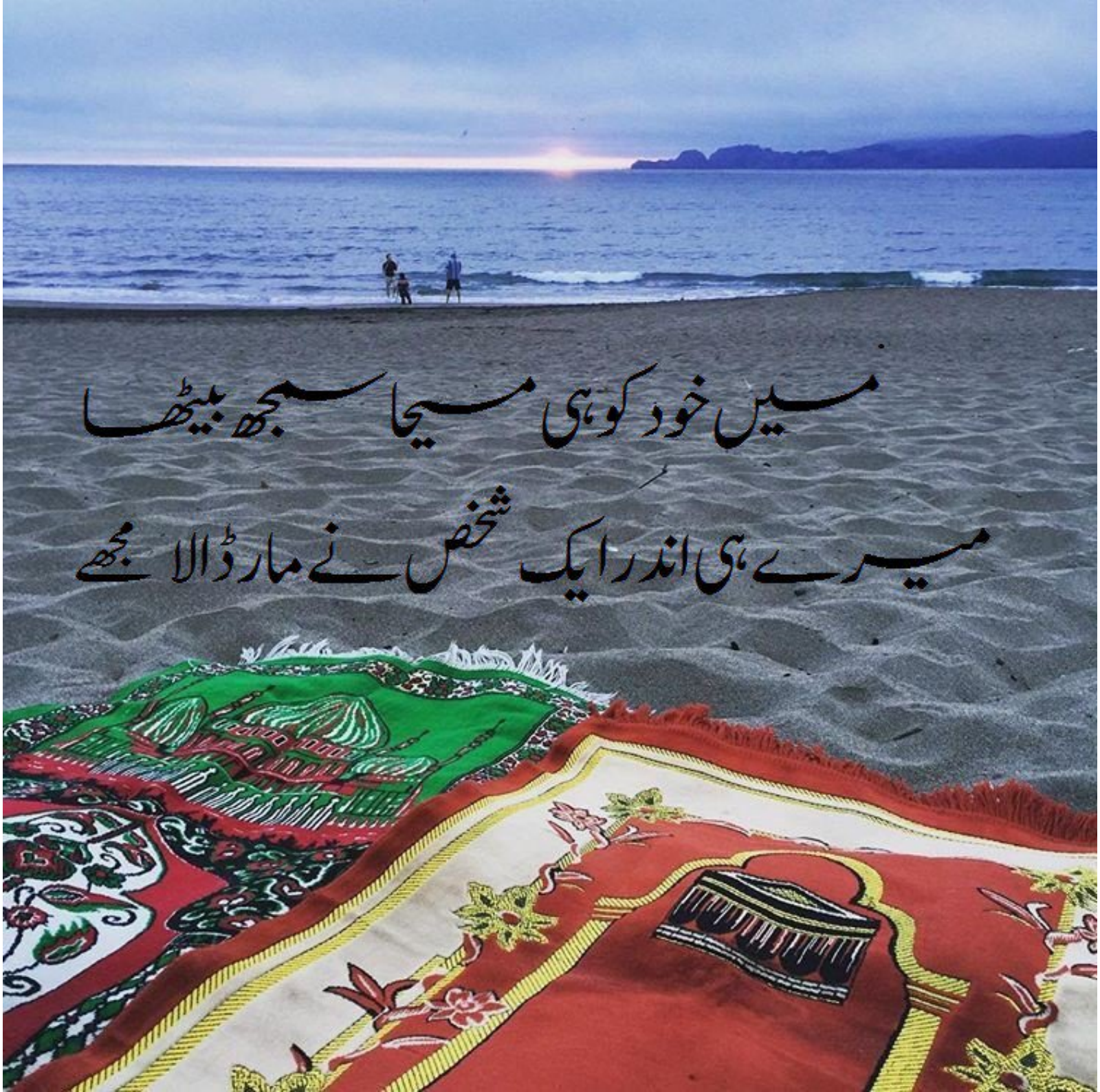
میں خود کو ہی مسیحا سمجھ بیٹھا
میرے ہی اندر ایک شخص نے مار ڈالا مجھے

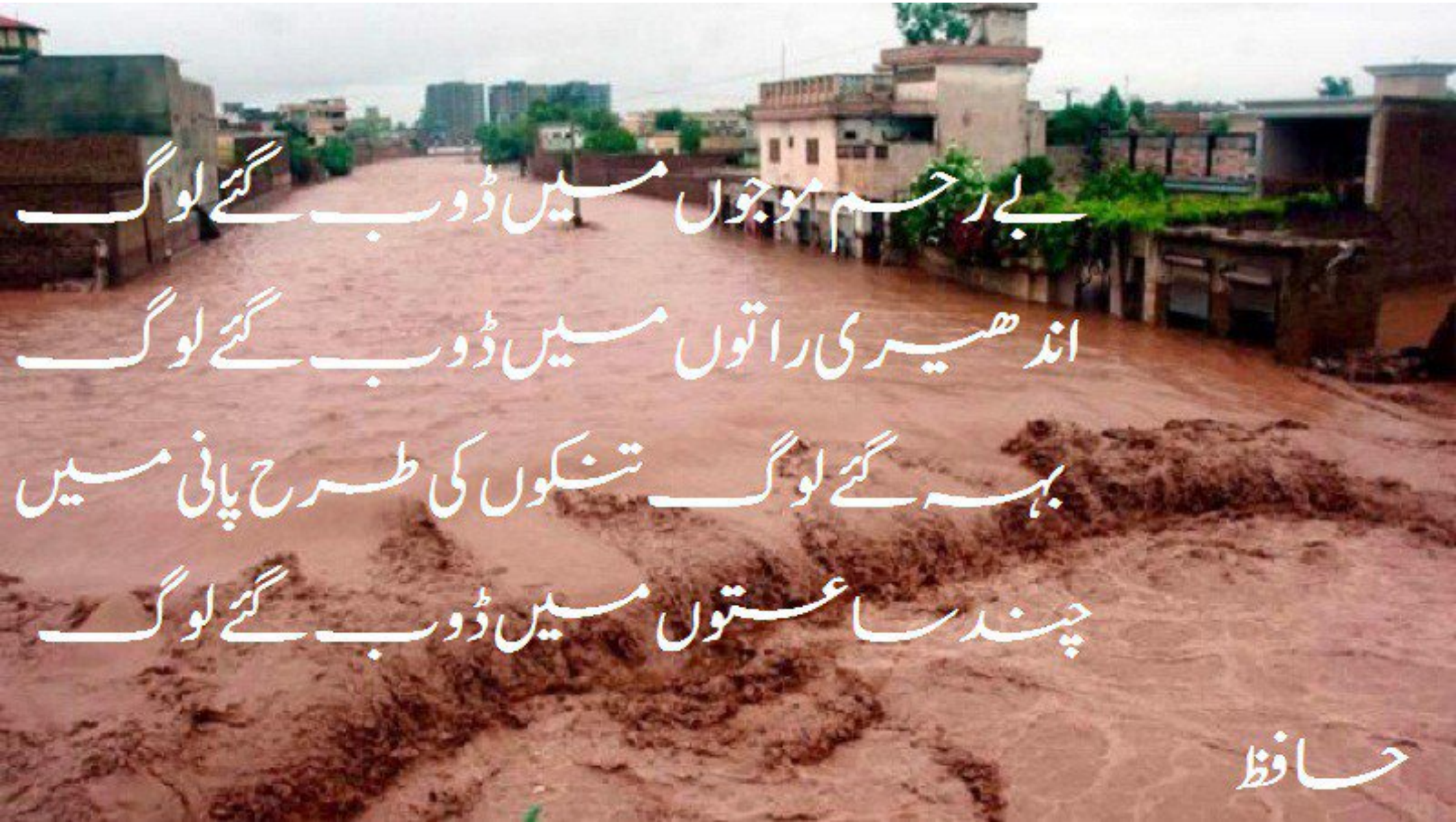
بے رحم موجوں میں ڈوب گئے لوگ
اندھیری راتوں میں ڈوب گئے لوگ
بہہ گئے لوگ تنکوں کی طرح پانی میں
چند ساعتوں میں ڈوب گئے لوگ
حافظ

حافظ
پتھروں کا نصیب بھی ہے بہت عجیب
کوئی ہاتھوں پہ سجتا ہے کوئی سر پہ لگتا ہے

دعا کی قبولیت میں دیر کیوں ہے

کیے مٹاوں میں ہاتھوں کے بد نما نشاں

حافظ

دعا ہے کہ آرزو نصیب ہو

دور ہے ترے جو وہ قریب ہو

کسی موڑ پہ پلٹ کر نہ دیکھے

ماضی دشمن ترا حال رقیب ہو

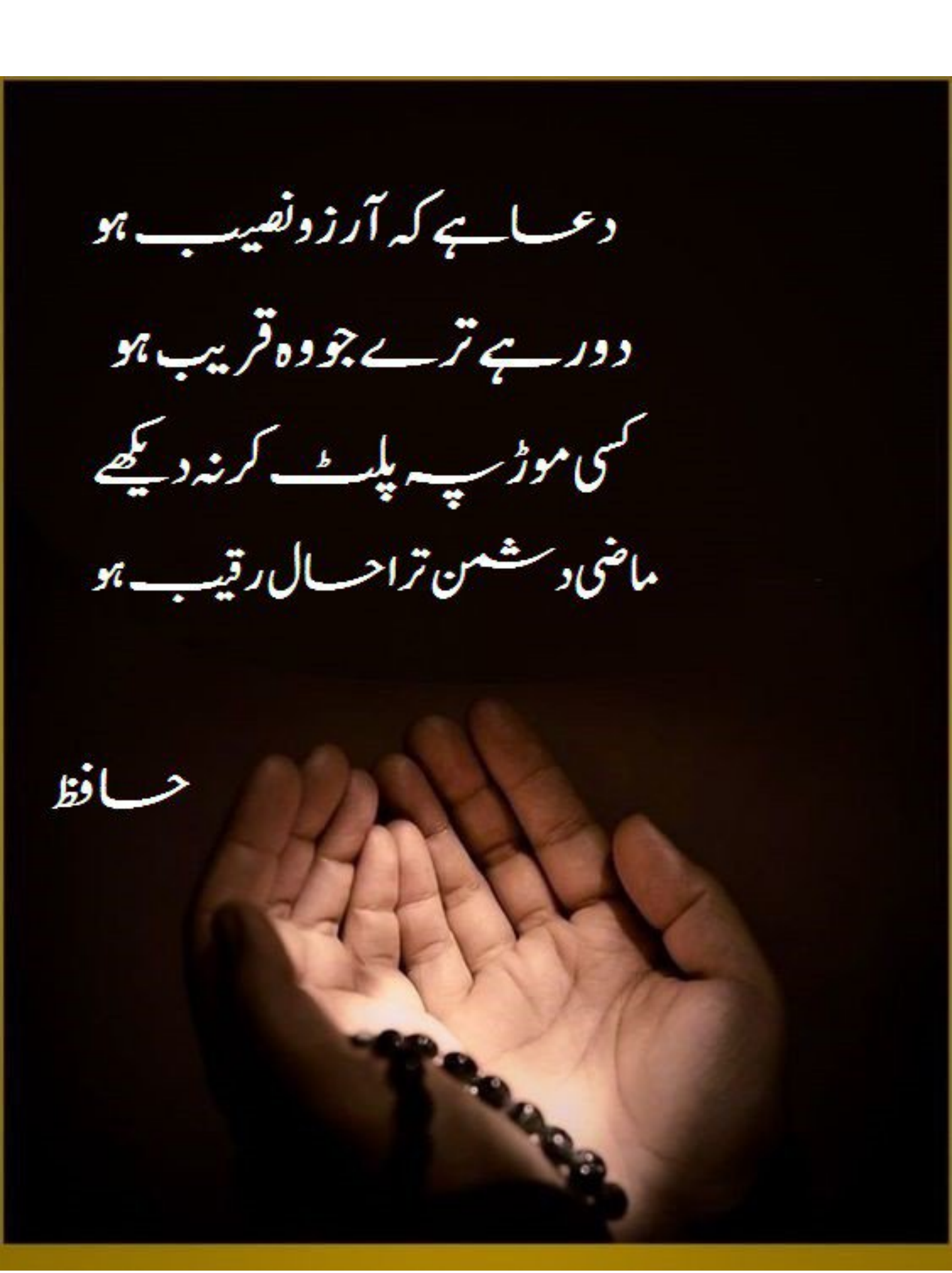

حافظ

اے مری شوق نوا خاموش رہ

سحر سے پہلے رات ڈھلنے کا انتظار کر

حافظ

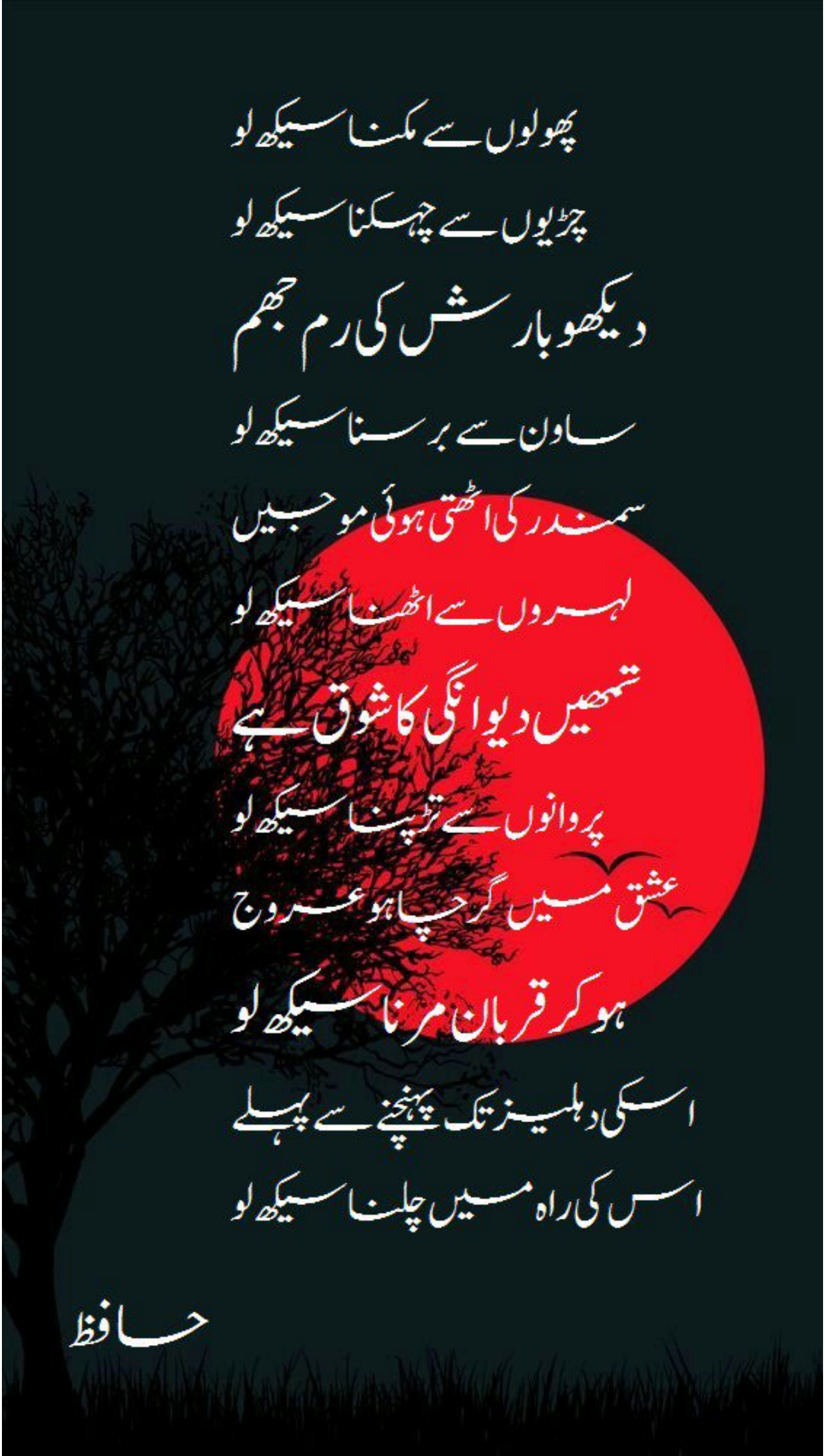
پھولوں سے مکنا سیکھ لو
چڑیوں سے چہکنا سیکھ لو
دیکھو بارش کی رم جھم
ساون سے برسنا سیکھ لو
سمندر کی اٹھتی ہوئی موجیں
لہروں سے اٹھنا سیکھ لو
تمھیں دیوانگی کا شوق ہے
پروانوں سے تڑپنا سیکھ لو
عشق میں گر چاہو عروج
ہو کر قربان مرنا سیکھ لو
اسکی دہلیز تک پہنچنے سے پہلے
اس کی راہ میں چلنا سیکھ لو
حافظ

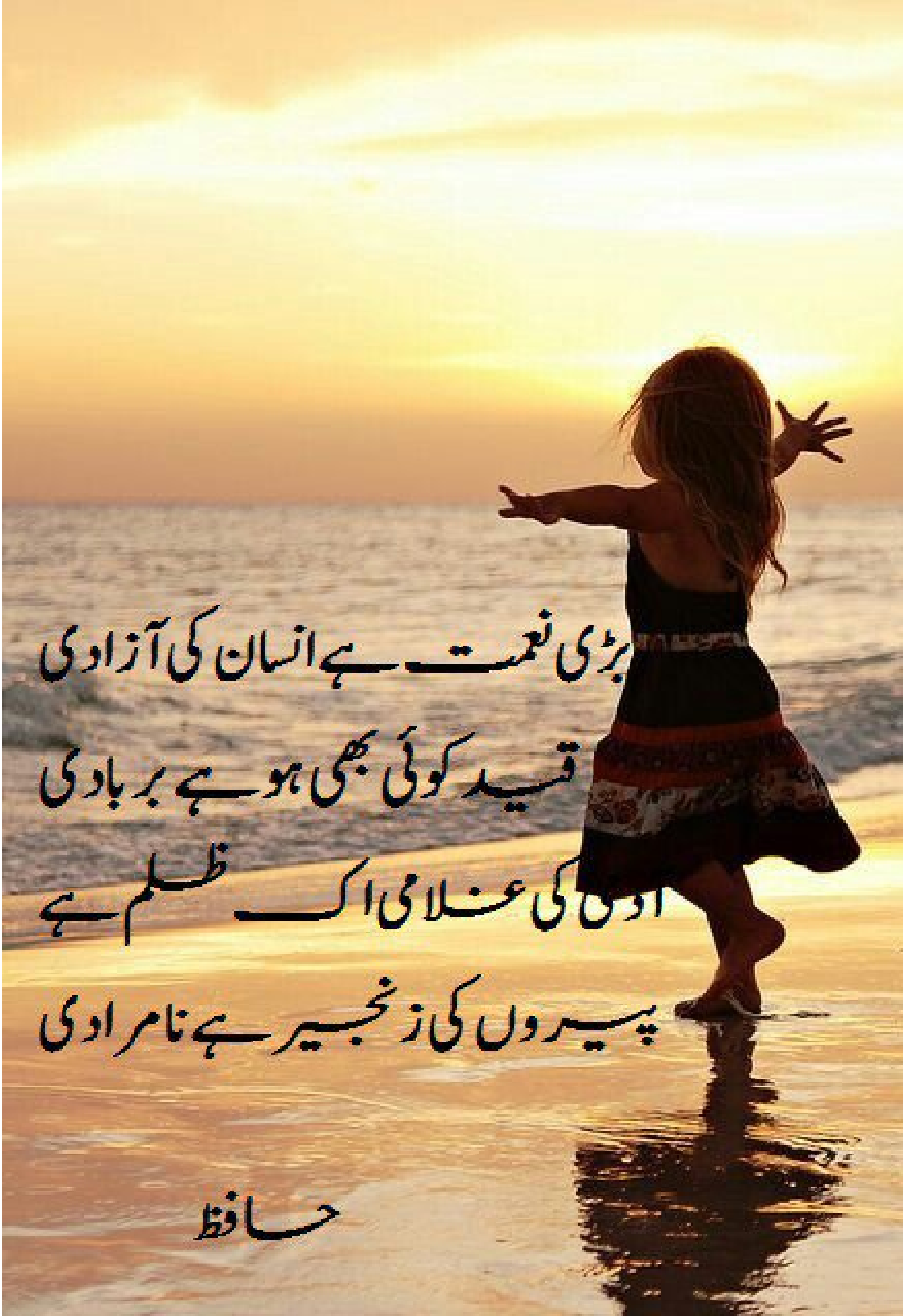
بڑی نعمت ہے انسان کی آزادی
قید کوئی بھی ہو ہے بربادی
آدمی کی غلامی اک ظلم ہے
پیروں کی زنجیر ہے نامرادی
حافظ

ملتے ہیں کتابوں میں انسانیت کے اسباق

ہم ڈھونڈتے ہیں گلیوں میں انسان

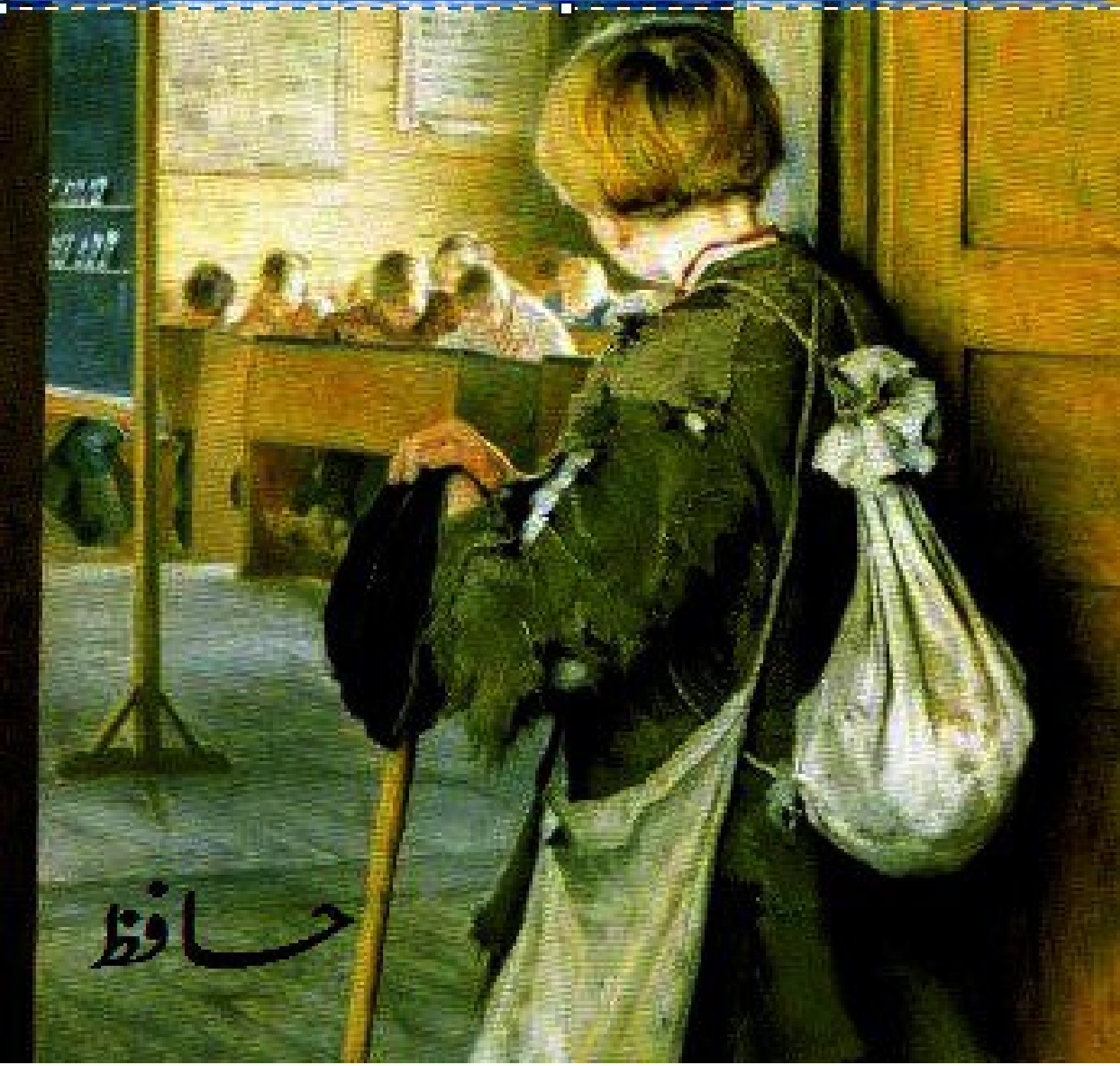

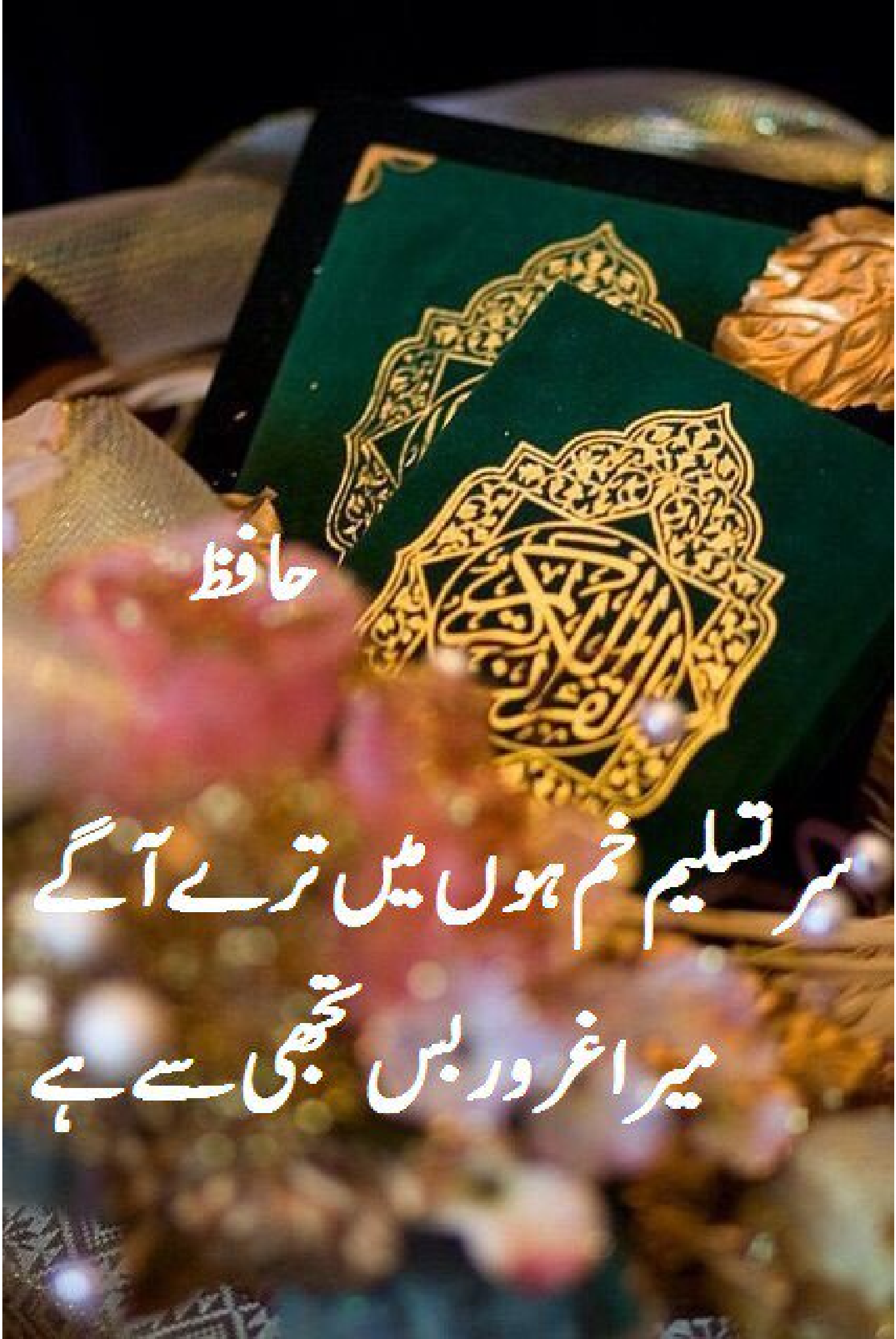
حافظ
سرِ تسلیم خم ہوں میں ترے آگے
میرا غرور بس تجھی سے ہے

حافظ
قدم چومتی ہیں موجیں سمندر کے کنارے
زمیں و آسماں محوِ تماشہ ہیں حیراں

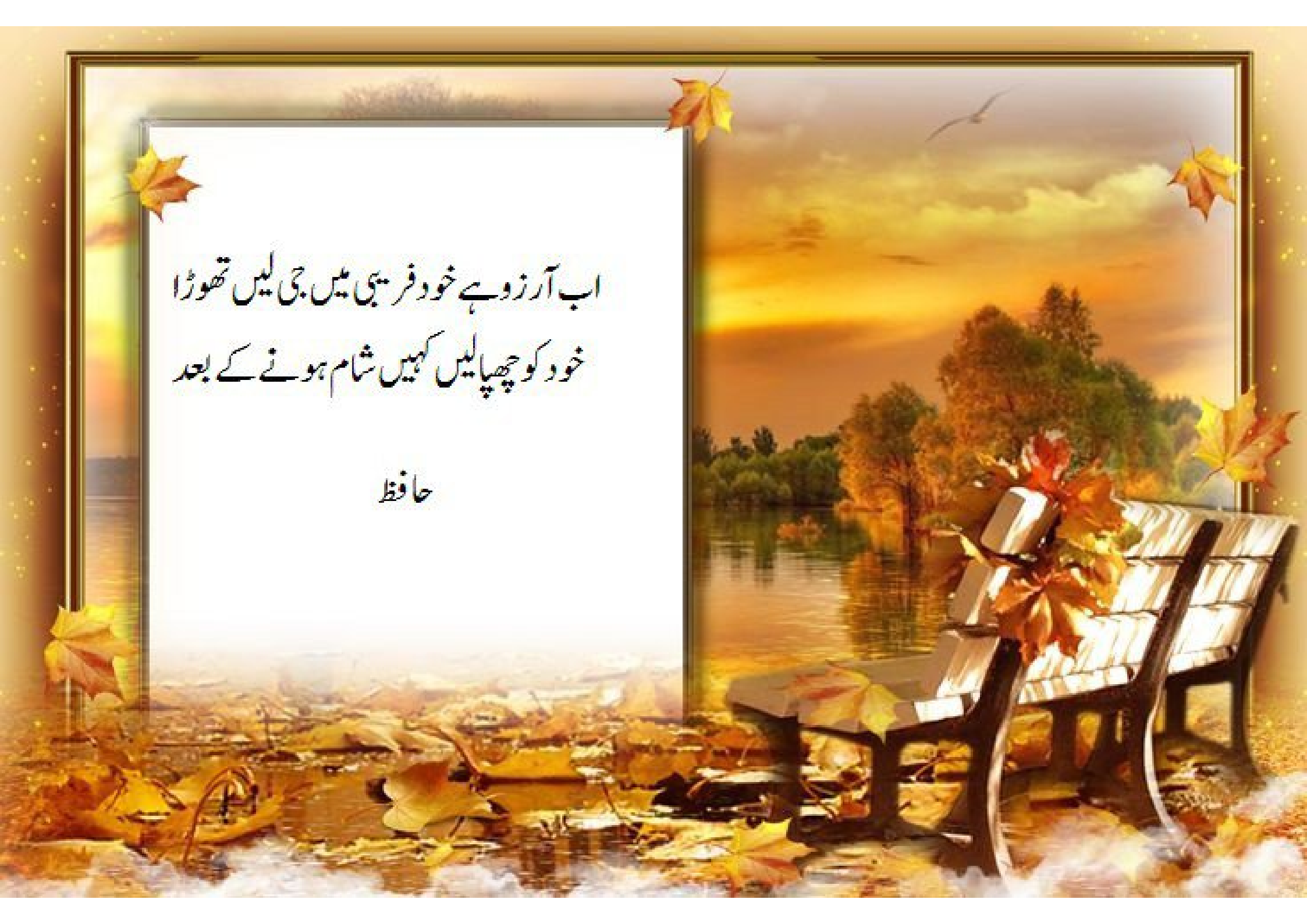
اب آرزو ہے خود فریبی میں جی لیں تھوڑا
خود کو چھپا لیں کہیں شام ہونے کے بعد
حافظ

زندگی کے دھندے میں ہے ان کا خسارا

مادیت کے بازار میں بیچتے ہیں جو نظریات

حافظ

پھولوں سے محبت شروع کی تھی
کانٹوں سے کرتا تو اتنا درد نہ ہوتا
حافظ

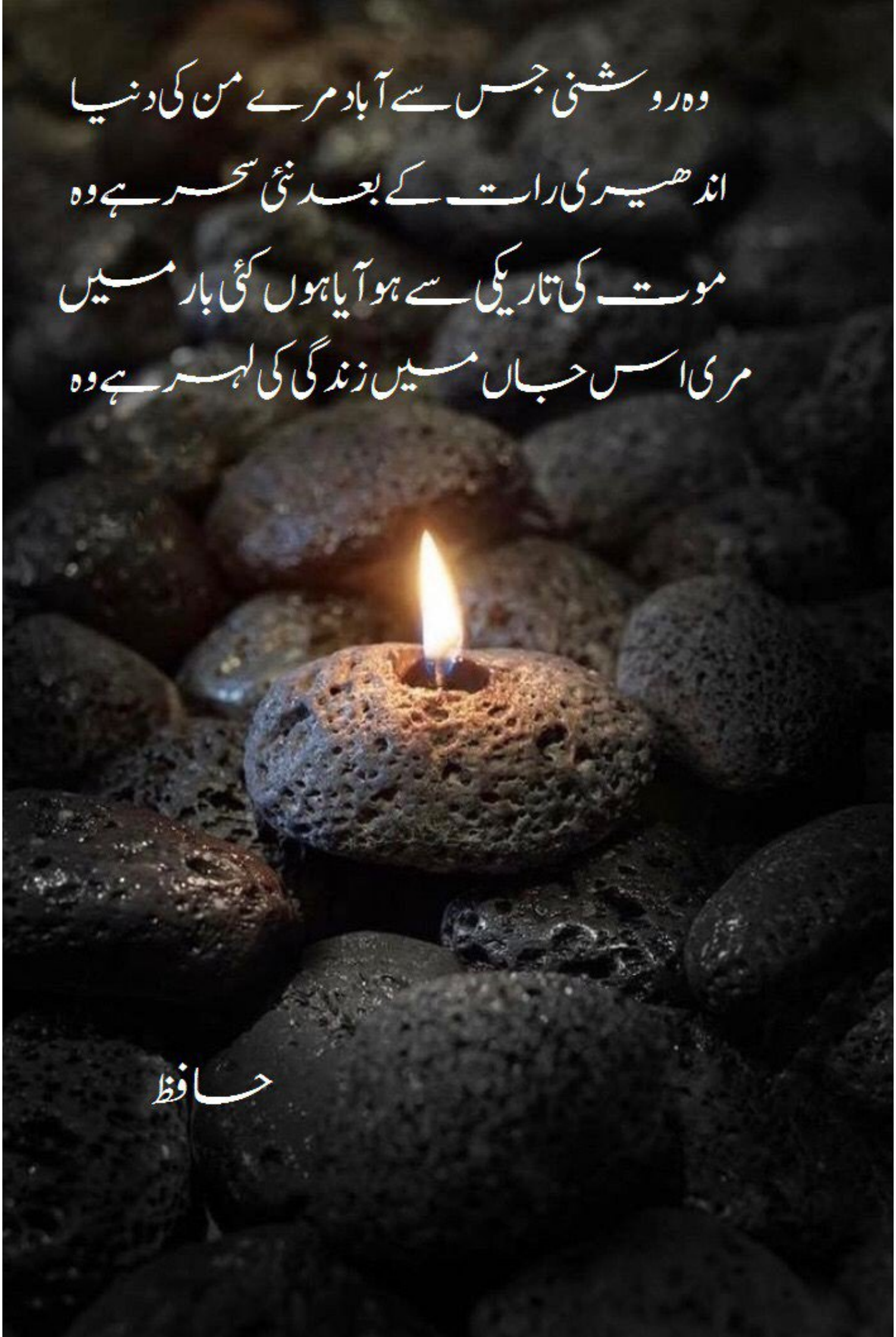
وہ روشنی جس سے آباد مرے من کی دنیا
اندھیری رات کے بعد نئی سحر ہے وہ
موت کی تاریکی سے ہو آیا ہوں کئی بار میں
مری اس جاں میں زندگی کی لہر ہے وہ
حافظ

پانے میں کیا رکھا ہے

کھونے میں کیا جاتا ہے

تمھیں مسکراہٹوں کی فکر ہے

رونے میں کیا جاتا ہے

حافظ

اے خاکِ زمیں نہ ملا مٹی میں

جنت سے نکالا ہوا ہوں تھوڑا خیال کر

حافظ

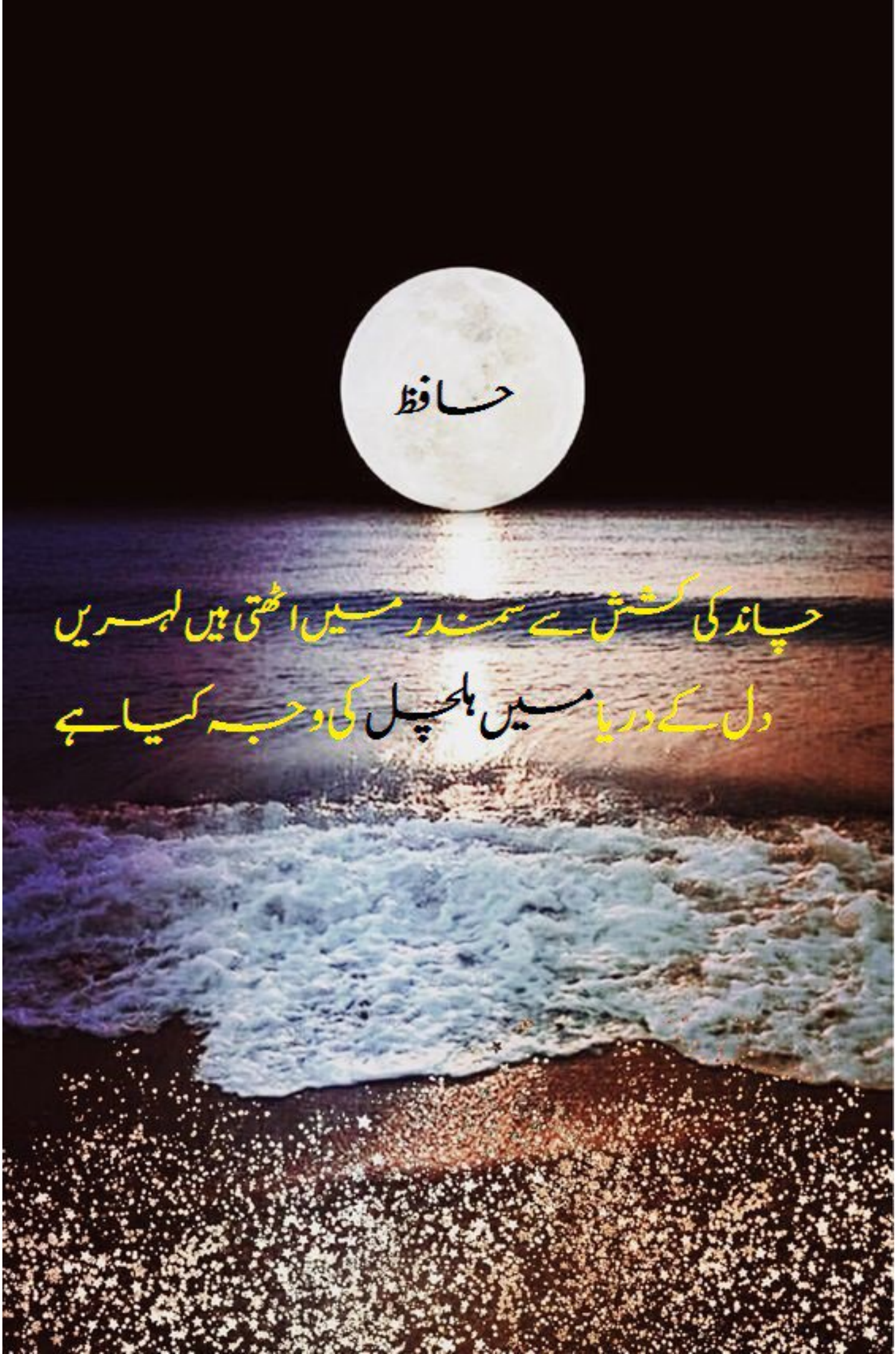
حافظ
چاند کی کشش سے سمندر میں اٹھتی ہیں لہریں
دل کے دریا میں ہلچل کی وجہ کیا ہے

اے زندگی آ تجھ سے دو چار باتیں کر لوں
مرا عروج مرا حاصل مرا ماضی مرا قاتل ہے تو

حافظ

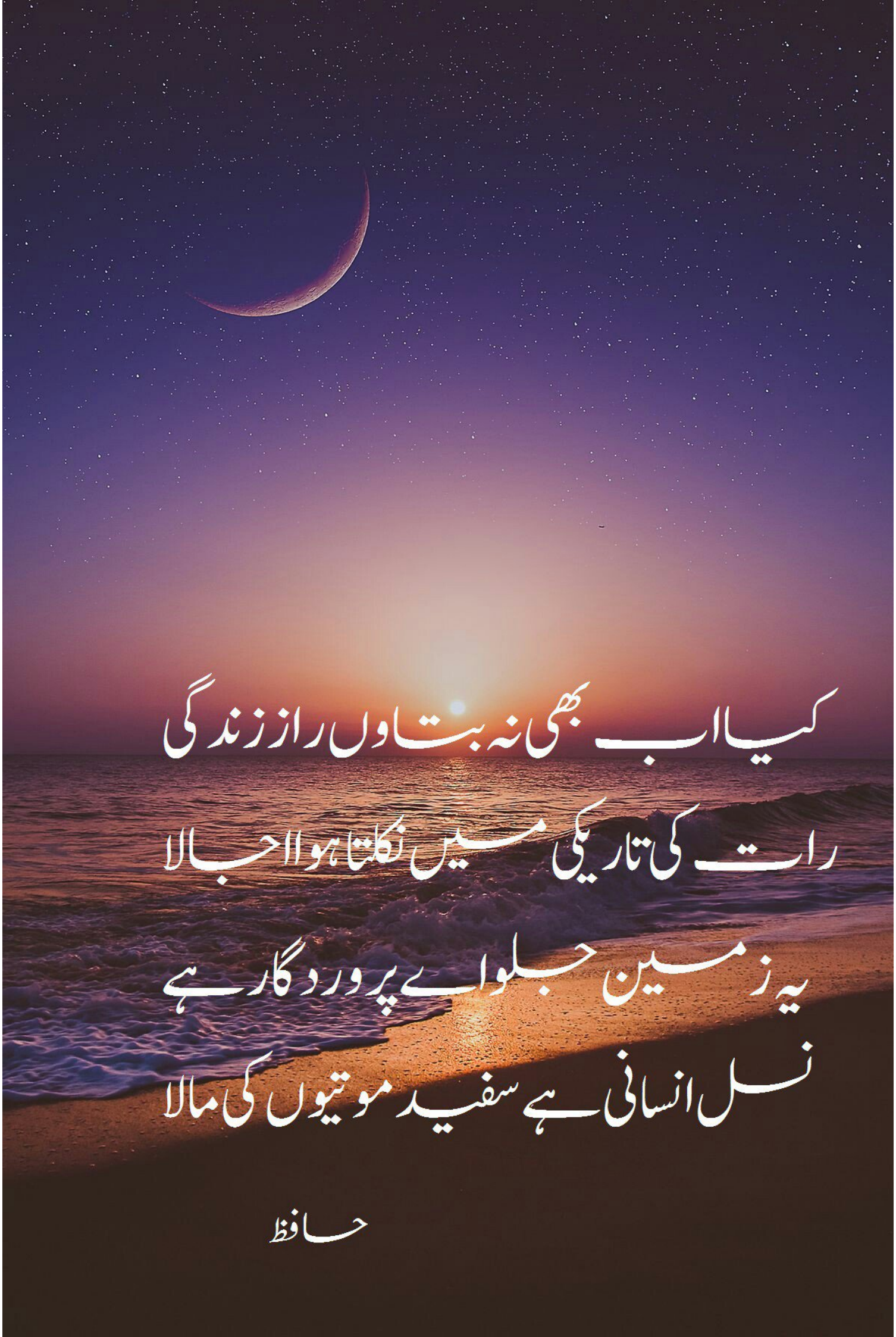
کیا اب بھی نہ بتاوں رازِ زندگی
رات کی تاریکی میں نکلتا ہوا اجالا
یہ زمین جلوائے پروردگار ہے
نسلِ انسانی ہے سفید موتیوں کی مالا
حافظ

زندگی کے دھندے میں ہے انکا خسارا
مادیت کے بازار میں بیچتے ہیں جو نظریات

حافظ

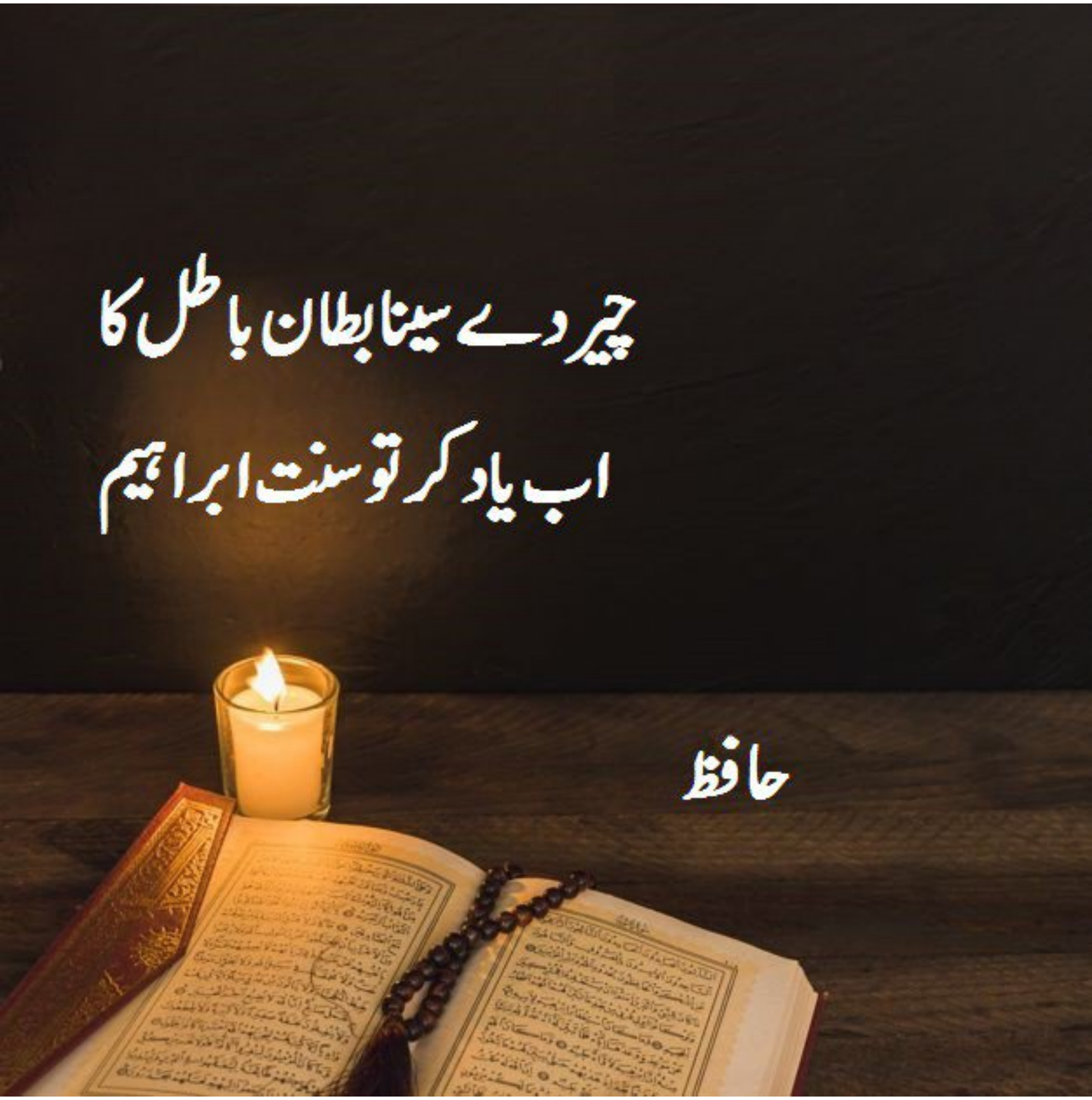
چیر دے سینا بطان باطل کا
اب یاد کر تو سنت ابراہیم
حافظ

مری پرواز کو روکے گا کیا صیاد
نہیں اسیر میں قفس آدمی کا
حافظ

حافظ

دل کے رنگ ہیں رنگ برنگے
کبھی ساون کبھی پت جھڑ
ساحل سے ٹکراتی ہوئی موجیں
کبھی رم جھم کبھی کڑکڑ

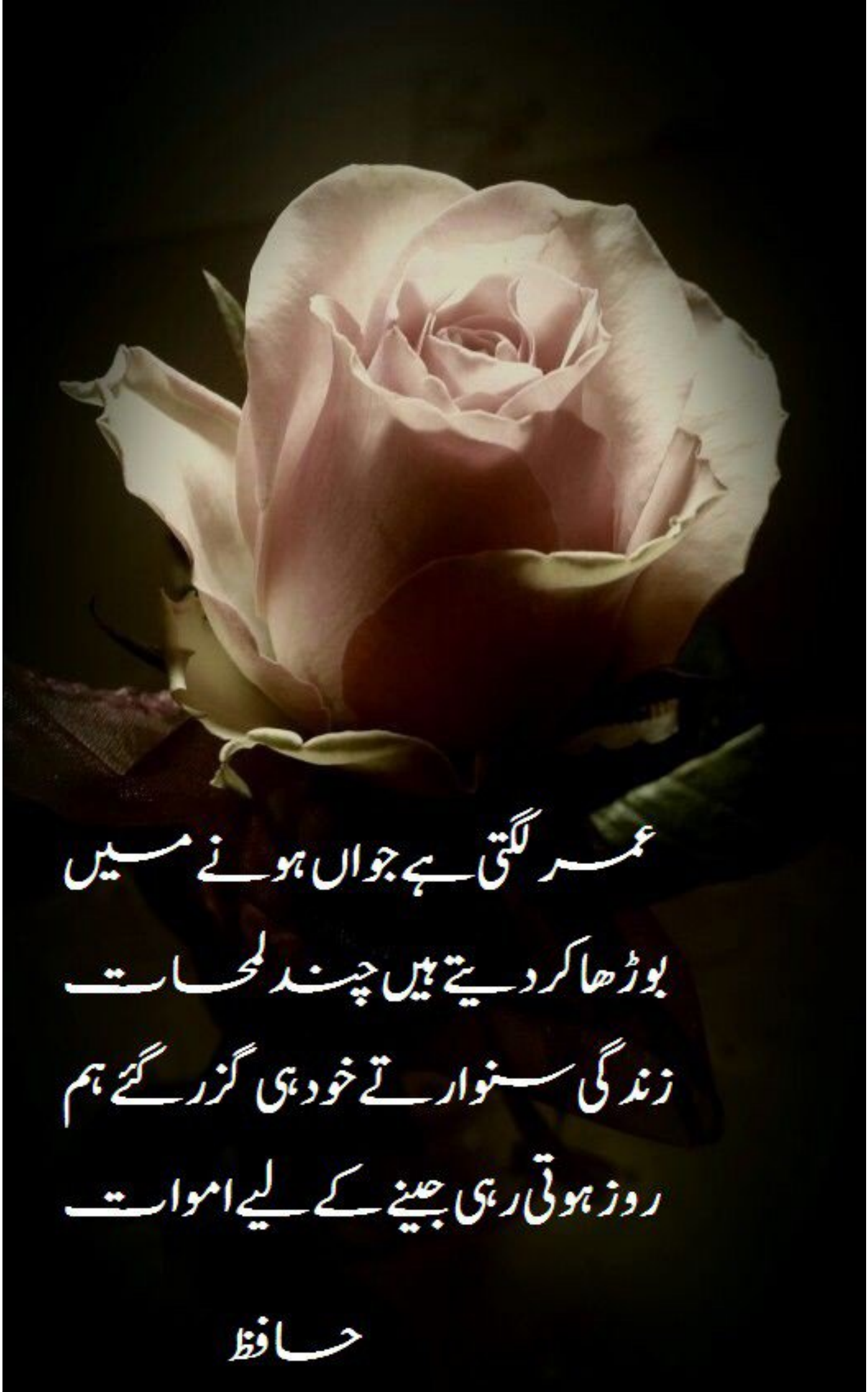
عمر لگتی ہے جواں ہونے میں
بوڑھا کر دیتے ہیں چند لمحات
زندگی سنوارتے خود ہی گزر گئے ہم
روز ہوتی رہی جینے کے لیے اموات
حافظ

سمندر کی جھاگ بناتی موجوں کی طرح
قلب کی لہریں ڈوب گئی دریائے دل میں
حافظ

جب سے دعائیں چھوڑ دی ہیں میں نے

لگتا ہے زمانے میں اکیلا ہوں میں

حافظ

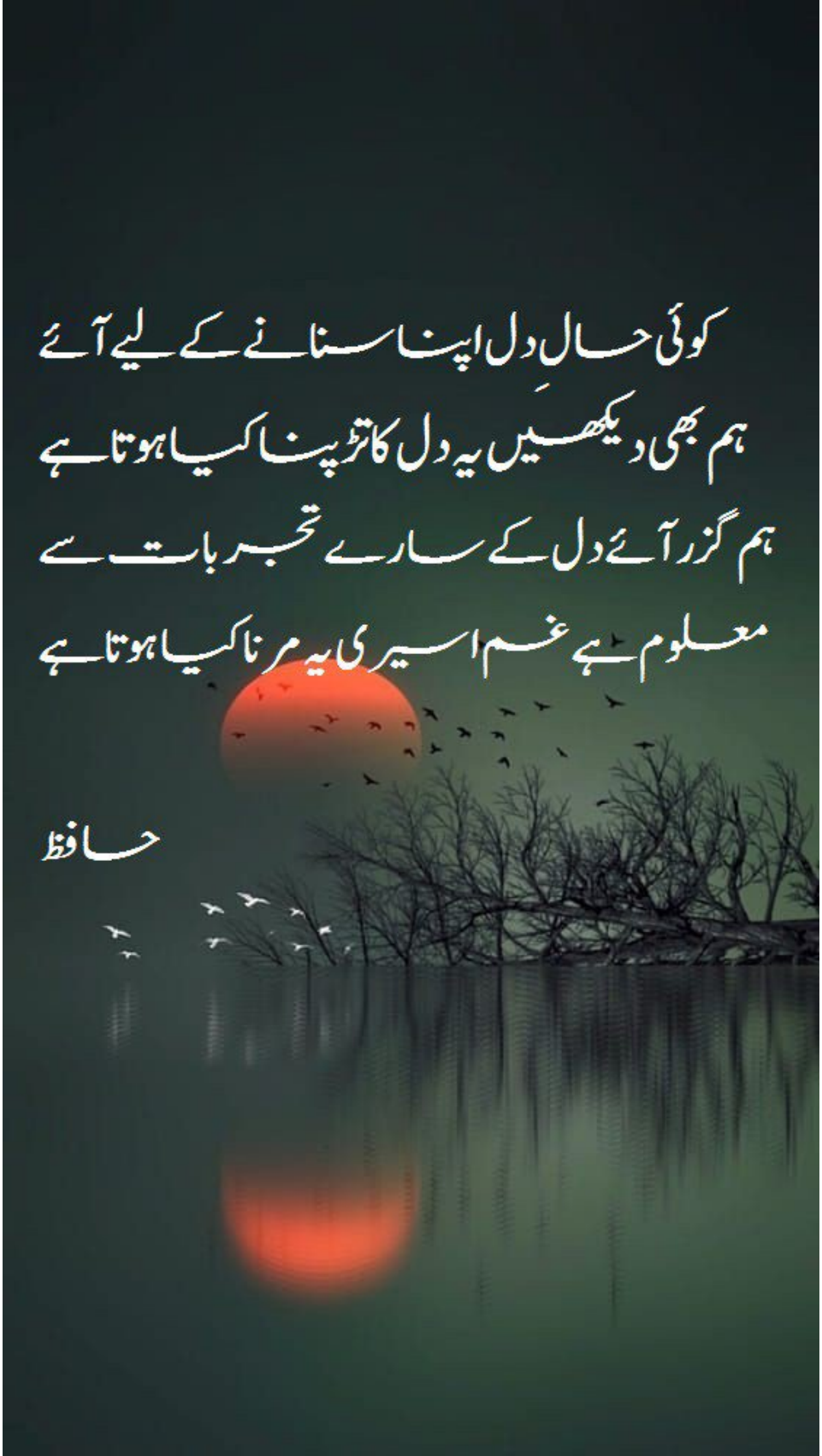
کوئی حالِ دل اپنا سنانے کے لیے آئے
ہم بھی دیکھیں یہ دل کا تڑپنا کیا ہوتا ہے
ہم گزر آئے دل کے سارے تجربات سے
معلوم ہے غم اسیری یہ مرنا کیا ہوتا ہے
حافظ

وقت نہیں لگتا سورج غروب ہونے میں
فقط آنکھ بند ہونے کی دیر ہوتی ہے
حافظ
imikimi®.com

حافظ
کسی داستاں کا کردار بننے سے بہتر ہے
آدمی گزارلے اپنی زندگی گوشہ تنہائی میں

پھولوں سے ہوئی محبت کی شروعات
کانٹوں پہ ہوا عشق کا اختتام
حافظ

دور آفت یہ زمانہ حادثوں سے ڈرا نہیں سکتا
مراد شمن مجھے دوستوں سے ڈرا نہیں سکتا
ہو رہے ہیں رونما دنیا میں واقعے نئے نئے
اللہ کے بندوں کو کوئی سازشوں سے ڈرا نہیں سکتا

• • • حافظ • • •

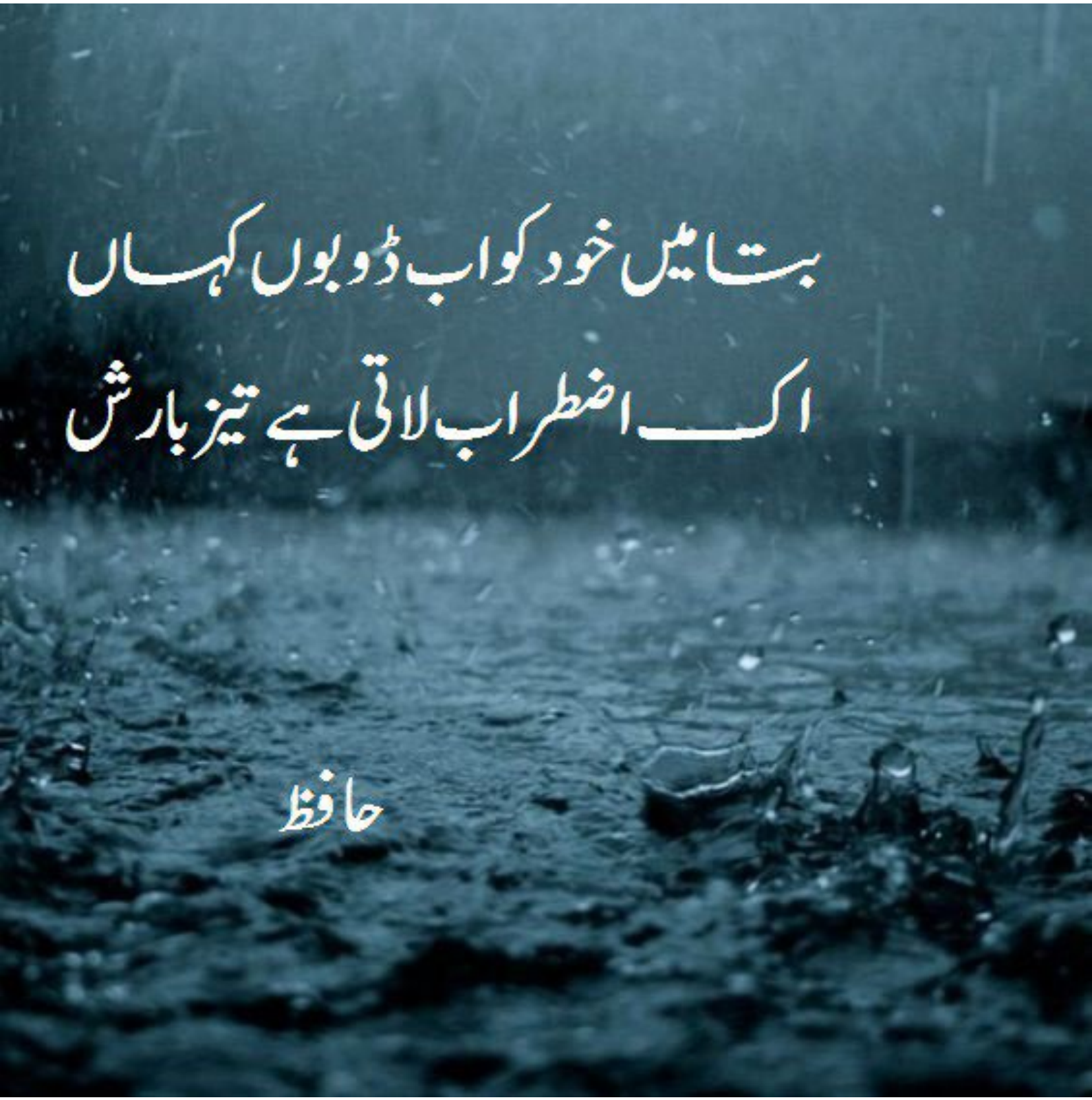
بستا میں خود کو اب ڈوبوں کہاں
اک اضطراب لاتی ہے تیز بارش
حافظ

بن کے غبار ہوا میں بکھر گئی
زندگی نکلی ہاتھوں کی خاک جیسی

حافظ

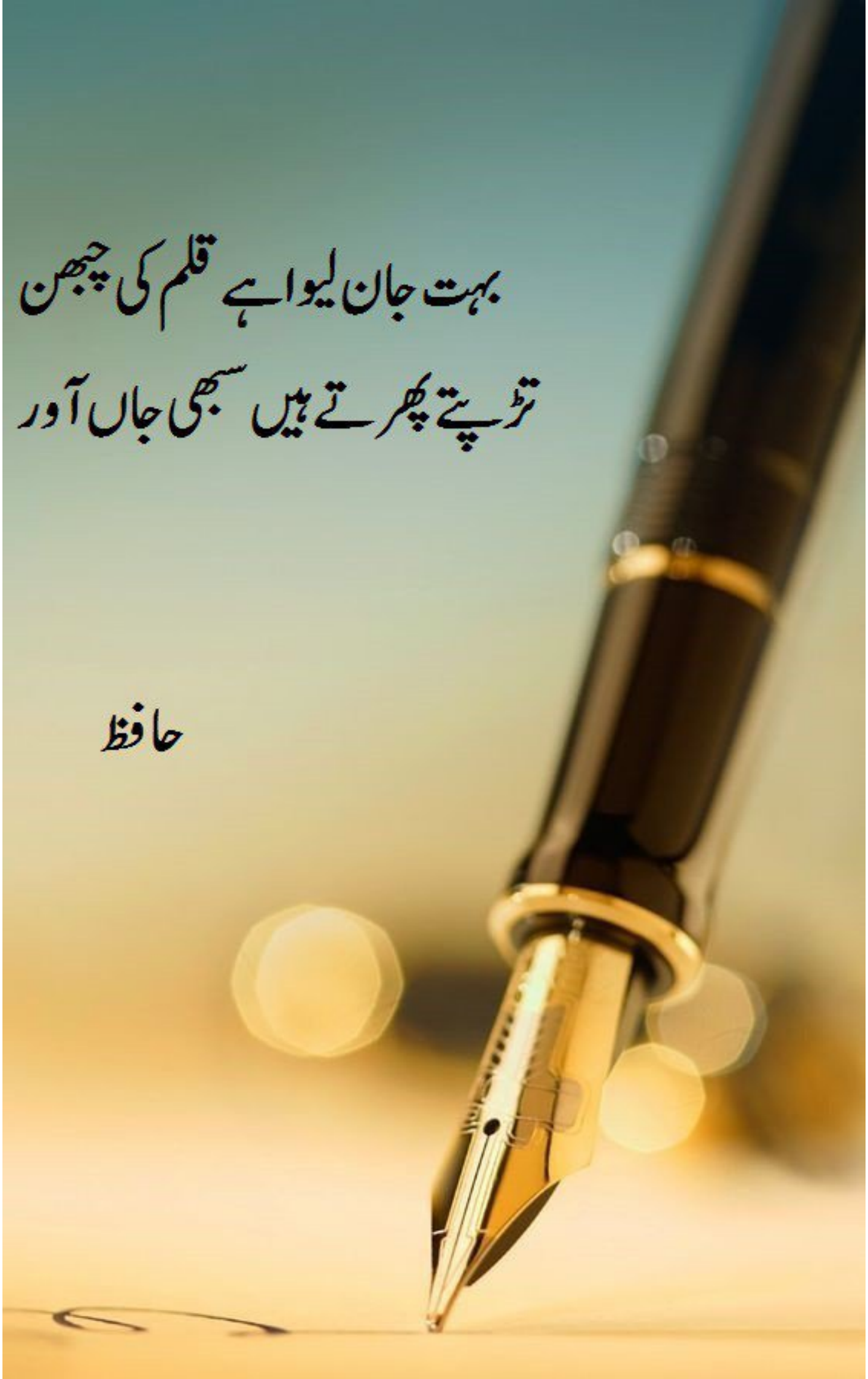
بہت جان لیوا ہے قلم کی چبھن
تڑپتے پھرتے ہیں سبھی جاں آور
حافظ

آدمی کے معیار کو بڑھاتی ہے فیاضی
مسکراہٹوں سے مل جاتا ہے بندے کو مقام

حافظ

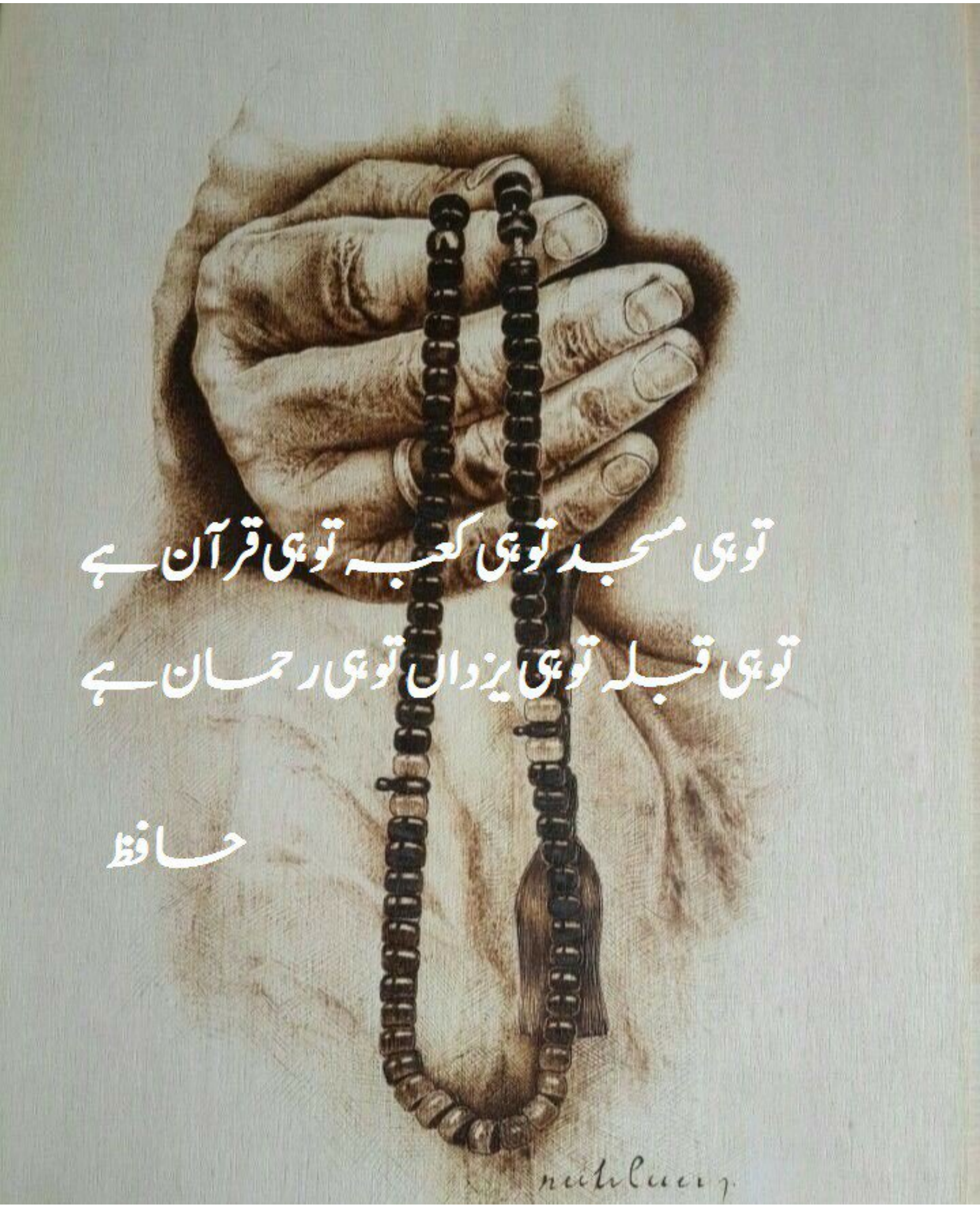

تو ہی مسجد تو ہی کعبہ تو ہی قرآن ہے
تو ہی قبلہ تو ہی یزداں تو ہی رحمان ہے

حافظ

میں نے ہاتھوں پہ جلا رکھا ہے چراغ

نظر ہٹاؤں تو ہو جائے گا اندھیرا

حافظ

کسی کے دل پہ کوئی تصویر ہوتی ہے کس طرح
کسی پتھر پہ کوئی تحریر ہوتی ہے جس طرح
حافظ

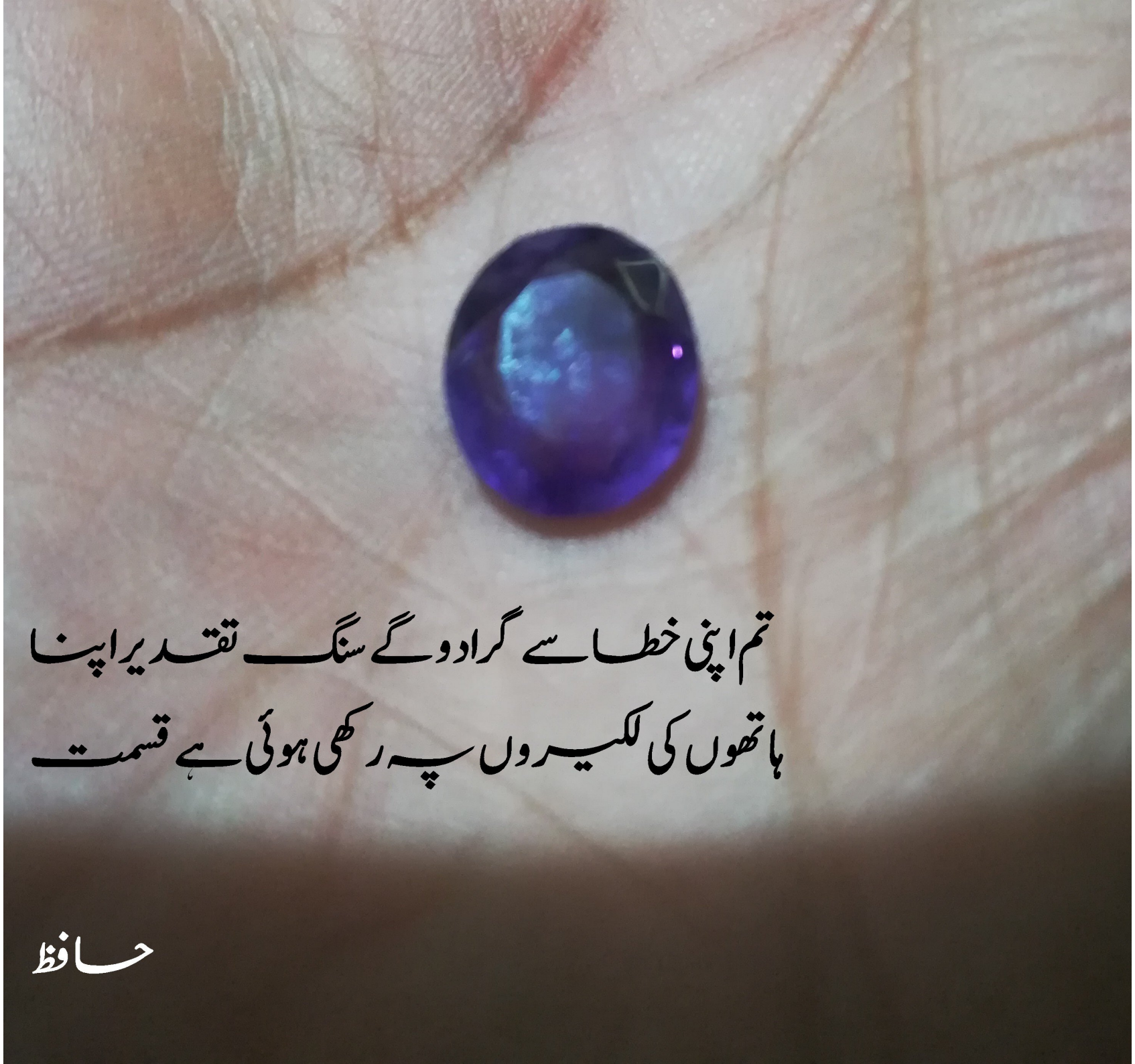
تم اپنی خطا سے گرا دو گے سنگ تقدیر اپنا
ہاتھوں کی لکیروں پہ رکھی ہوئی ہے قسمت
حافظ

زہر گھول لفظوں میں اک جام پلا دے
زمانے کی تلخیوں کی مجھے سزا دے
اس شرط پہ کروں گا زباں بندی
کاٹ کر مری زباں یہ وجود مٹا دے

حافظ

عشق کے غمار میں سب کچھ ہار گئے

ہم نے بازی لگانے میں جلدی کی

جاں خلاصی ہوئی پر جذبات نہ رہے

ہم نے محبت جتانے میں جلدی کی

حافظ

محو پرواز ہوں آسماں کی جانب

مجھ رزق کی نہیں ہے تلاش

افلاک ہے میرا نشیمن

زمین میں میری ہے لاش

حافظ

برف پوش پہاڑوں پہ ہے اسکا قیام
میرا تخیل اک پرندہ ہے وادیوں کا

حافظ

بڑی نازک ڈور تھی دل سے جڑی
امیدوں کا بوجھ سہ نہ سکی ذرا سا

حافظ

حافظ
محو پرواز ہوں آسماں کی جانب
مجھ رزق کی نہیں ہے تلاش ع
افلاک ہے میرا نشیمن
زمین میں میری ہے لاش

حافظ
انسانوں میں غلام پیدا نہیں ہوتے
غلامی کی زنجیریں ہیں آدمی کی خواہشات

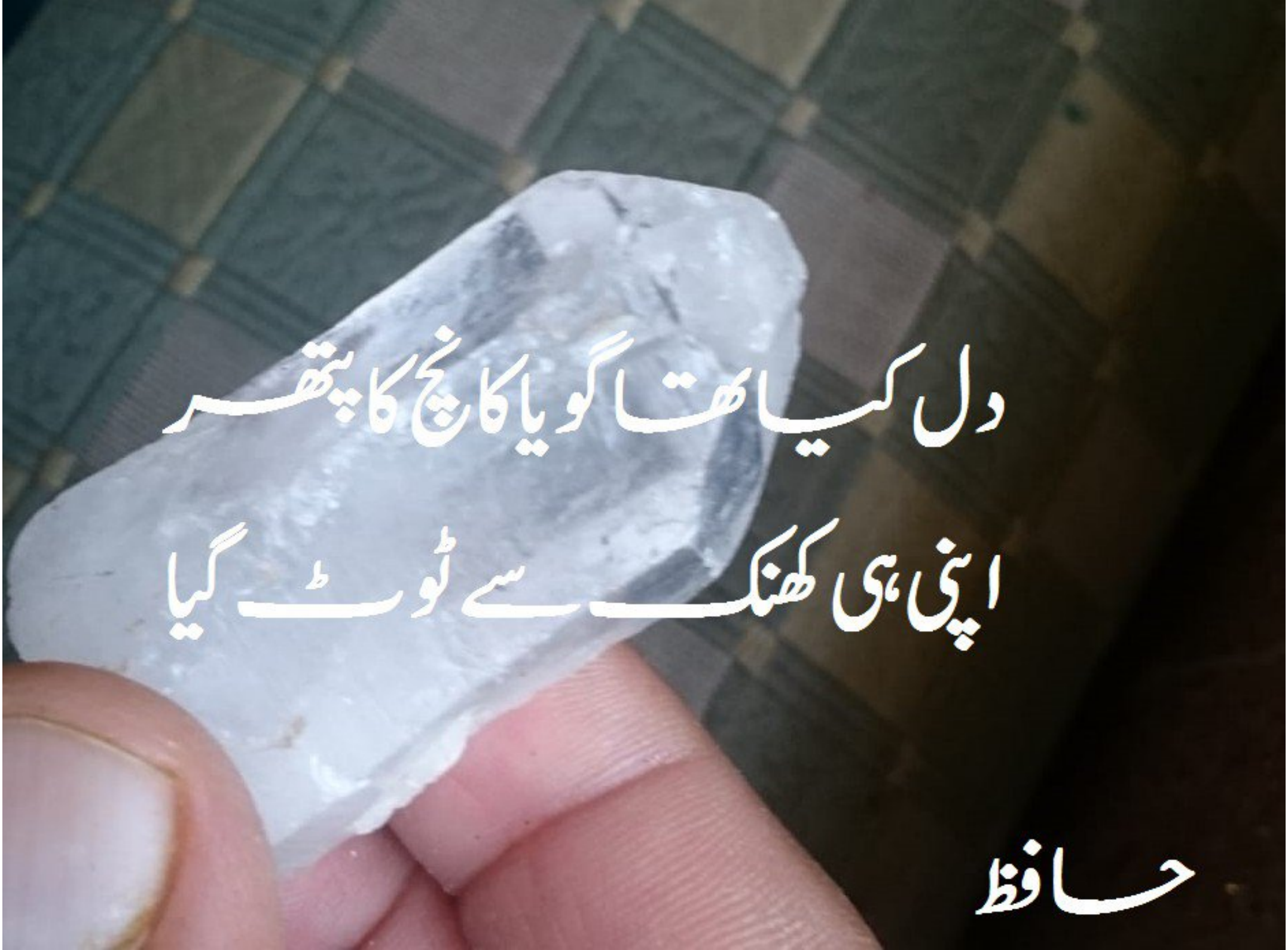
دل کیا تھا گویا کانچ کا پتھر
اپنی ہی کھنک سے ٹوٹ گیا
حافظ

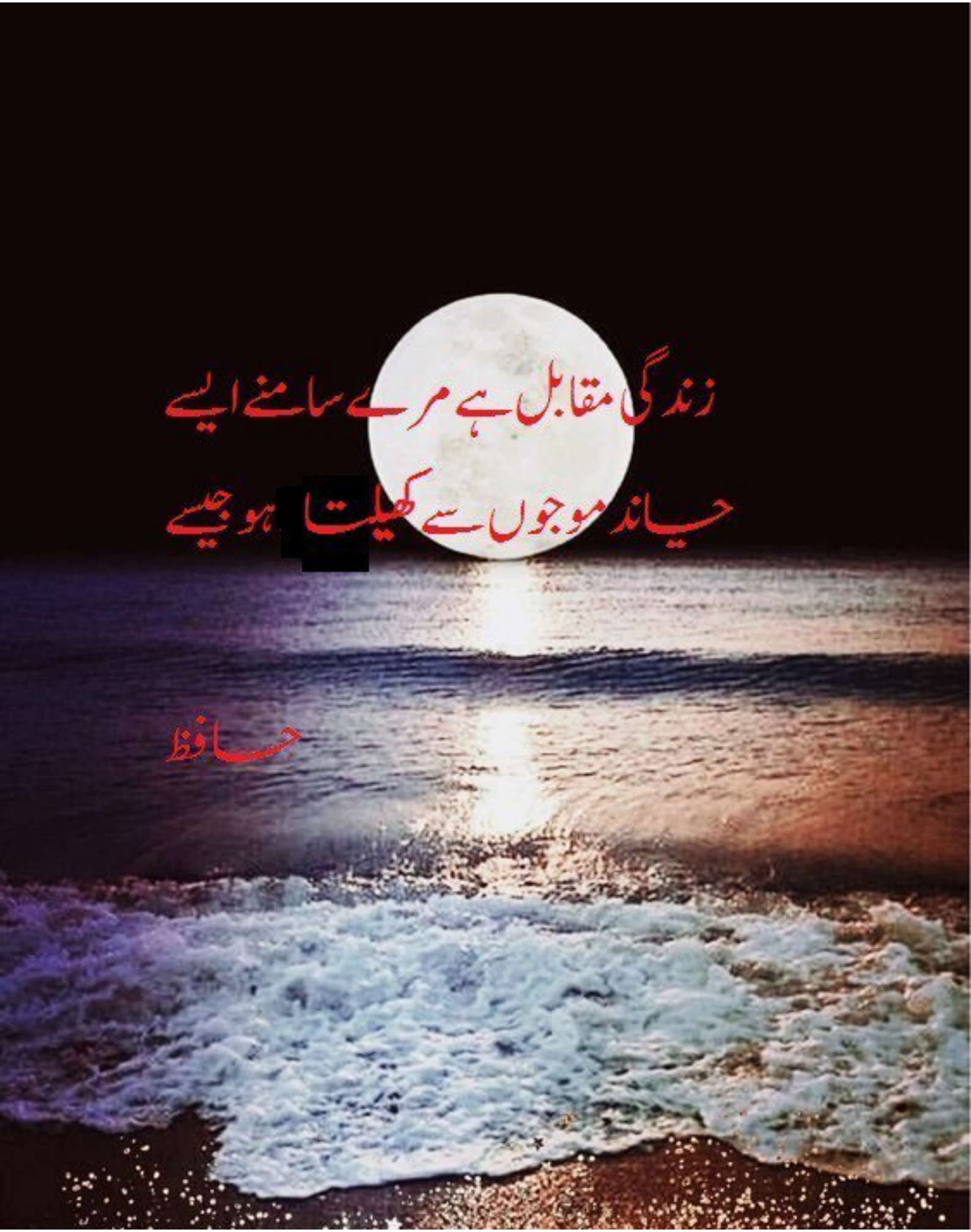
زندگی مقابل ہے مرے سامنے ایسے
جیسے چاند موجوں سے کھیلتا ہو
حافظ

ختم ہو گئی زندگی کی کشش کتاب
بڑا دردناک نکلا صفحہ آخر
حافظ

پھولوں سے مکنا سیکھ لو
چڑیوں سے چہکنا سیکھ لو
دیکھو بارش کی رم جھم
ساون سے برسنا سیکھ لو
سمندر کی اٹھتی ہوئی موجیں
لہروں سے اٹھنا سیکھ لو
تمھیں دیوانگی کا شوق ہے
پروانوں سے تڑپنا سیکھ لو
عشق میں گر چاہو عروج
ہو کر قربان مرنا سیکھ لو
اسکی دہلیز تک پہنچنے سے پہلے
اس کی راہ میں چلنا سیکھ لو
حافظ

جن لوگوں کا دل نہیں لگتا زمین پر
ننگے پیروں ہوا میں چہلا کرتے ہیں وہ
حافظ

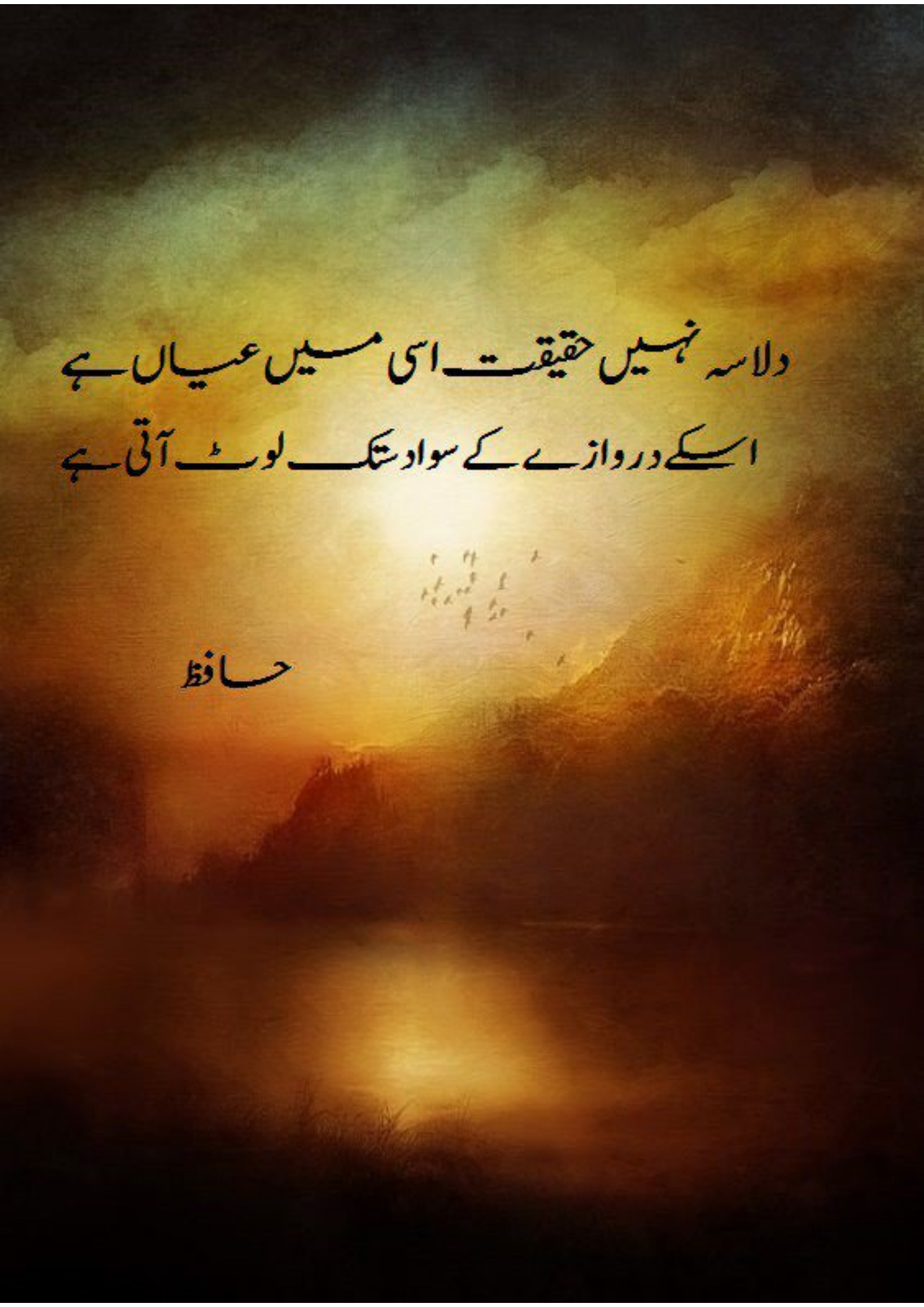
دلاسہ نہیں حقیقت اسی میں عیاں ہے
اسکے دروازے کے سواد ستک لوٹ آتی ہے
حافظ

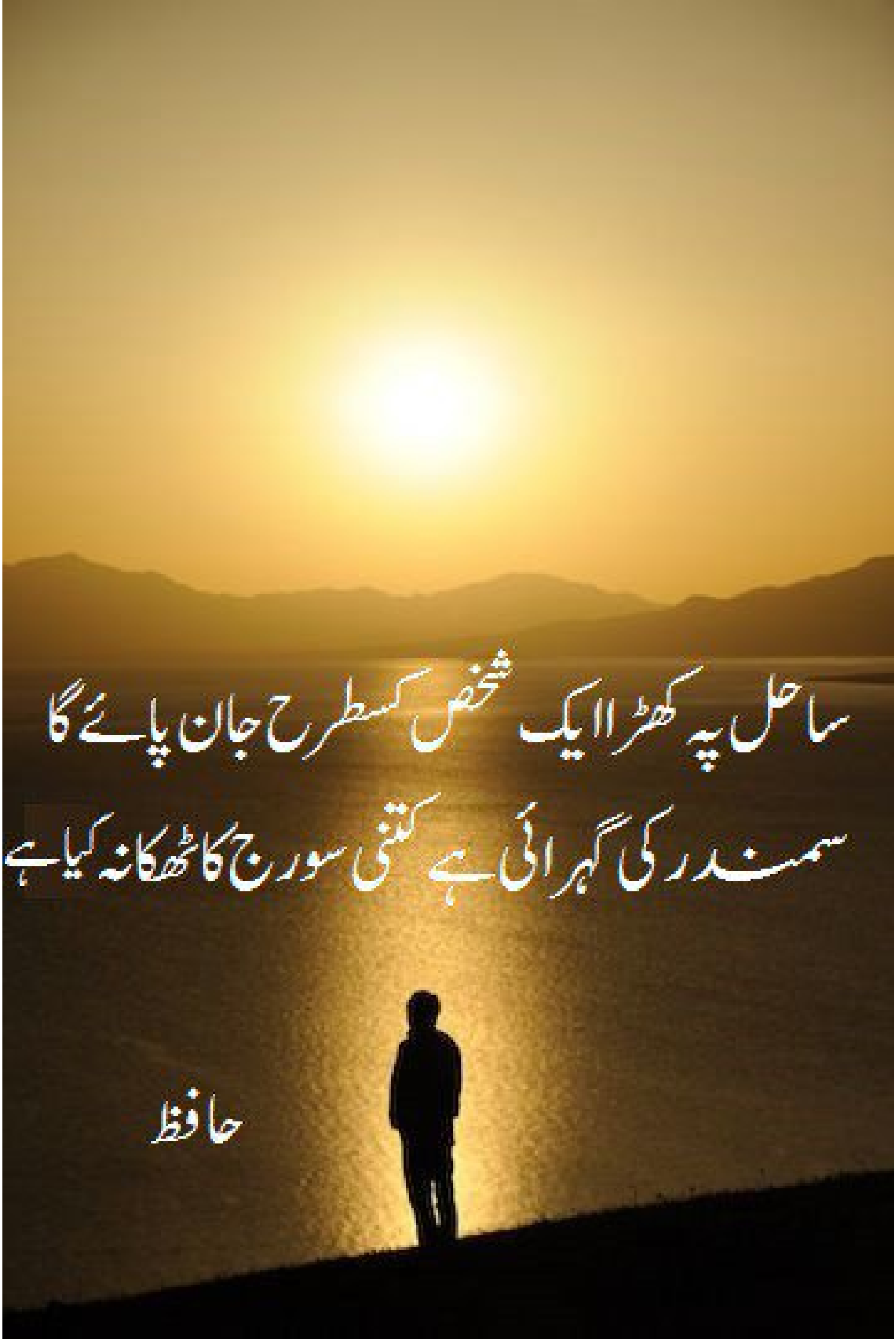
ساحل پہ کھڑا ایک شخص کسطرح جان پائے گا
سمندر کی گہرائی ہے کتنی سورج کا ٹھکانہ کیا ہے
حافظ

تم خواہشوں کی شمع گر جلاؤ گے

اپنی ہی لگائی آگ میں جل جاؤ گے

حافظ

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

بھلا کے غم کو مار ڈالا

مسکرا کے غم کو مار ڈالا

سلگنے لگے جب جذبات

جلا کے غم کو مار ڈالا

دور اک ویران جگہ پہ

چھپا کے غم کو مار ڈالا

مری تنہا کوٹھڑی میں

بلا کے غم کو مار ڈالا

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

حافظ چھوڑ دے اپنی زور آوری

ہو اب سر تسلیم خم

اس لڑائی سے کیا حاصل

جس میں مقابل ہو صنم

ملے گا کیا مٹی کے ڈھیر سے

ہو کے قربان کر دے سر قلم

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

میں اپنے کاندھے کے بوجھ سے لدا ہوں
لوگوں نے کیا اٹھا رکھا ہے مجھے کیا
میں اسی کے گرد گھومتا ہوں مدار میں
کیوں چاند سورج کو خدا بنا رکھا ہے مجھے کیا

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

اے زندگی تو کتنی حسین ہے

تیری محبت کا اسیر ہو گیا

دیکھ کر تری پر کیف ادائیں

ترے عکس کا دامن گیر ہو گیا

حافظ عرفان علی

امت کی میراث ہے یہ کتاب زندگی
جسے نہ ملی بے نسل رہے گا نسلوں تک

حافظ

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

میں اپنے کاندھے کے بوجھ سے لدا ہوں
لوگوں نے کیا اٹھا رکھا ہے مجھے کیا
میں اسی کے گرد گھومتا ہوں مدار میں
جو چاند سورج کو خدا بنا رکھا ہے مجھے کیا

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

اک روز ہم بھی ہونگے ماضی کی گفتگو
تخیل کا غبار ہونگے کسی کی یاد کا آنسو

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

آنسوؤں سے جو ٹوٹ گئے
وہ مٹی کے حساب تھے
بجھی راکھ سے جو ملے
وہ سوکھے ہوئے گلاب تھے

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

تو خدا کے بندوں سے کر معاملہ نرمی کا
ترے حسن سلوک کے گواہ ہونگے
تو دنیا سے جب جائے گا جس روز
تری قبر پہ لوگ محو دعا ہونگے

حافظ عرفان علی

یہ زندوں کی کہانی
کبھی آگ کبھی پانی
ہے ذرہ سا اختیار
یہ جنوں شوقِ حکمرانی
اک سمندر خیالات کا
یہ طوفاں یہ طغیانی
کبھی راتوں میں قیام
یہ اخلاص، عشقِ یزدانی

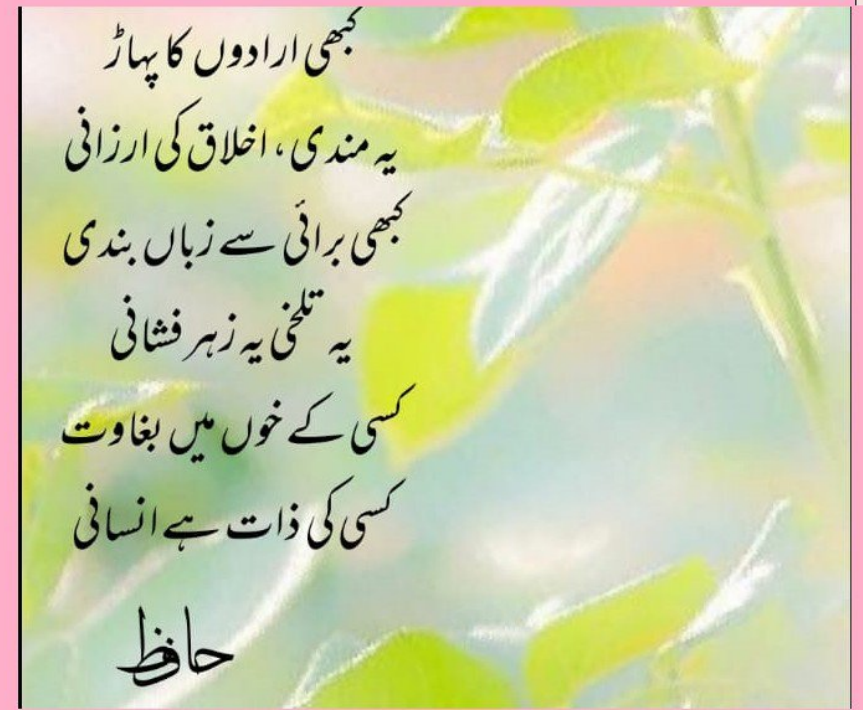
کبھی ارادوں کا پہاڑ
یہ مندی، اخلاق کی ارزانی
کبھی برائی سے زباں بندی
یہ تلخی یہ زہر فشانی
کسی کے خوں میں بغاوت
کسی کی ذات ہے انسانی
حافظ

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

میرے دل میں تیرا قیام ہے
میری روح میں ہے تو جا بجا
جسے ابتدا میں دیکھا انتہا میں پایا
اسکا سایہ بھی ہے ہو بہو جا بجا

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

پھر بے یقینی وہ بے قراری
چھپا بیٹھا ہے کوئی شعلہ زن
روز زخم دیکھتا ہوں وجود میں
روح اور جسم ہوئے ہیں شمشیر زن

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

اھل دانش سکھاتے کچھ اور ہیں

فقیہ زماں پڑھاتے کچھ اور ہیں

ہے مختلف دنیا کا حساب

اسکی جمع و تفریق کھاتے کچھ اور ہیں

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

یونہی زندگی کا انتظام کرتے کرتے

وقت گزر گیا اہتمام کرتے کرتے

جب اُتار ہارات بھرے بے وجہ

کاش سو جاتا آرام کرتے کرتے

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

لوگ کسطرح منافقت کرتے ہیں
اپنی ذات کی مخالفت کرتے ہیں

دنیا خواہشوں کا خیال ہے
جسکی دل میں کفالت کرتے ہیں

آنکھوں میں دھوکے کا غبار ہے
اللہ کے بندے حماقت کرتے ہیں

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

اک روز ہم بھی ہونگے ماضی کی گفتگو

تخیل کا غبار ہونگے یا کسی کی یاد کا آنسو

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

زندگی خوبصورت ہے

فکر جہاں سے آزاد کر

اپنی شخصیت کے حصے

اپنے وجود سے آباد کر

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

شیشائے قلب آخر ٹوٹ گیا اندر سے

آساں نہیں تھا رونا لوگوں کے آگے

حوصلہ نہیں تھا اک تنکا امید کا

مشکل تھا کشتی ڈبونا لوگوں کے آگے

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

مری آوارگی کو برا نہ سمجھو لوگو

بہت گوہر پائے ہیں راستوں میں

حافظ عرفان علی

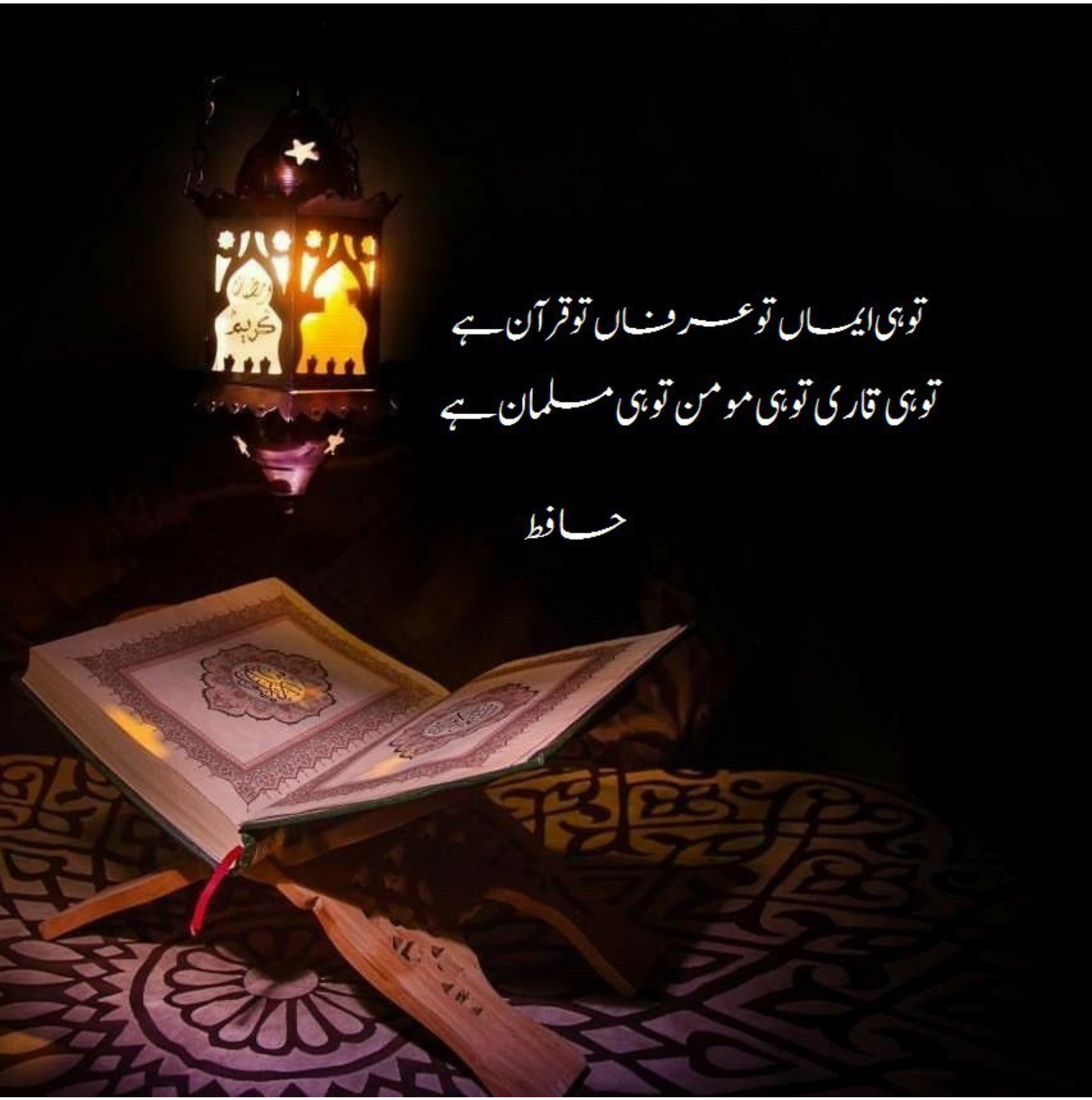
تو ہی ایماں تو عرفاں تو قرآن ہے
تو ہی قاری تو ہی مومن تو ہی مسلمان ہے
حافظ

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

زاھد کہتا ہے یہ عشق عشق کچھ بھی نہیں
سبھی کو ضرورت نے ملار کھا ہے
مجھے اختلاف ہے اس بات کا
پروانے کو کس نے جلار کھا ہے
خدا کو محبوب ہیں خاص بندے
جنہیں تہجد میں جگار کھا ہے

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

باندھ رکھا ہے بندوں کو معیشت کے زنداں میں
زمیں کے منتظم نے دے دی لوگوں کو عمر قید

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

عمل کے بغیر علم بے معنی ہے

جیسے روح کے سوا جسم لا یعنی ہے

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

طوفاں دیکھ کر حوصلہ کرو

اپنے یقین کا اب فیصلہ کرو

کون جانے کیا لکھا ہے

اپنے ارادوں سے معاملہ کرو

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

امت کی صفوں میں خلا نظر آتا ہے

اکیلا ہے مسلمان جہاں بھی ہے

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

یہ آرزو ہے تجھے قریب کرلوں
ساعتوں کو نصیب کرلوں
اب دو بھر ہو گیا ہے جینا مرا
جی چاہتا ہے کوئی طبیب کرلوں

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

خدا حالات بانٹتا ہے

ہمیں معاملات بانٹتا ہے

کسی کو زندگی نہیں دیتا

فقط لمحات بانٹتا ہے

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

قربانی

جو دولت اور اپنے پیٹ کے پجاری لوگ ہیں

اپنی عبادت میں دوسروں کو قربان کرتے ہیں

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

بچہ سمجھتا ہے کہ دنیا خوشیوں سے چلتی ہے

نوجوان جذبات کو دنیا کی وجہ خیال کرتا ہے

آدمی جذبات کی قدر کرتا ہے مگر پیسے کو مانتا ہے

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

کہا تھا دھوکہ مت کھانا
گناہوں کا سودا مت کھانا
کھا لینا زمیں کی گھاس
حرام کا پودا مت کھانا

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

زخم سہتے ہوئے خاموشی نہ کر
اپنے جذبات کی ناموشی نہ کر
احساس کی امید نہ رکھ
دھوکے سے نکل خود فریبی نہ کر

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

بانٹتا ہے وہ ہر روز زندگی کے ایام

ہر آدمی کو ملتا ہے روز نیا دن

حافظ عرفان علی

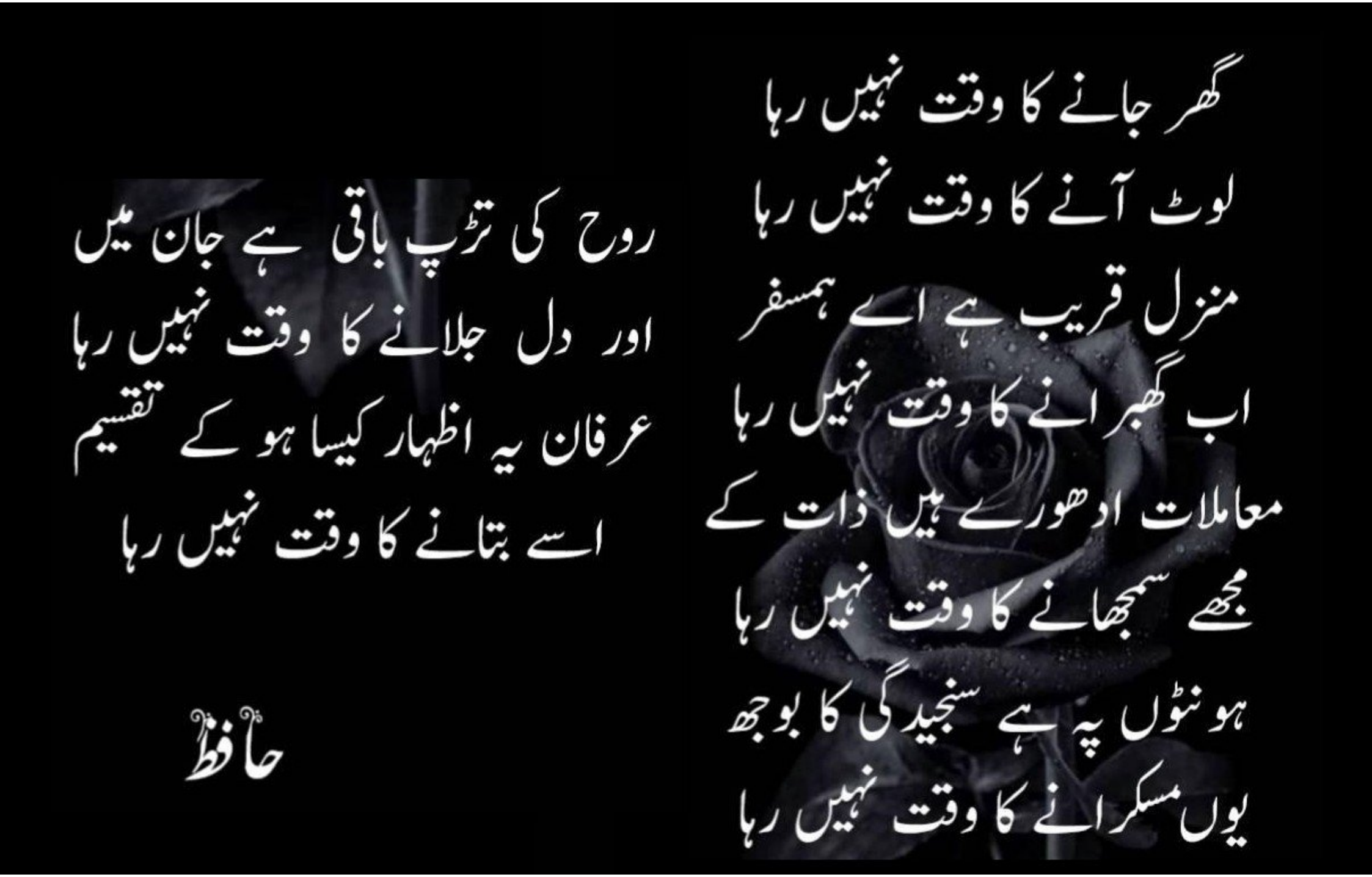
گھر جانے کا وقت نہیں رہا
لوٹ آنے کا وقت نہیں رہا
منزل قریب ہے اے ہمسفر
اب گھبرانے کا وقت نہیں رہا
معاملات ادھورے ہیں ذات کے
مجھے سمجھانے کا وقت نہیں رہا
ہونٹوں پہ ہے سنجیدگی کا بوجھ
یوں مسکرانے کا وقت نہیں رہا
روح کی تڑپ باقی ہے جان میں
اور دل جلانے کا وقت نہیں رہا
عرفان یہ اظہار کیسا ہو کے تقسیم
اسے بتانے کا وقت نہیں رہا
حافظ

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

راستے کے پتھروں سے الجھ کر

جلدی آنے میں دیر ہو گئی

منزل قریب تھی تو سو گئے

فاصلہ مٹانے میں دیر ہو گئی

سامنے نظر آتی تھی دیوار شہر

قدم اٹھانے میں دیر ہو گئی

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

مخلوق ہونا خالق کا پتا دیتا ہے

ذرا سا جنوں رب سے ملا دیتا ہے

مٹی سے آج تک کسی کو کیا ملا ہے

پروردگار ہی مٹی سے انسان بنا دیتا ہے

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

کسی حادثے کا عکس رہ گیا شاید

بھول جاتا ہوں سب ضروری باتیں

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

اب انقلاب نہ آئے گا
دل میں چمک باقی نہیں
غیر کے آگے جھکے ماتھے۔
پیشانیوں میں چمک باقی نہیں

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

میں انتظار میں رہا معجزے کا

دل سے ملا کے دل معجزہ نہ دکھایا

اسے ڈھونڈنے بہت دور نکل گیا میں

اپنے گھر کا بند دروازہ نہ کھٹکھٹایا

حافظ عرفان علی

ذرا مسکراتے ہوئے چل
آنسو چھپاتے ہوئے چل
یہ زندگی تو امتحان ہے
خود کو آزماتے ہوئے چل
بن رہی ہے انا کی بنیاد
دیوار گراتے ہوئے چل

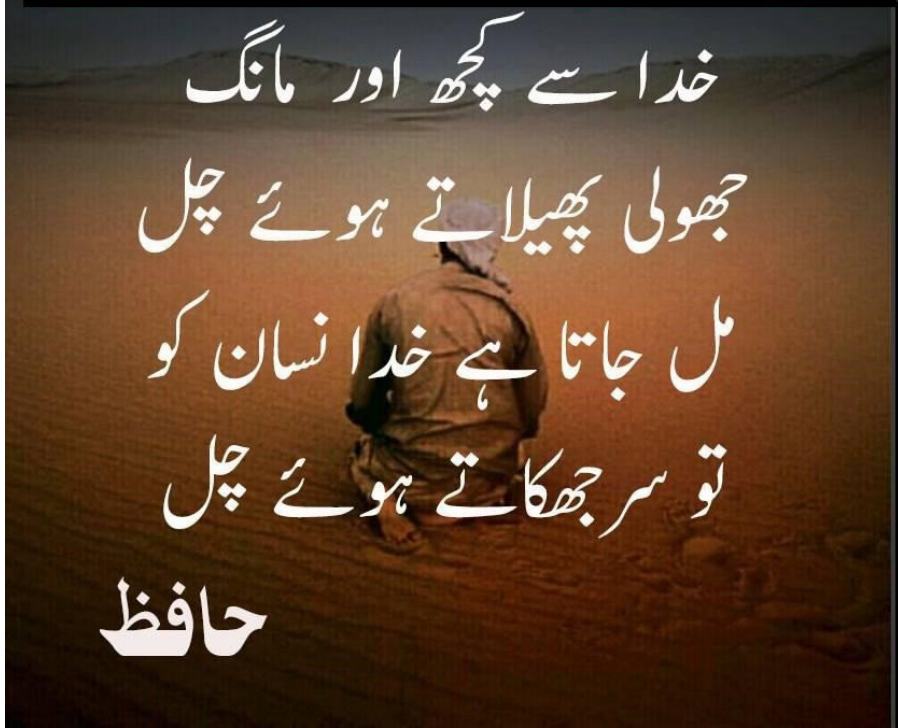

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

اڑ کے پہنچ حباوں میں حنا شاک کی طرح
قلب مضطرب میں ایسی ہوا چلے

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

بہتے دریا کی طرح ہوں
چلتی ندیا کی طرح ہوں
ہیں آسماں سے آگے مرے تصورات
میں پھیلتی دنیا کی طرح ہوں

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

بہت آواز دیتے ہیں خالی برتن

روح خالی بس آوازیں ہیں باقی

سہارا چاہیے سائبان کے لیے

نہ اٹھی دیواریں فقط بنیادیں ہیں باقی

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

پوجتے رہے بستان شہر

لوگوں کو کوئی مسیحانہ ملا

بنا لیتے ہیں ٹوٹے ہوئے بت

دنیا پرستوں کو خدا نہ ملا

لوگ پی لیتے ہیں زہر بار بار کیوں

اندھوں کو زمانے میں دیانہ ملا

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

دعا مانگ کر ڈرا رہتا ہوں

بہت کمزور ہے مکان میرا

بارشیں تو بے اختیار ہیں اور

بے وجہ ہے سامان میرا

کڑی دھوپ میں عافیت ہے

مجھ سے قریب ہے مہربان میرا

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

مری ذات ذرہ بے یقیں

مرا اختیار اک مذاق ہے

دل آدمی کو ہی دے دیا

یہ فیصلہ فقط نفاق ہے

مرے ذوق کی داد ہے

یہ نفس بڑا بیباق ہے

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

تکلف نے بھی نہ توڑا یہ سکوت

بہت دیر تک رکا وہ میرے پاس

کتنی کشمکش رہی درمیاں مجھے یاد ہے

بے قراری نہیں ہے اب نہ کوئی اداس

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

سوال سے پہلے الفاظ سوچ لوں

داستان جنوں کا آغاز سوچ لوں

وہ کون تھا چلمن کے پیچھے

اس بات کا جواز سوچ لوں

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

صدیوں سے محیط قصہ مختصر

مٹی سے شروع خاک آخر

خدا کی زمین پہ آدمی کی بغاوت

اللہ کے بندے ہیں تھوڑے باقی کافر

حافظ عرفان علی

حافظ لکھتا ھے۔۔۔

اب زندگی میں لینے مجھے مشکل فیصلے

اس تک جانے کے لیے حد سے گزر جاوں گا

مسجد میں ملے یا میکدے میں

اسے پانے کے لیے میں حد گزر جاوں گا

حافظ عرفان علی

آدمی کے عشق میں دیکھی ہے جفائیں
خدا کی محبت میں ہے منزل مقصود
حافظ

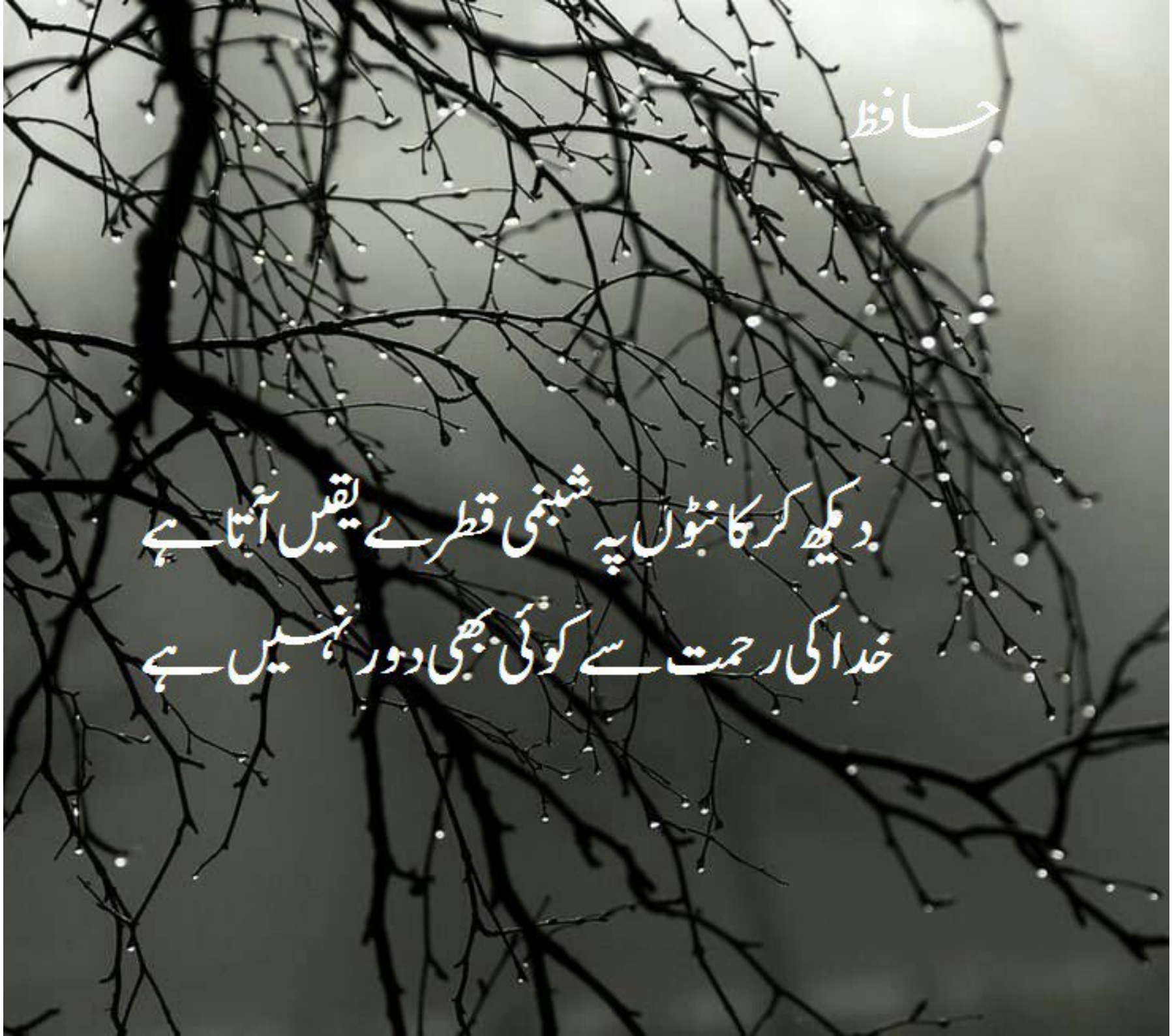
حافظ
دیکھ کر کانٹوں پہ شبنمی قطرے یقیں آتا ہے
خدا کی رحمت سے کوئی بھی دور نہیں ہے

کس کو ملا ہے آج تک یہ راز زندگی
حقیقت کا پتا ملتا ہے دل کے راستے سے
حافظ

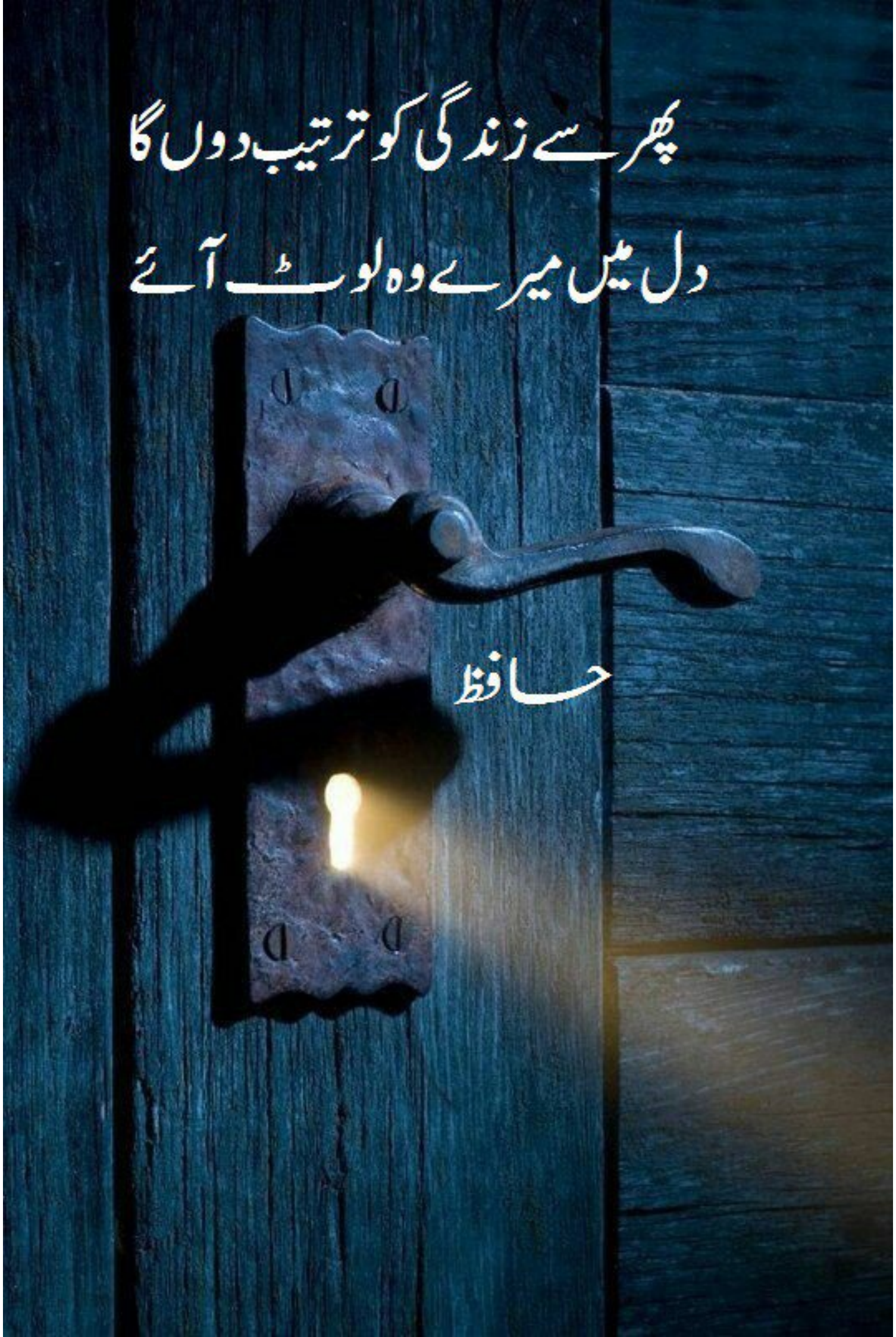
پھر سے زندگی کو ترتیب دوں گا
دل میں میرے وہ لوٹ آئے
حافظ

نہ ملا تیرے قدموں کا کوئی نشاں
ہم نے ٹٹول کر دیکھے سارے راستے

حافظ

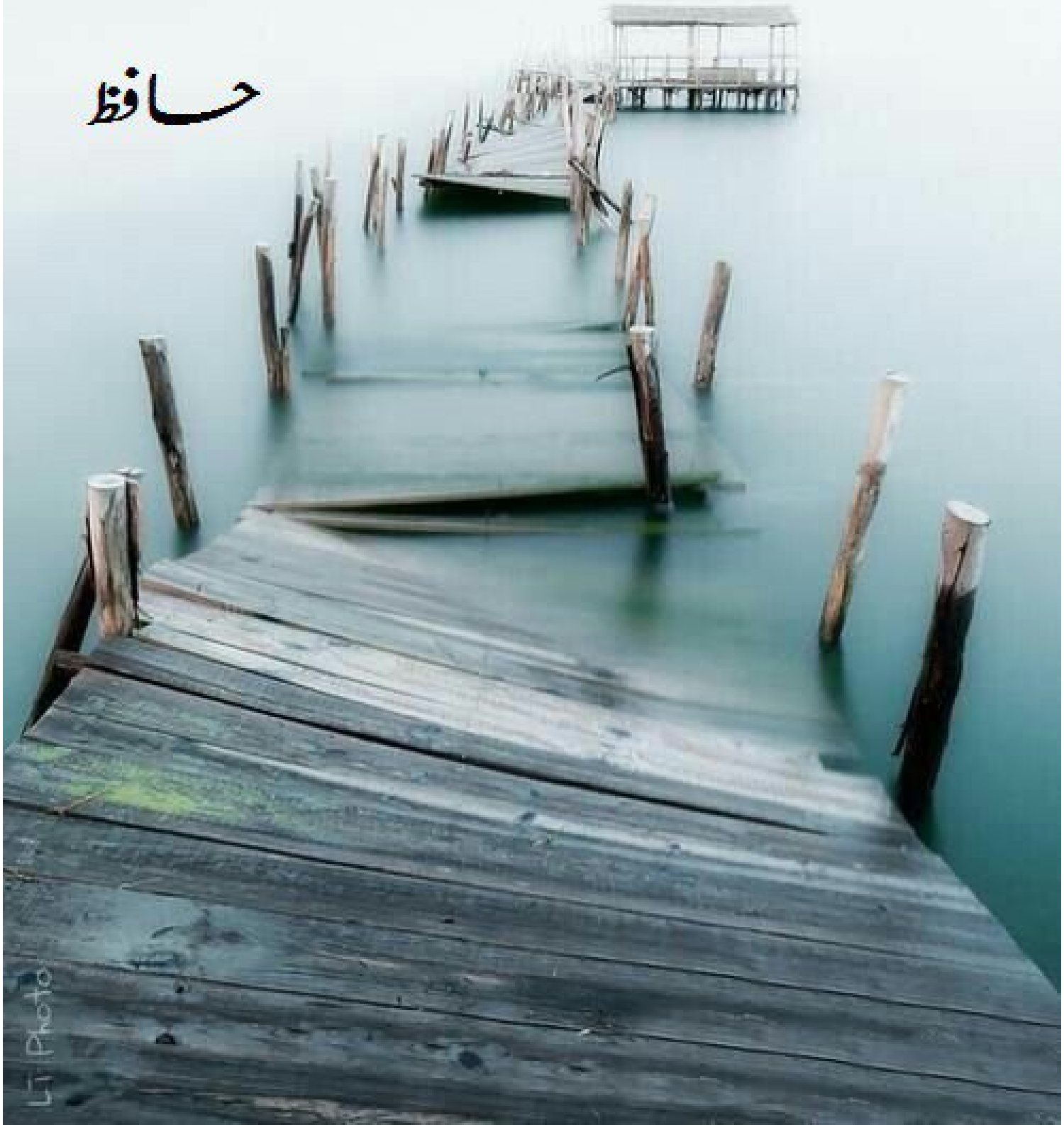

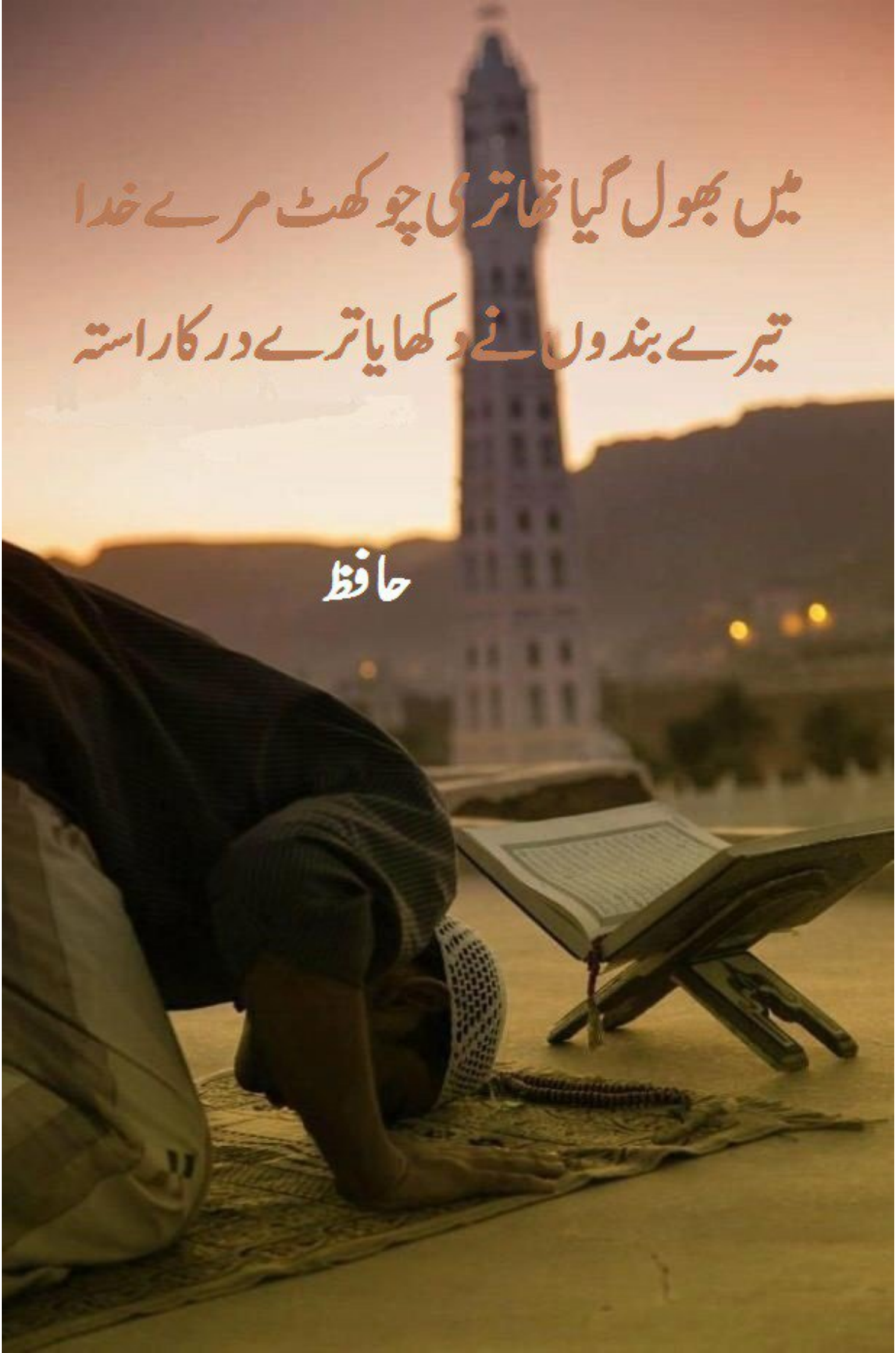
میں بھول گیا تھا تری چوکھٹ مرے خدا
تیرے بندوں نے دکھایا ترے در کا راستہ
حافظ

میں ہوا میں اڑتا بے مول سا تنکا
بچھڑ گیا میں شاخ سے بکھر گیا میں جا بجا

حافظ

اے جاں مری جان تمنا تجھے ہوا میں اڑا دوں

جانتا ہوں دھوکہ میں لپٹی ہوئی زندگی ہے مری

حافظ

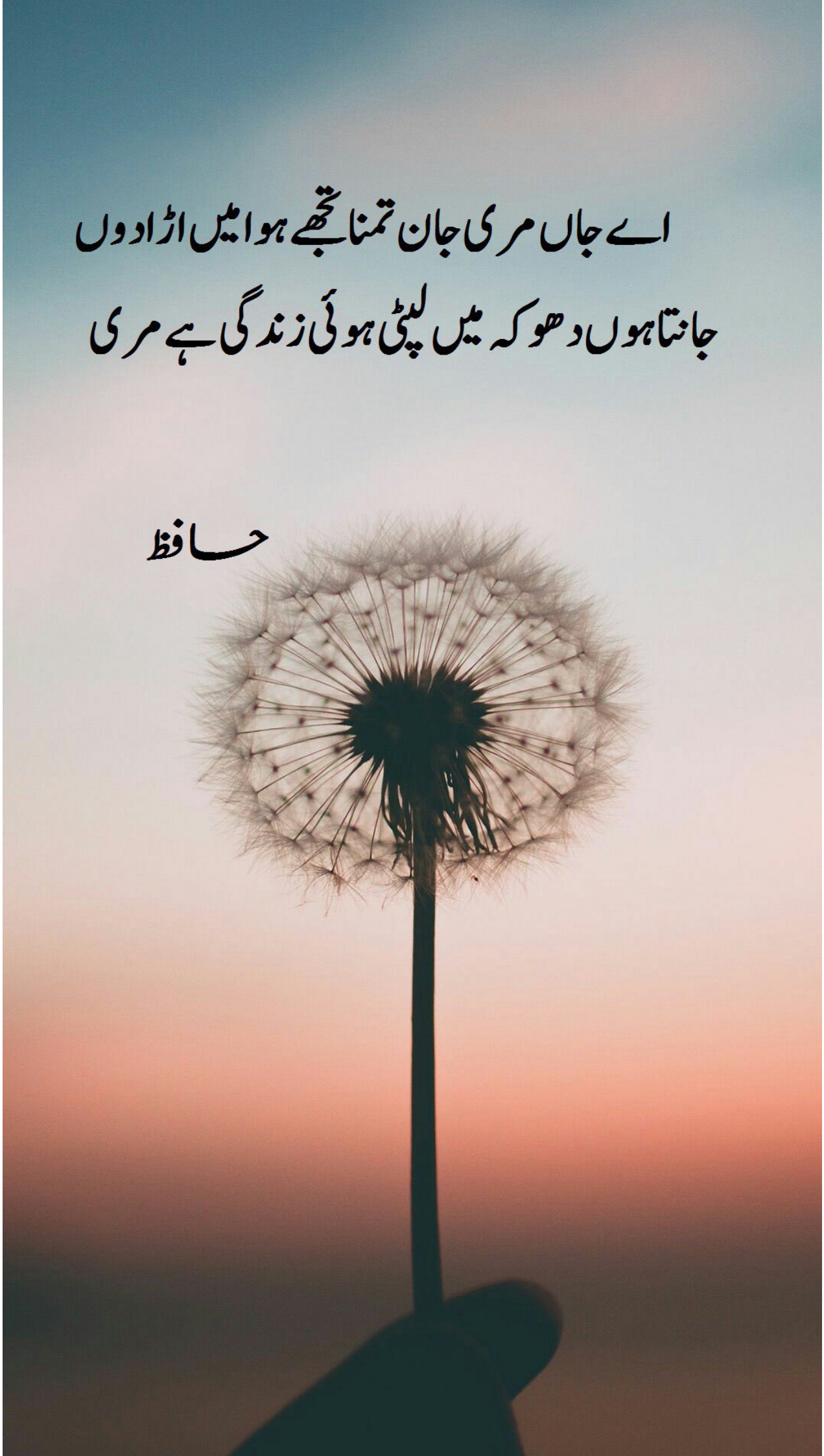

غموں سے بڑا بس یہی غم ہے
آدمی کی حقیقت کچھ بھی نہیں
حافظ

پھوٹ پڑی جذبات کی کونپل دل کی زمین سے
زمانے کی اے بے درد ہوا ذرا آہستہ چل
حافظ

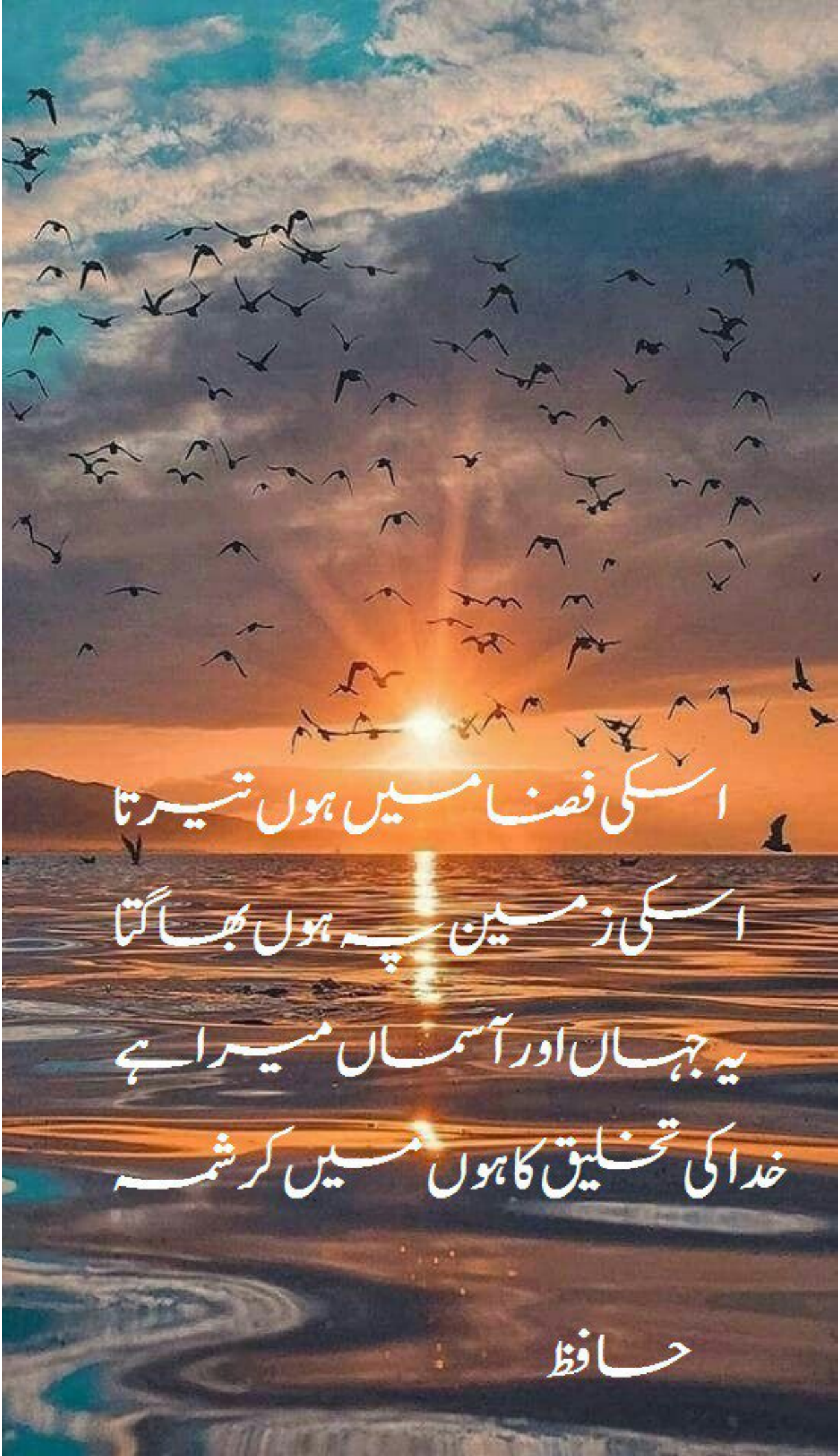
اسکی فضا میں ہوں تیرتا
اسکی زمین پہ ہوں بھاگتا
یہ جہاں اور آسماں میرا ہے
خدا کی تخلیق کا ہوں میں کرشمہ
حافظ

ویران راستوں پہ قدموں کے نشان ہیں مٹے ہوئے
لوگ مر گئے ان کے ذرات ہیں بکھرے ہوئے
حافظ

قتل کی فرد جرم عائد ہے تم پر
قصاص دینا ہے کہ سزا کا ارادہ ہے
حافظ

وہ کس طرح پامال کر سکتا ہے مجھے
ابن آدم کی دعاوں کا ہوں میں ثمر
حافظ

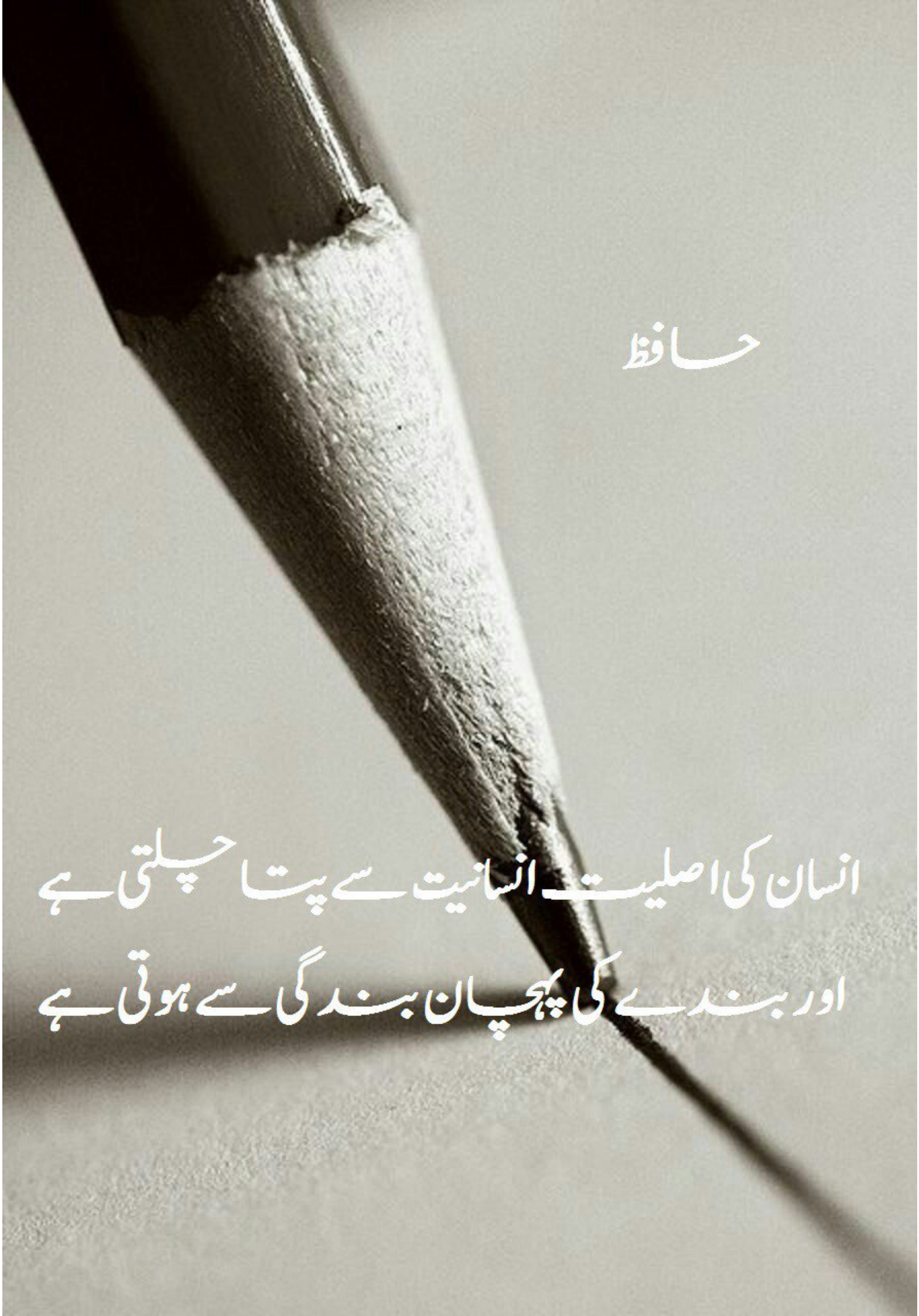
حافظ
انسان کی اصلیت انسانیت سے پتا چلتی ہے
اور بندے کی پہچان بندگی سے ہوتی ہے

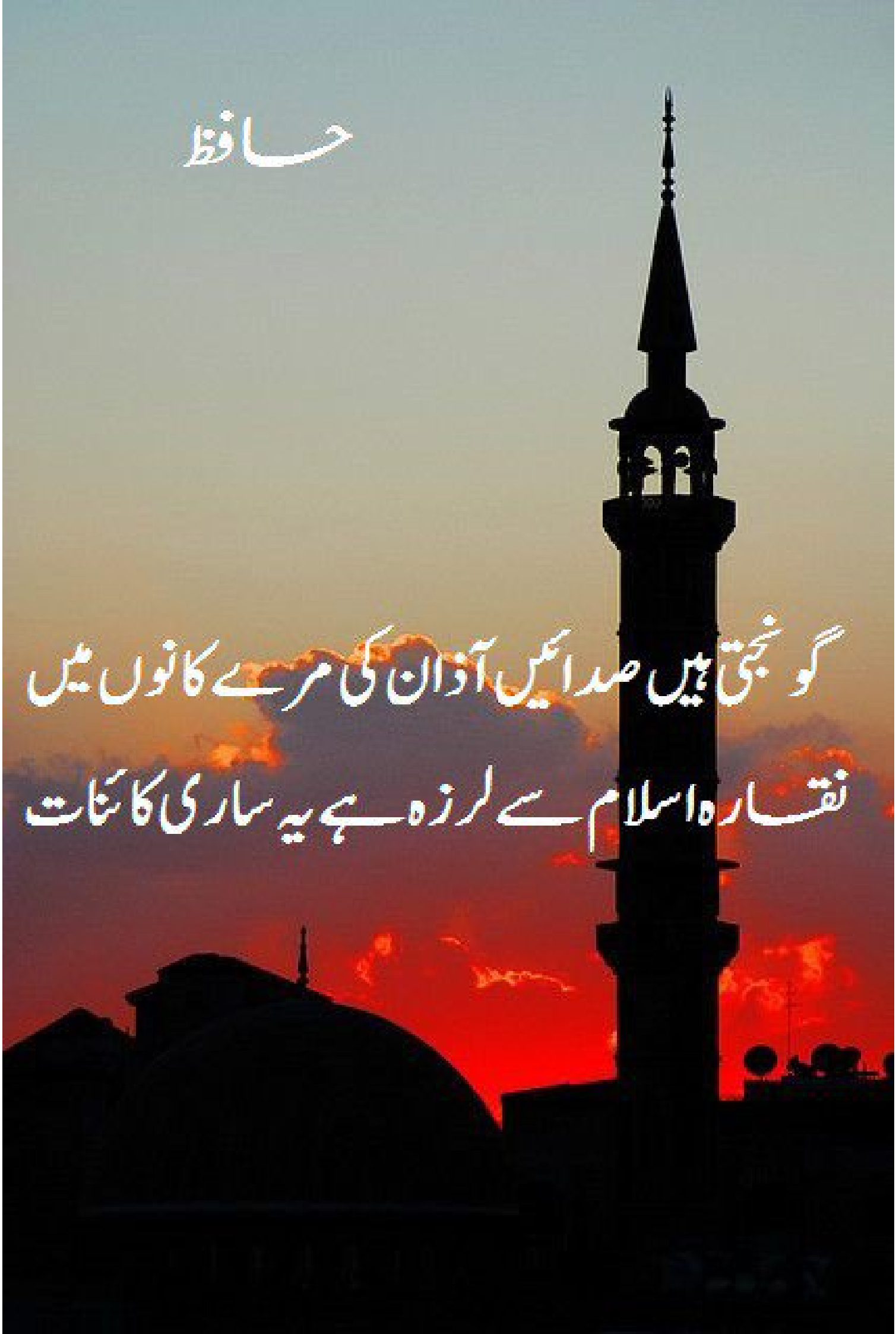
حافظ
گونجتی ہیں صدائیں آذان کی مرے کانوں میں
نقارہ اسلام سے لرزہ ہے یہ ساری کائنات

ڈوبتے ہوئے سورج کی طرح ہے آدمی کا عروج
تری حیات کا شروع ہے زوال کے بعد
حافظ

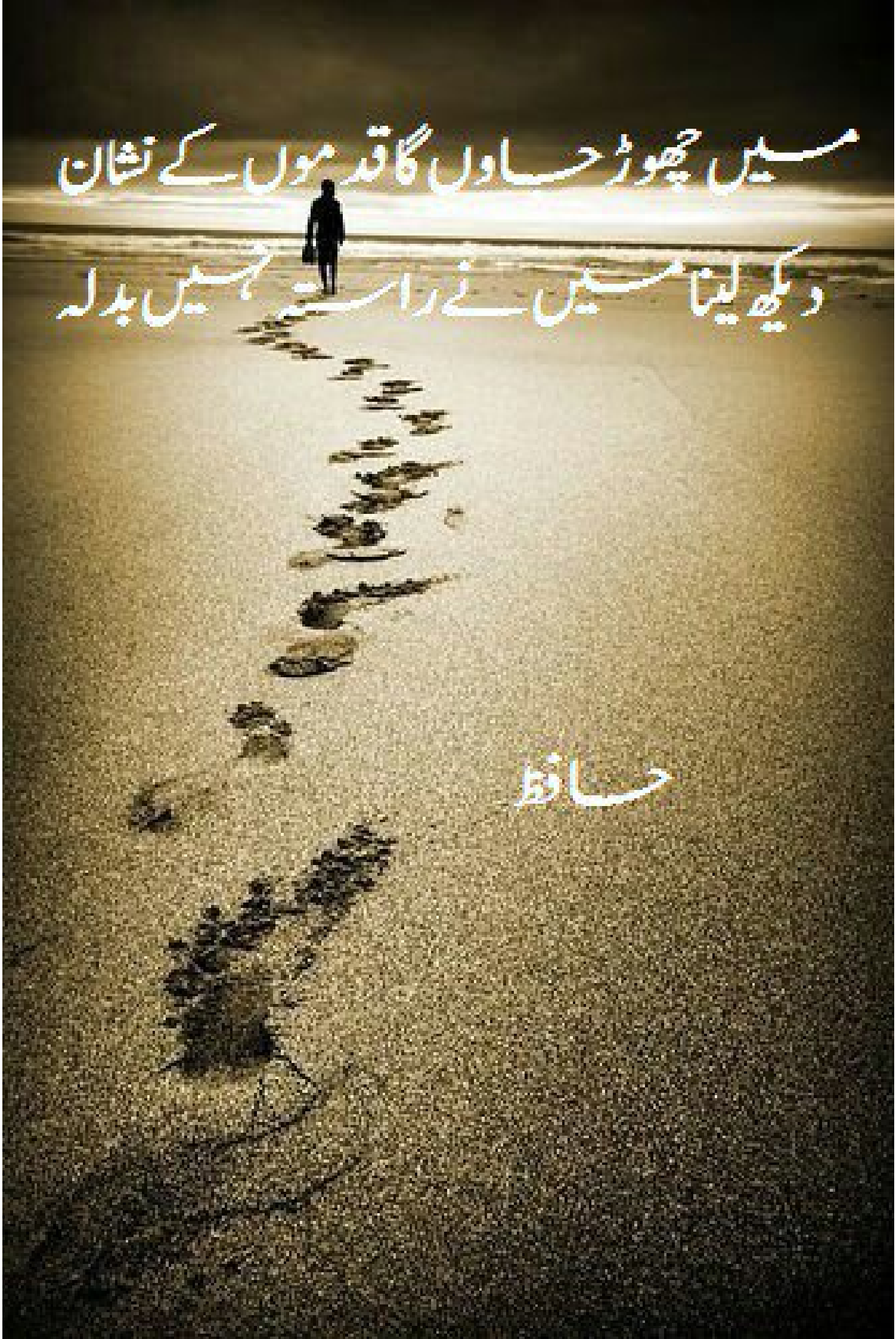
میں چھوڑ جاؤں گا قدموں کے نشان
دیکھ لینا میں نے راستہ نہیں بدلا
حافظ

خدا کا نور ہے سارے عالم پہ

اس کا سایہ ہے ہر سائے کے اوپر

حافظ

حافظ

کتاب حق کی پیروی میں ہے نجات
عقل کے سمندر میں ڈوب گئی کتنی اقوام

حافظ
سوچتا ہوں اسے سینے سے لگا رکھوں گا
دل کھو دیا ہے یہی جگہ باقی ہے

اے آسماں تری وسعتوں کا اثر نہ ہوگا مجھ پہ
تو نہ جانے مرے دل کی گہرائی کیا ہے

حافظ

کتنے دن لگے گے

لوگوں کو انتظار ہے

چاند نکلے گا کب

لوگوں میں اضطراب ہے

کسی مسیحا کے لیے

ہر اک دل بے قرار ہے

حافظ

بارش بجھا دیتی ہے

آگ جو جلا دیتی ہے

نہ سیکھا گر تیرنا

تو لہر بہا دیتی ہے

یہ دن ہیں سوکھے پتے

ہوا جسے اڑا دیتی ہے

کڑی دھوپ جلاتی ہے

آدمی کو سزا دیتی ہے

زندگی گزارنے کے بعد

انسان کو دغا دیتی ہے

ایک ہی راستہ ہے سامنے

تقدیر سبھی کو دکھا دیتی ہے

حافظ

سیکھ کر مذہب سے

پڑھ کے مکتب سے

بیچ ڈالا بازار میں

جو کچھ پایا منصب سے

ملتی ہے یہاں اب

دوستی بھی مطلب سے

واعظ حیراں ہے بھیڑ میں

اندھوں کو ملی دنیا کرتب سے

حافظ

اجنبی کا خیال کرنا

دوستی کا خیال کرنا

بہت خوبصورت ہے

زندگی کا خیال کرنا

خدا کو محبوب ہے

آدمی کا خیال کرنا

دل میں کوئی کجی نہ ہو

دل لگی کا خیال کرنا

دیکھو اپنی قبر میں

روشنی کا خیال کرنا

بات ہو زمانے کی

بے بسی کا خیال کرنا

ذکر جب ہو چاند کا

چاندنی کا خیال کرنا

معاملہ ہے اپنوں کا

بے چارگی کا خیال کرنا

گرا پڑا ہو کوئی جو

ہر کسی کا خیال کرنا

حافظ

دل کی چوٹوں کا حساب کون دے گا

کڑوی باتوں کا جواب کون دے گا

ہم بھی پڑھ لیتے ہیں زمانے کا دستور

کانپتے ہاتھوں میں کتاب کون دے گا

کاٹ ڈالا زمانے کی تیرگی نے

مجھے لوٹا کے شباب کون دے گا

مدت ہوئی سونا چھوڑ دیا ہے

جاگتی آنکھوں کو خواب کون دے گا

ہو گیا ظاہر معاشرے کا اصل چہرہ

اب زمانے کو حجاب کون دے گا

بندوں میں آگئی ہے مخالفت
آدمی کی آدمی سے ہے مخاصمت
پیٹ کے کنویں میں ڈوب گئی
لوگوں کی عزت اور شرافت

دل کی سادگی تو دیکھو ذرا
گناہ کے بعد کرتا ہے ملامت

حافظ

جذبوں میں تھکاوٹ ہے

دلوں میں عداوت ہے

لوگ ــــ زندہ تو ہیں مگر

اپنی اپنی چاہت ہے

نہ گرائے غرض کے بت

احساس میں گراوٹ ہے

جینے کے لیے اتنا کچھ

مرنے سے ہچکچاہٹ ہے

حوس کے سامنے کانپتے ہیں

آدمی پہ تھرتھراہٹ ہے

اے وقت نہ دیکھ مجھے ایسے

بڑی ظالم تری مسکراہٹ ہے

شجر پیدا ہوا مٹی کے پیٹ سے
ہجر پیدا ہوا مٹی کے پیٹ سے
مٹی سے بنی اس دنیا کی ہر شے
بشر پیدا ہوا مٹی کے پیٹ سے
حافظ